U 23252

Dcllr ~~7~~-1207

Title – MAQALAAT SHIBLI (Part-2).

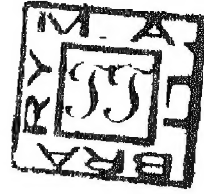
Creator – Shibli Nemani

Publisher – Matba Maruf (Azamgarh).

Date – 1930

Pages – 294

Subjects – Maqalaat – Shibli Nemani; Quraan Tareekh; Quraan Ajaaz; Uloomul Quraan; Europe – Quraan; Islam – Parda; Islam – Jiziya.



سلسلۂ دار المصنفین

(۶)

مکاتیب شبلی

حصۂ دوم

یعنی

علامہ شبلی نعمانی مرحوم کے اُن خطوط کا مجموعہ جو وقتاً فوقتاً انھون نے اپنے تلامذہ اور شاگردون کے نام لکھے، اور جن مین زیادہ تر اُن اصلاحی خیالات کی اُن کو تعلیم و تلقین کی ہے

مع ضمیمہ

ضمیمہ اوّل مین دوستون کے وہ خطوط ہین جو دیر مین پہنچنے کے باعث حصۂ اول مین جگہ نہ پاسکے، اور ضمیمۂ دوم مین اُن کے قدیم فارسی وعربی خطوط ہین،

باہتمام مولوی مسعود علی صاحب ندوی منیجر دار المصنفین

مطبعۂ معارف اعظم گڈھ مین چھپکر شائع ہوئی

طبع اول

سنہ ۱۹۱۶ع

قیمت عہ ۱۳







AZAD
MAULANA

مکاتیب شبلی

انسان کی سب سے بڑی یادگار اُس کے شبانہ روز کے خیالات کا ذخیرہ ہے، انسان خود فنا ہوجاتا ہے لیکن اُس کے خیالات جو بطادِن کاغذ مین وہ ودیعت رکھ جاتا ہے، زندہ جاوید ہین پچھلی نسلین اگر انکی حفاظت کرسکین تو مصری مومیائی لگاکر اُسکی لاش کو صحیح وسالم رکھنے سے زیادہ مفید ہے، کہ اس سے ہم صرف اُسکے بدن کا ڈھانچ دیکھ سکتے ہین اور اُن سے ہمکو اس کے دل کے اندر کے بھید اور اسرار نظر آنے لگتے ہین۔

تاریخی انسانون کے حالات اور سوانح زندگی جاننے کا ایک ذریعہ اُن کی بیوگریفی اور سوانح عمریان ہین، لیکن درحقیقت سوانح نگار کا قلم اپنے ہیرو کی زندگی کا جو مرقع کھینچتا ہے وہ صرف اُسکے ظاہری خط وخال کی نقاشی ہوتی ہے، عمق قلب کے اندر جو رموز اور اسرار ہین، اور جن سے اصل مین "انسانیت" عبارت ہے، اُنکی تصویر کشی کے لیے جو رنگ درکار ہے وہ دوسرون کو میسر نہین آسکتا، انسانون کی خود نوشت سوانح عمریان (آٹو بیوگریفی) ایک حد تک اسکی تلافی کرتی ہین، لیکن چونکہ انسان یہ سمجھکر اپنے حالات حوالۂ قلم کرتا ہے، کہ ایک دن یہ مجموعہ لوگون کے ہاتھ مین جائیگا، اس لیے اصل تصویر مین جہان داغ واغ ہین، وہ ان پر سیاہی پھیرتا جاتا ہے، اس بنا پر یہ مرقع بھی اسکی صورت کی سچی شبیہ نہین ہوتی،

صرف ایک ہی شے، انسان کی حقیقی شکل و صورت کا آئینہ ہوسکتی ہے اور وہ اُس کے ذاتی اور نجی کے خطوط اور مکاتیب کا ذخیرہ ہے، چونکہ لکھنے والے کو یہ کبھی خیال بھی نہین آتا کہ اُسکے یہ پوشیدہ اعترافات کبھی منظرِ عام پر آئین گے، پھر بہت ایسے مکتوب الیہ ہوتے ہین جو اسکے محرمِ اسرار اور عزیز دوست ہوتے ہین جن سے کوئی پردہ نہین رہتا، اس لیے وہ نہایت سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ اپنا ہر حال اور خیال بے پس وپیش حوالۂ قلم کرتا جاتا ہے اسلیے اس آئینہ مین انسان ویسا ہی نظر آتا ہے، جیسا کہ وہ درحقیقت ہے،

انسان کی بڑی سے بڑی لائف اگر مرتب کیجاے اور حالات کے استقصا کا خاص اہتمام کیا جاے، تاہم سوانح نگار کو اُسکی زندگی کے بہت سے اوراق سادہ چھوڑ دینے پڑینگے بیچ بیچ مین ہفتون، مہینون، بلکہ سالہا سال کے حالات ناواقفیت کی تاریکی مین مخفی رہ جاتے ہین لیکن اکابرِ رجال اور خصوصًا اہلِ قلم اور مصنفین کے بہت کم دن ایسے گذرتے ہین کہ انکو خود خطوط لکھنا اور دوسرون کے خطوط کا جواب دینا نہ پڑتا ہو، اس لیے اس مسالہ سے اگر انکی سوانح نگاری کا فرض ادا کیا جاے تو انکی زندگی کے روزنامچہ کا کوئی خانہ خالی نہ رہ سکیگا،

اُستاذ مرحوم کے خطوط کے جمع کرنے کا شوق مجھکو آغازِ ملاقات ہی سے پیدا ہوا، سب سے پہلے ۱۹۰۶ء مین مجھے اُن سے مراسلت کا شرف حاصل ہوا، ۱۹۰۶ء سے لیکر ۱۹۱۴ء تک اُنکا لکھا ہوا ایک ایک پرزہ اپنے نام کا مین نے ایک گرانبہا خزانہ کی طرح محفوظ رکھا، جن مین لفافے کارڈ، عام رقعے، ہر قسم کے مکتوبات کی ۲۵۰ تعداد تھی، ۱۹۰۹ء مین خیال آیا کہ یہ جواہر ریزے ممکن ہے کہ اور بہت سے قدرشناس جوہریون نے محفوظ رکھے ہون، مین نے اکتوبر ۱۹۰۹ء کے

الندوہ مین اپنا خیال احباب کی خدمت مین پیش کیا، انھون نے نہایت سرگرمی سے
اسکی تائید کی، اور اطراف ملک سے کئی ہزار خطوط کا مجموعہ جمع ہوگیا، جلد اوّل کے اکثر خطوط
مولانا کی زندگی ہی مین صاف ہوکر انکی نظر سے گذر چکے تھے، پھر کچھ ایسے عوائق پیش آئے
کہ یہ مجموعہ سالہا سال تک گوشۂ اہمال مین پڑا رہا۔ ۱۹۱۴ء مین اُنکی وفات کے بعد برسون کی
سرد تحریک مین نئی گرمی پیدا ہوئی، دوبارہ مسودہ نکالکر صاف کر۔ خیال تھا کہ مولانا کے
احباب اور تلا۔ ہ کے کل خطوط ملاکر ایک جلد پوری ہو جائے گی، لیکن اس تحریک کے دوبارہ
اعلان پر اس کثرت سے ہر طرف سے خطوط کی بارش ہوئی کہ یہ تمام ذخیرہ ایک جلد مین نہ سما سکا
اور بالاخر جو بچ رہا اسکو ایک اور خزانہ کے لیے بینتکر رکھنا پڑا اسپر بھی بڑی مشکل سے ہم اس سلسلہ کو
دوسری جلد پر تمام کرتے ہین، ورنہ خطوط کا یہ حال ہو کہ ان سطرون کے لکھتے وقت تک انکی
آمد کا تار نہین ٹوٹا، اس دوسری جلد کو بھی صرف تلامذہ کے خطوط پر ۲۰۰ صفحہ مین تمام کرنے کا
ارادہ تھا لیکن ۲۰۰ صفحون کے چھپ جانے کے بعد مولانا کے بعض ایسے اخص الخاص دوستون
کے خطوط ملے کہ اگر وہ **مکاتیب شبلی** مین جگہ نہ پاتے تو ہمارا یہ کارنامہ یقیناً ناقص رہ جاتا،
ابتدا ہی سے مولانا کے خطوط اس قدر دلچسپ ہوتے تھے کہ انکے قدیم وطنی احباب
اور تلامذہ نے انکو حرز جان بناکر رکھا تھا، اور اگرچہ مختلف حالات اور حوادث کے پیش آنے
سے ان کا اکثر حصہ ضائع ہوگیا تاہم مولوی محمد عمر صاحب، اور مولوی محمد سمیع مرحوم، مولانا
کے دو مخلص شاگردون نے جو کچھ ان کو ملا اس کو سینہ سے لگاکر رکھا اور مکاتیب کی ترتیب کے
وقت یہ امانت انھون نے میرے سپرد کی، اکثر پُرانے اور قدیم خطوط فارسی اور اُردو جن سے

مولانا کے ابتدائی حالات اور خیالات پر روشنی پڑتی ہے، انھین دونون بزرگون کے سلسلہ سے ہم تک پہنچے ہین،

مولانا کے خطوط کا جو ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے، اسکی قدیم سے قدیم تاریخ [2] ۱۸۶۲ء تک پہنچتی ہے[1]، اُس زمانہ مین شرفا کی مراسلت کی زبان فارسی تھی، چنانچہ [2] ۱۸۸۲ء تک جب تک مولانا علیگڈھ نہین گئے تھے انکے تمامتر خطوط فارسی زبان مین ملتے ہین، وہان جانے کے بعد بھی اُن لوگون کو جنکی نسبت معلوم تھا کہ اُن کو فارسی سے ذوق ہے، اسی زبان مین خط وکتابت کرتے تھے، یہ فارسی خطوط مولانا عموماً قلم برداشتہ لکھتے[2] تھے، لیکن ان مین بعض خط ایسے بھی ہین جو انھون نے کوشش اور محنت سے لکھا ہے، ایک خط (   ) کے سرے پر لکھا ہے کہ "بہ ترک الفاظ عربی" ان خطوط کی زبان روان، بامحاورہ، عبارت مقفّی، لیکن بے تکلف ہے،

مولانا کی آنکھون مین اپنے اُردو خطوط کی کچھ وقعت نہ تھی، اس لیے اُن کے جمع کرنے کا کبھی خیال نہین آیا، لیکن اپنے فارسی خطون کو وہ نہایت عزیز رکھتے تھے، اور انکو محفوظ رکھنا چاہتے تھے، چنانچہ لکھتے ہین، "این نامہ رانزد خود نگاہ باید داشت" (فارسی ۹) ایک اور صاحب کو لکھتے ہین "این نامہ را .... خواہند سپرد وضائع نخواہند فرمود[3]"۔

بلکہ شاید یہ بھی ارادہ تھا کہ فارسی خطوط کو مرتب کرکے چھپوا دیا جائے، مولوی محمد سمیع صاحب کو لکھتے ہین کہ "جناب مولانا محمد فاروق صاحب کو ہمارے فارسی نامے اور غزلین جو تمھارے پاس موجود ہون نہایت جلد بھیجدو" اوپر اُن کے چھپنے کا ذکر ہی،

---

[1] مکتوب فارسی ۱۔ [2] مکتوب فارسی ۱۹ و ۲۶ و ۲۸۔ [3] مکتوب فارسی ۳ [4] مکتوب ۸ ۔ ۱۰،

اُردو مکاتیب کی اتنی وقعت نہ تھی کہ وہ اُسکو جمع اور ترتیب کے قابل سمجھین، چنانچہ شیخ رشید الدین صاحب انصاری نے جب انکو لکھا کہ وہ اُنکے خطوط جمع کرنا چاہتے ہین تو انھون نے جواب مین لکھا،

"میرے خطوط بالکل بدمزہ ہوتے ہین اُنکو کیا جمع کرتے ہو؟ مجھکو خود مزہ نہین آتا تو اورون کو کیا آئے گا"

مین نے جب خطوط کے جمع کرنے کا ارادہ مولانا کی خدمت مین عرض کیا، تو ناپسند کیا، اکتوبر سنہ۹ مین ان کی اطلاع کے بغیر جب الندوہ مین اُس عبارت کے ساتھ جو مکاتیب جلد اول کے دیباچہ مین درج ہے مین نے اس کا اعلان شائع کیا تو انھون نے اُس پر ایک گونہ بہمی ظاہر کی تاہم تیر کمان سے نکل چکا تھا، لوگون نے خطوط بھیجنے شروع کر دیے، آخر مولانا کو بھی راضی ہونا پڑا، چنانچہ ۵ مئی سنہ۱۹۱۰ کو مولوی حبیب الرحمان خان صاحب شروانی کو لکھتے ہین،

"سید سلیمان میرے خطوط جمع کر رہے ہین، کیا آپکے پاس میرے کچھ ہفوات غلطی سے محفوظ ہون گے"

دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ "ہفوات" مولانائے شروانی کے پاس "غلطی سے" محفوظ رہ گئے ہین، اس ذخیرہ کو ذی ثروت بنانے مین جن بزرگون نے ہماری اعانت کی ہے، انکے خطوط کی تعداد خود انکی لطف فرمائی کی غماز ہے، تاہم حسب ذیل محسنین کے ادائے شکریہ کے بغیر ہم آگے نہین بڑھ سکتے۔

مولوی محمد سمیع صاحب، مولوی محمد عمر صاحب، مولانا حبیب الرحمان خان شروانی، مولانا حمید الدین صاحب بی اے، پروفیسر عبد القادر ایم اے، مسٹر ایم مہدی حسن صاحب تحصیلدار،

مولوی مسعود علی صاحب ندوی، ان مین سے دو اول الذکر اصحاب نے نہ صرف اپنے نام کے خطوط اور رقعے محفوظ رکھے تھے بلکہ دوسرون کے نام کے خطوط کو بھی انہون نے تلف ہونے سے بچایا تھا،

مولانا کے خصوصیات انشا پر بھی کچھ عرض خیال کا ارادہ تھا لیکن اسی زمانہ مین ہماری زبان کے جادو نگار انشا پرداز جناب ایم مہدی حسن صاحب نے اس موضوع پر ایک دلچسپ تحریر لکھکر بھیجی، چنانچہ نہایت مسرت کے ساتھ، ہم اس موقع پر اپنی جگہ سے ہٹ کر انکو آپ کے سامنے کھڑا کرتے ہین،

"تعلقات کی تدریجی رفتار کے ساتھ۔ تحریر کا لب ولہجہ (ٹون) بھی بدلتا گیا ہے جسطرح مولانا کی تقریر برجستہ اور حشو و زوائد سے پاک ہوتی تھی۔ پچھلے تذکرے اس طرح کرتے تھے کہ یارانِ کہن کی بزم سے اٹھکر ابھی آئے ہین۔ اور باتون باتون مین سب کچھ یون کہہ جاتے تھے گویا واقعات سنے سنائے نہین آنکھون دیکھے ہین۔ یہ مادۂ اجتہادی (اُریجنلٹی) جسے جان ادب کہئے۔ انکی وسیع معلومات کے ساتھ انکی تقریر کا خاصّہ امتیازی تھا۔ انکی شستہ رفتہ اور نہایت پاکیزہ تحریرون مین یہ رنگ اور نکھر جاتا تھا، شراب محبت تھی جو کھینچ کھینچا کر دو آتشہ ہوجاتی تھی، آنج کی تحریرون مین چونکہ اہتمام کو دخل نہین ہوتا، یعنی اظہار خیال مین صنعت گری طبع کی جگہ صرف آمد جذبات ہوتی ہے۔ اس لیے لٹریچر کا یہ ایک ایسا اضطراری حصّہ ہے جو لکھنے والے کے مرتبۂ انشا پردازی کی صحیح غمازی کرتا ہے۔ اچھے اچھے بولنے والون بعض چوٹی کے شاعرون کو دیکھا کہ دو سطرین سیدھی سادھی نہین لکھ سکتے، مولانا مین یہ خاص جامعیت تھی کہ جس طرح

بولتے تھے، اسی طرح لکھتے تھے۔ اور نہایت خوشخط لکھتے تھے۔"

"مولانا خاص حالتون کے سوا، لکھنے مین پہل کم کرتے تھے، لیکن ملک کے سب سے بڑے "مسجع صفات کمالیہ انسانی" یعنی سرسالار جنگ اعظم کی طرح بواپسی ڈاک جواب دینے کے عادی تھے"

"جس روز ڈاک مین مولانا کا خط ملتا تھا، اس کا پڑھنا پڑھانا میرے لیے ایک ایسا عیش ہوتا تھا، جسے کبھی نہین بھولون گا۔ سوا دِ خط اتنا پیارا ہوتا تھا کہ مین نے عمدہ سے عمدہ ولایتی کاغذ اور لفافے بہم پہنچائے کہ تحریر کے حسن ظاہری کی چمک دمک کچھ اور بڑھ جائے۔ لیکن طبیعت اسکی پابند نہین رہتی تھی۔ کبھی کارڈ پر ٹال دیتے تھے۔ کبھی اس طرح لکھتے تھے کہ کاغذ اور لفافہ اور تاہم میرے پاس بعض خطوط ایسے محفوظ ہین، جو اس لائق ہین کہ اُن کی عکسی ہاف ٹون کاپیان لی جائین۔"

"حسن کہین ہو کسی حیثیت سے ہو، فطرت کا وہ پاکیزہ مظہر ہے جس سے حافظ کی "شرابِ معرفت" کی طرح قطع نظر نہین کیجا سکتی۔ مولانا ادبی حیثیت سے اس کا نہایت صحیح مذاق رکھتے تھے۔ عالمانہ سنجیدگی کے ساتھ اُنکی حکیمانہ شوخیان سرمایۂ ادب ہوتی تھین۔"

"مولانا نہایت خوش ترتیب تھے۔ اونچے طبقے کی سوسائٹی مین بہت مانگ رہتی تھی۔ جہان وہ کہین سے بیگانہ نہین ہوتے تھے، ملک کے بعض نہایت اونچے خاندانون سے مخلصانہ روابط تھے۔ ان مین بعض لیڈیان نہایت شائستہ۔ قابل اور مولانا کے مذاقِ ادب کی دلدادہ تھین۔ انکو کبھی خط لکھتے تھے تو اس طرح جیسے سرکاری گزٹ! بہت ہوا "دعائین" لکھدین۔ ایک کو لکھا کہ "کچھ نہین"! مین نے عرض کیا، مولانا! "مقصود بالذات" تو وہی تھی۔ یہان بھی امتیاز رہا"!

سنکر پھڑک گئے، اور میرے انتقالِ ذہن سے خوش ہوتے رہے۔"

دسیطرح ایک رئیس نے جنکی بیوی نہایت حسین تھین، مولانا سے پوچھا جنس لطیف مین کن کن اوصاف کی ضرورت ہے؟ مولانا نے کہا اُسے صرف "حسین" ہونا چاہیے، اس فقرے کا میان بیوی پر جو اثر ہوا تھا۔ آجتک سمان آنکھون مین ہے۔"

"بہرحال خطون مین نسبتاً کم کھلتے تھے۔ لیکن مجھپر خاص عنایت تھی، اسلیے راز نہین رکھتے تھے، تاہم تصریحات کی جگہ آپ دیکھین گے چشم سخن صرف اشارون سے کام لیتی ہے، مین اس لطف کو کھونا نہین چاہتا، اور یہی وجہ ہے کہ بعض مقامات پر تصریح طلب نکتون کی بے نقابی مین نے جائز نہین رکھی، میرا خیال ہے، آفتاب علم کی یہ ضیاء یکطرفہ (خطوط) انکی مستقل تصنیفات کے مقابلہ مین نسبتاً کم دلچسپ نہین ہے۔" م

اب ہم پھر اپنی جگہ پر آتے ہین؛

مختصر الفاظ مین مولانا کے خطوط نویسی کی حسب ذیل خصوصیتین تھین،

(۱) نہایت مختصر لکھتے تھے، کبھی کبھی صرف "ہان" "نان" پر اکتفا کرتے تھے، مفصل و طویل سوالون کا جواب بھی ایک دو فقرے مین دیتے تھے، اس قسم کے سینکڑون خطوط میرے پاس ہین، لیکن مین نے ان کو قصداً اس مجموعہ مین شامل نہین کیا، میری مرحوم بیوی (خدا اسکو غریق رحمت کرے) مولانا کے خط کو "تار" کہتی تھی، نمونہ کے طور پر اس قسم کے تار مہدی حسن صاحب کے خطوط مین نظر آئین گے۔

(۲) لیکن درحقیقت مختصر نویسی کوئی ایسی خوبی کی بات نہین ہے، اصل خوبی یہ ہے کہ اختصار

لفظ کے ساتھ معنی مین پوری وسعت موجود ہو، یہی خصوصیت مولانا کی انشاپردازی اور بلاغت کی جان ہے، وہ انھین ایک دو فقرون مین جو کچھ کہ جاتے ہین، ہم صفحون مین انکو نہین کھپا سکتے وہ چند لفظون مین جو جادو پھونکدیتے ہین۔ اس زمانہ کے سامری سینکڑون سترون مین وہ روح نہین پیدا کرسکتے، ضرورت تھی کہ اس مسئلہ کو مثالون سے واضح کرتے، لیکن اس خوف سے کہ یہ مختصر دیباچہ مطول نہ بن جائے، اسکو ارباب ذوق سلیم پر چھوڑ دیتے ہین،

(۳) آداب والقاب کی پروا نہین کرتے تھے، اکثر بلا تمہید مطلب شروع کردیتے تھے، (قدما کا یہی طرز تھا) جسکا بڑا خیال کیا اُسکو صرف ایک دو لفظ القاب کے لکھدئے،

(۴) خطوط کے جواب نہایت پابندی کے ساتھ اور نہایت جلد بلکہ اسی دن لکھتے تھے، اکثر ایسا ہوا ہے کہ خط لکھا، اور آنے جانے کا حساب لگاکر جو دن مقرر کیا اسی دن جواب آگیا بیماری تک مین بھی وہ اس وضعداری کو نباہتے تھے، بہت مجبور ہوتے تو دوسرے دن سے لکھا دیتے چنانچہ مکاتیب کی دونون جلدون مین اس قسم کے خطوط ملین گے۔

(۵) ابتدا ئً مولانا کا خط، شکستہ تھا، پھر خوشخط نستعلیق لکھنے لگے تھے، آخر مین شکستہ اور نستعلیق ملکر ایک عجیب خوش سواد خط پیدا ہوگیا تھا، یہ خط اس قدر خوبصورت اور حسین تھا کہ بیسون سلیقہ شعار اشخاص نے اسکی نقلین کین، اور بہت سے اس مین کامیاب ہوئے، چنانچہ ندوہ کے طلبہ، مولانا کے شاگردون اور بعض دوستون نے یہ مشق بہم پہنچائی ہے کہ بہت مشکل سے ان مین تمیز ہوسکتی ہے،

(۶) تمام مکاتیب کو پڑھکر یہ اندازہ ہوگا کہ مولانا ہر شخص سے اوس کے مذاق اور تعلقات

کے مطابق گفت گو کرتے تھے، شاگردون کے خطوط مین علمی و اصلاحی مشورے نظر آئین گے،
مولوی حبیب الرحمان خان کے خطوط مین زیادہ تر فارسی شاعری، نوادر کتب، اور ندوہ کے
متعلق باتین ہین۔ پروفیسر عبدالقادر سے "ادب و تاریخ فارسی" کے مباحث پر گفت گو ہے، مولانا
حمیدالدین صاحب سے تفسیر اور سیرت پر مکالمات ہین۔ مسٹر عبدالماجد سے "مغربیات"
کی باتین ہین۔ مسٹر مہدی حسن صاحب مصنف "دائرۂ ادبیہ" کے خطوط مین "محاسن ادبی" اور
"لطائف شعری" پر گلفشانیان ہین،

آخر مین، مجکو خطوط کے انتخاب مین جو اصول مرعیٰ رہا، اس کو بھی ظاہر کر دینا چاہیے، مین نے
صرف اُن خطوط کو انتخاب کیا ہے جن سے یا تو مولانا کے ذاتی سوانح کا کوئی واقعہ ظاہر ہوتا ہی
یا ان مین کسی علمی، اصلاحی اور قومی مسئلہ کا ذکر ہے، یا انشا پردازی کا ان مین کوئی نمونہ موجود ہی،
انھین اصولہاے ثلثہ کی رہبری سے ہزارون خطوط کے انبار سے یہ چند دانے چھانٹکر الگ
کئے گئے ہین، ورنہ ایک سچے مومن کے نزدیک تو قرآن کی سب سورتین برابر ہی ہین،

سید سلیمان، ندوی

۷۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام مولانا حمید الدین صاحب بی۔ اے۔ کے نام۔

(١)

برادرم۔

یہاں تمام حالات تحقیق کیے تم بطور طالب العلم۔ ایم۔ اے میں نہیں جا سکتے اسکی لئے

لہ مولانا حمید الدین صاحب مولانا مرحوم کے ماموں زاد بھائی اور تمام تر ان کی تعلیم کے نمونہ اور ان کے شاگرد ہیں مولانا ے مرحوم کے علاوہ مولانا عبد الحی صاحب فرنگی محلی کا بھی انکو شرف تلمذ حاصل ہے تکمیل عربی کے بعد علیگڈھ کالج مین سرسید کے زمانہ مین انگریزی تعلیم حاصل کی، اسی زمانہ مین سرسید کی فرمائش سے بدء الاسلام اور طبقات ابن سعد کے ایک ٹکڑے کا فارسی مین ترجمہ کیا یہ دونون رسالے اسی وقت چھپ گئے تھے تکمیل انگریزی کے بعد مدرستہ الاسلام کراچی مین عربک پروفیسر مقرر ہوے، لارڈ کرزن جب سواحل عرب کا دورہ کر رہے تھے شیوخ عرب کے سامنے لارڈ موصوف نے جو ایڈریس دیا تھا اسکا عربی ترجمہ مولانا ہی نے کیا تھا اسکے بعد علیگڈھ کالج مین عربک پروفیسر مقرر ہوے، پھر میور کالج الہ آباد مین اسی عہدہ پر ان کا تقرر ہوا آج کل حیدر آباد کے اورینٹل کالج دار العلوم کے پرنسپل ہین سب سے زیادہ اہم کام وہ اسوقت یہ کر رہے ہین کہ عربی مین نئے طرز پر قرآن مجید کی تفسیر لکھ رہے ہین۔ ان مکاتیب مین

چھ مہینہ کی مدت ضرور ہی، اور امتحان اکتوبر مین ہوگا، البتہ پرایوٹ جاسکتے ہو کیونکہ اس مین مدت کی کوئی قید نہین۔ صرف اتنا ضرور ہی کہ امتحان سے دو تین مہینہ پہلے پرنسپل صاحب کے دستخط سے تمہارا نام یونیورسٹی مین جانا چاہئے۔

کتابین حسب ذیل ہین۔ سبعہ معلقہ تمام۔ متنبی تمام۔ حماسہ تمام۔ مقدمہ ابن خلدون ۵۰ صفحہ اول۔ مقامات حریری نصف۔

کلکتہ کا کلنڈر کئی برس سے یہان نہین آتا۔ مقامات حریری کا نصف ہمیشہ بدلتا رہتا ہی یعنی کبھی نصف اول اور کبھی نصف اخیر۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ تم رجسٹرار یونیورسٹی کلکتہ کو لکھو کہ وہ یونیورسٹی کا پراسپکٹس سنہ حال ویلوپیبل بھیجدے۔ تھوڑی قیمت کو آتا ہی۔ تم کو فوراً متنبی اور حماسہ کے مطالعہ مین مشغول ہوجانا چاہئے۔

ہان ایک دن صرف ایس سے لکھوایا جاتا ہی اور یہ پرچہ پورے پانچ گھنٹہ کا ہوتا ہی، ایس سے مین ہمیشہ عرب کی اور مسلمانون کی تاریخ یا عربی لٹریچر، اور عربی گرامر کی تاریخ ہوتی ہے، ایس سے انگریزی مین لکھواتے ہین، اسواسطے تم کو انگریزی لکھنے کی مشق بھی پیدا کرنی چاہئے اور کوئی تازہ حال نہین، والسلام

شبلی نعمانی

(۳)

۲۴ جون ۱۸۹۵ء - علیگڈھ

عزیزی۔

خط پہونچا۔ بہتر ہی تمہین سید صاحب کو سرٹیفکٹ کے لئے لکھو، اور ترجمہ طبقات ابن سعد

و بدر الاسلام کو یاد دلاؤ،

انگریزی مین عربی گرامر کی ایک مختصر کتاب آرنلڈ صاحب ترجمہ کرانی چاہتے ہین، انھون نے تمہارا نام لیا، چونکہ کتاب بہت مختصر ہی اور تمام اصطلاحین معلوم ہین تم قبول کرلو۔ ترجمہ ان کو بعد دسمبر کے ۱۵۔ تاریخ کے بعد بلکہ اوائل جنوری مین مطلوب ہی اس لئے تمہارا کچھ حرج نہین۔

والسلام

شبلی۔

(۱۳)

۱۸۔ نومبر ۱۸۹۶ء۔ علیگڈھ

برادر عزیز،

خط پہونچا۔ تمہاری خالصانہ ہمدردی سے طبیعت کو بہت تشفی ہوئی[1]۔

۱۔ تم لکھتے ہو کہ "آپ مجھکو تنہا یادگار نہ بنانے دینگے[2]"، اس کا کیا مطلب؟ تم کیا یادگار بنواتے اور تنہا کیونکر بنوا سکتے؟

یادگار تم کس صورت مین تجویز کرتے ہو مجھکو تم سے نشنل مین معقول چندہ لینا تھا لیکن یادگار کی صورت مین ادھر کا بدلہ ہو جائیگا۔

۲۔ حامد کو تصویر کے لیے لکھدونگا۔

۳۔ مین نے الفاروق مطبع نامی کانپور مین چھپنے کو دیدی لیکن ابھی اصل کتاب مین ایک ثلث تصنیف کے لیے باقی ہی[3]۔

[1] مولانا کی مرحوم کی پہلی بیوی کی تعزیت سے [2] مرحوم کی یادگار سے [3] الفاروق کی طبع و تصنیف کی تاریخ۔

۴۔ یانی کے بغیر بڑے خطرات کا سامنا ہی۔

۵۔ تم وہاں[۹۲] کے حالات لکھو۔ لوگوں کو اجنبیت وجدت کی وجہ سے اشتیاق ہی۔

۶۔ تم علاوہ فرض منصبی کے اور کیا شغل رکھتے ہو۔ والسلام

شبلی۔ ۱۱۔ جولائی ۱۸۹۷ء

(۴) اعظمگڑہ

ہاں مین مصر سے بآسانی کتابین منگوا سکتا ہون، تم نام لکھ بھیجو،

مین اول مئی سے چھ مہینہ کی رخصت[۹۳] لونگا۔ دیکھئے کہان بسر ہو۔

الفاروق حصہ دوم بہمہ وجہ مین نے تیار کر لیا ہی، قریباً نصف چھپ بھی گیا ہی۔

والسلام

شبلی۔ ۴ فروری ۱۸۹۸ء

(۵)

برادرم۔

خط پہنچا۔ ان کتابون کے لیے مصر و بیروت کی زحمت اٹھانا بیکار ہی کیفیت یہ ہی کہ بیروت کی ڈاک کا انتظام بالکل ناقابل اعتبار ہی۔ مجھکو باوجودیکہ مدت سے معاملہ رہتا ہی اور اکثر کتابین منگوا چکا ہون، تاہم متعدد منی آرڈر ضائع ہوے۔ ڈاک خانہ سے بہت سی خط کتابت کرنیکے بعد ایک دو رقم برآمد ہوئی، اور بعض کا ابتک پتہ نہ لگا۔ مصر کو وہاں کی نسبت

---

[۹۱] جنیداری کے لیے قحط کا اندیشہ ہی [۹۲] کراچی کے [۹۳] علیگڈھ کالج کی خدمت سے۔

تر صحیح ہی لیکن اطمینان یہان بھی نہین - ایک دفعہ میرا منی آرڈر بڑے جھگڑون کے بعد چھ مہینہ پر برآمد ہوا تمنے جو کتابین لکھی ہین سب یہین ملجائینگی - مولوی نورالدین - توپ خانہ بازار قدیم کانپور سے خط وکتابت کرو، وہ بھیجدینگے اور جو نہ ہونگی وہ سنگوا دینگے قیمت کا بھی چندان فرق نہ ہوگا مین بھی اب یہین سے خریدا کرتا ہون -

لوگ جو بیروت وغیرہ کو خط بھیجتے ہین، اس کا طریقہ نہین جانتے، اول تو ٹکٹ لفافہ پر اڑھائی آنے کے لگانے چاہئین، پتہ انگریزی اور عربی دونون مین ہونا چاہئے - سب سے زیادہ مقدم یہ کہ آج کل کی زبان مین خط کتابت کرنی چاہئے - اور خصوصاً اصطلاحی الفاظ مثلاً ڈاکخانہ رجسٹری، قیمت ٹکٹ ان الفاظ کو جب تک موجودہ اصطلاحات مین نہ لکھا جاے وہ سمجھ نہین سکتے - تمہارے دوست نے انہی چیزون مین غلطی کی ہوگی -

ہان آرنلڈ گیے، اور کالج کو نہایت رنج دے گئے ان کے وداعی جلسے بڑی دھوم سے ہوئے، یہان جون کی مہینہ مین کالج بند ہوگا - غالباً مین وطن یا کشمیر مین ہونگا -

شبلی - ۱۷ فروری ۱۸۹۸ء

علیگڈھ

(۱۶)

۵ل

. . . .

ایک ہزار روپیہ پہلے دیچکا ہون، اور تین چار ہزار اب پھر دینا پڑے گا اس امید

۵ل کارڈ کا نصف حصہ پھٹ گیا ہی بقیہ نصف کی یہ عبارت ہی -

پر کہ شاید لوگ رفتہ رفتہ دین۔

کالج[۱] کا حال کشمکش مین ہی، سردست بک صاحب نے قبضہ کر لیا ہی، سید محمود کی حالت بہت خراب ہی۔

والسلام

شبلی - ۱۶- اپریل ۱۸۹۸ء

(۷)

علیگڈھ

میان حمید،

ع تا تو بمن رسی من بخدا می رسم۔ نیشنل اسکول کا تم پر کچھ نہ کچھ حق ہی لیکن تم نے تعمیر کی مدمین ایک حبہ بھی ادا نہین کیا جب عمارت تیار ہو چکے گی اسوقت تمہاری کیا حاجت رہی گی، دینے کا وقت یہی ہی، کہ تمام کام اسکا پڑا ہوا ہی، مین علاوہ چندہ سابق کے مارچ ۳۵ اور دے چکا لیکن سو دو سو کی رقم کے بغیر تمام کمرے ناتمام پڑے ہین اور خراب ہوتے ہین، جو کچھ دینے اسوقت یا باقساط دو۔ ورنہ ع پس از آنکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد۔

والسلام

شبلی - ۳۱ جولائی ۱۸۹۸ء

(۸)

برادرم -

تمھارے اجمالی کارڈ کا مین نے جواب لکھدیا تھا کہ "وہ سب خبرین صحیح ہین" کیونکہ مین یہ جانتا تھا کہ وہان صحیح خبرین پہنچی ہونگی لیکن اب معلوم ہوا کہ بعض جگہ غلط خبرین مشہور

---

[۱] علیگڈھ کالج کا بک صاحب پرنسپل تھے، سید محمود، سید احمد خان پر حاوی ہو گئی تھی اور ہندستانہ ہر ایک شخص سے الجھتے تھی

ہوئی ہین یعنی یہ کہ وہ شخص معلوم[1] نے میرے ساتھ دراندازی کی لیکن یہ خبر بالکل بے اصل ہی واقعہ یہ ہی کہ بیک صاحب اور سید صاحب وغیرہ یہ چاہتے ہین کہ مین یہان ششماہہ قیام کرون لیکن سید محمود دفعتہً اسکے مخالف ہوگئے اور اسی اپنی حالت مین بہت سی باتین اسکے خلاف کہین لیکن اس قسم کی انسے کسی کو اب شکایت نہین رہی ہر روز یہان کے رؤسا اور ٹرسٹیز اور ارکان کالج اس قسم کی باتون کے متحمل ہوتے ہین مین تو اسدن سے آجتک سید صاحب کی کوٹھی پر گیا ہی نہین۔

اس دفعہ بظاہر یہان کی آب وہوا مین مجھکو خاص مضرت نہین معلوم ہوتی باقی کرٹ تعلق، اس کی یہ کیفیت ہی کہ مین نے سال بھر کی رخصت اسی تجربہ کے لیے لی تھی مین نے دیکھا کہ اعظمگڈھ مین سال بھر برابر نہین رہ سکتا۔ وہان کوئی ایسی دلچسپی نہین کہ سال بھر تک کام چل سکے۔ اس لیے کچھ یہان، کچھ وہان، کچھ ندوہ۔ اسطرح بسر کرنے کا ارادہ ہی، اگرچہ واقعہ یہ ہی کہ اب کہین دل نہین لگتا۔ بالکل خانہ بدوش معلوم ہوتا ہون۔ نہین معلوم کیا ہونا ہی

والسلام

شبلی۔ ۹۔ نومبر ۱۸۹۸ء

(۹)

برادرم۔

مین علیگڈھ آگیا۔ اور حالات اس قسم کے پیش آگئے کہ ابھی یہین رہنا پڑے گا

---

[1] اس سے مقصود غالباً سید محمود ہین۔

معلوم نہین تم کن اشغال مین ہو، کوئی علمی کام بھی کرتے ہو یا نہین؟

تمہارا چندہ ماہوار نہین پہنچا - اسکی وجہ سے سخت حرج ہی باقیات وحال فوراً بھیجدو

میرے کتب خانہ مین کتب ذیل اضافہ ہوئی ہین -

الیضاح فی المعانی للخطیب القزوینی نسخہ قلمی نہایت قدیم -

صدرا، الٰہیات وغیرہ کامل نسخہ عمدہ -

المحاسن والمساوی للجاحظ -

مکاتیب ابوالعلاء المعری -

مفتاح سکاکی کامل یعنی مع نحو وصرف وغیرہ -

اور کتابین یورپ وغیرہ سے آرہی ہین مثلاً الوجیز فی الفقہ للامام الغزالی - کتاب المعمرین لابی حاتم السجستانی ، فلسفۃ البلاغۃ تصنیف حال - والسلام

شبلی - ۳ - دسمبر ۱۸۹۸ء - علیگڈھ

(۱۰)

رسایل[1] یہان نہین رہی، علیگڈھ لکھدیا ہی وہانسے جائینگے الفاروق جاتی ہی -

آج کل ایک بڑی ریاست بلکہ سلطنت[2] سے ابن خلدون کے ترجمہ کا استفسار آیا تھا - دس ہزار روپیہ نقد معاوضہ دیتے ہین - مین نے اپنی صحت کے لحاظ سے انکار کیا اس کے لکھنے کا مقصد یہ ہی کہ اگر تم پبلک مین آجاؤ تو اس قسم کے کامون سے اچھی طرح آزاد بسر

---

[1] رسائل شبلی ۱۲ [2] سلطنت افغانستان، دیکھو خط ۱۳ -

کرسکو لیکن تم کو جنبش بھی نہین ہوتی۔

شبلی۔ ۳۔ جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۱)

خط پہونچا مین خود اسبات کا خواہشمند ہون کہ اس تعطیل مین تم سے ملاقات ہو، تاکہ علاوہ اور باتون کے کوئی علمی کام پابندی کے ساتھ تمہارے متعلق کرسکون، لیکن مین یہ نہین کہسکتا کہ مین اسوقت کہان ہونگا۔ ایک طرف تو کلکتہ کانفرنس کا بلاوا ہی، دوسری طرف رامپور کا ارادہ ہی۔ مکان پر تو مین جا نہین سکتا۔ لیکن کوئی جگہ ابھی متعین بھی نہین، تاہم تم سے ملنے کی کوشش کرونگا۔

ہان امور ذیل کو اچھی طرح دریافت کرکے لکھو۔

۱۔ بوشہر و بصرہ جانے والے جہازات کو تھے دن جایا کرتے ہین۔

۲۔ سکنڈ کلاس کا کرایہ بوشہر یا بندر عباس تک کیا ہی؟

۳۔ قسطنطنیہ کہان کہان ہوتا ہی۔

والسلام

شبلی۔ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۹ء

(۱۲)

علیگڈھ

خط پہنچا۔ اور شرائط منظور ہین لیکن یہ نہین کہ جسقدر ترجمہ ہوگا معاوضہ دیا جائیگا کتاب بیچ مین رہ گئی تو کس کام آئیگی اور چندہ دینے والون کو کیا جواب دیا جائیگا اسپنسر کے فرسٹ پرنسپلز تھیوسوفی ازم کا حصہ چھوڑ کر غالباً چار سو صفحہ سے زیادہ ہی

کم سے کم چار سو اور زیادہ سے زیادہ پانسو معاوضہ دیا جائیگا میں اسکو پسند نہیں کرتا تھا کہ سب معاوضہ کالج یا اسکول میں دیا جائے۔ اس سے طبیعت پر پورا بار نہیں پڑیگا۔ بلکہ بیگاری معلوم ہوگی۔

شبلی

(۱۳) الہ آباد۔ ۲۔ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

برادرم۔

مفصل شان نزول سُنکر جواب لکھو۔

ترجمہ[1] کا خیال امیر عبدالرحمٰن والی کابل کو پیدا ہوا ہی اور بڑے وسیع پیمانہ پر اس کے لیے انھون نے اپنے سفیر ہندوستان کو لکھا، اور سفیر نے مجھکو و مولوی حالی صاحب و نذیر احمد کو، مین نے پہلے انکار کیا پھر یہان کے تمام اعزّہ و احباب کے اصرار پر رضامندی ظاہر کی، سفیر صاحب نے یہ معلوم کر کے کل ترجمہ اور اس کا تمام اہتمام میرے ذمہ کر دیا، اور دس ہزار کی رقم منظور کی جو بہ تفاریق لی جائے خواہ یکشت،

ابن خلدون کا ترجمہ تم بے شبہ خود کر سکتے ہو لیکن اس مین تاریخی تلمیحات اور اجمال اور حوالے اسقدر ہین کہ مین اچھی طرح اندازہ کرتا ہون کہ ابتدائی جلدون مین تم کو دقت پیش آئیگی۔ کتاب مذکورہ کے سات ہزار صفحے ہین اور وہ بھی ٹائپ کے در آورد خط مین، مین نے تین برس کا وعدہ کیا ہی اب چند باتین بطور فذلکہ کے سنو۔

---

[1] دیکھو خط ۱۰۔

۱۔ مستقل تمہارے نام سے ترجمہ ہونے پر سفیر راضی نہین ہوسکتے بلکہ میرا انتساب بھی ضرور ہے۔

۲۔ کتاب اسقدر ضخیم ہے کہ دو ایک برس مستقل اشتغال کے بغیر اس کا ترجمہ نہین ہوسکتا۔

۳۔ بہت سے ضروری مشوروں کے لیئے میری قربت ضروری ہے۔

۴۔ تم اپنا قائم مقام کسی ہندوستانی شخص کو پوری تنخواہ پر کرسکتے ہو۔

۵۔ صرف ابتدائی کام اور خاکہ قایم ہونے تک تمہارا یہان رہنا درکار ہے پھر جہان چاہو رہ سکتے ہو۔

۶۔ یہ کام شہرت اور عزت کا ذریعہ ہے اور آگے کے لیئے راہین نکلین گی کیونکہ گورنمنٹ انگریزی کی سرپرستی مین یہ کام ہوگا۔

۷۔ گھر بیٹھ کر کام کروگے تو تمہارا خرچ مختصر ہوگا اور تم کو کم از کم ماہانہ ۵۰ کی بچت ہوگی،

امیر صاحب انگریزی کتابون کے ترجمہ کا بھی محکمہ قایم کرنا چاہتے ہین، چار انگریز اور سولہ ہندوستانی مترجم ملازم ہونگے، محکمہ کا صدر مقام کلکتہ ہوگا، اس محکمہ کا سکرٹری مجھکو مقرر کرتے ہین، لیکن مین نے انکار لکھ بھیجا، اور زیادہ تر امید ہے کہ اگر تمہارے لیئے مناسب تحریک کرونگا تو تم کو یہ عہدہ ملجائیگا۔ اس صورت مین اتنے بڑے وسیع کام کا تمہاری ماتحتی مین انجام پانا بہت سے فوائد کا ثمر ہوگا۔ اب اپنی رائے لکھو۔

شبلی۔ ۱۸ جولائی ۱۹۰۰ء

(۱۵)

برادرم،

خط پہنچا۔ اسکو بلا مبالغہ خیال کرو کہ اگر مجھکو یقین ہو کہ کسی کام مین اپنے سلف ریسپکٹ کو کھو کر تمکو فایدہ پہنچا سکتا ہون۔ تو مین ہرگز رسپکٹ کو عزیز نہین رکھ سکتا مین مارلین کو جس وقت کہو اور جن الفاظ مین کہو خط لکھدون لیکن پہلے ان باتون پر غور کرلو۔

۱۔ انگریز بغیر اپنی ذاتی واقفیت کے کسی شخص کی نسبت ایسی سفارش کرتے ہین یا نہین

۲۔ تم سے مارلین سے ایسی ذاتی واقفیت ہی یا نہین۔

جواب علیگڈھ کے پتہ سے لکھو۔

والسلام

شبلی - ۲۲ - فروری سنہ ۱۹۰۱ء

(۱۶)

برادرم

افسوس تم نے اسقدر مجھ سے بے تعلقی کرلی کہ تمہارے حالات مجھکو بجائے اس کے کہ تم سے معلوم ہون اورون سے دریافت کرنے پڑتے ہین، شاید تم مجھکو بھی اسی الزام کا ملزم ٹھیراؤ لیکن کیفیت یہ ہی کہ حیدرآباد رہکر انسان خدا کو بھول جاتا ہی، تا بآدم چہ رسد، یہان ایک منٹ بھی راحت اور سکون سے انسان بسر نہین کرسکتا۔ مجھ سے زیادہ یہان کوئی آزاد نشین نہ ہوگا۔ تاہم ہندوستان کے تناسب کے لحاظ سے مجھکو بھی پریشان کہنا چاہئے۔ خیر ذکر غم بدتر از غم، لکھنے کے قابل کوئی بات ہی تو یہ ہی کہ

کہ تالیف کا مشغلہ جاری ہے۔

غزالی ختم ہو کر مطبع میں[۱] جا چکی۔ شاید سیرۃ النعمان کے لگ بھگ ہو جاے۔ علم کلام کی تاریخ لکھ رہا تھا وہ بھی قریب[۲] الختم ہی۔ اب کلام جدید کا مرحلہ ہے۔ کوئی انگریزی دان دوست ہوتا تو بڑا کام نکلتا۔ جو حکماے یورپ روح و واجب الوجود کے قایل ہیں ان کے دلائل سے کتاب کی بہت رونق ہوتی۔ تم سے زیادہ کون اس مصرف کا تھا، انگریزی دان تھے، عربی دان تھے عزیز تھے، لیکن ان سب کچھ ہونے کے ساتھ بھی کچھ نہیں، بہتیرا کہا کہ یورپ کے فلسفہ کا ہلکا سا ڈھانچا بھی کھڑا کر دو تو بہت بصیرت ہو۔ تم کو کسی کی پروا ہی۔ حالانکہ جو حصہ اب لکھ رہا ہوں اس میں مدد دینا ایک مذہبی اور قومی کام ہی۔

خط سے معلوم ہوا کہ عربی عبارت لکھی ہی۔ داؤد بھائی کے پاس بھیجتے ہو اس قسم کے معاملات کام کروگے عربی عبارت لکھ کر اپنا دل خوش کروگے کہ دوسرا حریری پیدا ہوا اچھا پھر نتیجہ کیا؟ مسلمانوں کو آج کل حریری اور امراء القیس کی ضرورت ہی!

یہاں ایک بیاض دیکھی جو مرزا صائب نے شعرا کے کلام سے انتخاب کی نسخہ بھی اسی زمانہ کا ہی کسقدر نفیس شعرا کے کلام انتخاب کئے ہیں، چودہ ہزار شعر ہیں اور سب اچھے ہیں۔ اسرار البلاغۃ جرجانی مصر میں چھپ گئی منگوائی ہے ابھی آئی نہیں، امام غزالی کی کتاب محک النظر جو منطق میں ہی اور نہایت جامع اور صاف و سادہ ہی وہ بھی چھپ گئی ہے، والسلام

شبلی ۔ ۲۲۔ فروری ۱۹۰۲؁ء ۔ حیدرآباد

---

[۱] تاریخ اختتام الغزالی ۔ [۲] تاریخ اختتام علم الکلام ۔

برادرم۔

خط پہنچا۔ مین اسی قسم کے خطوط کی تم سے خواہش رکھتا ہون اور اسی لیے نہایت خوشی سے جواب لکھتا ہون۔

اشعار جاہلیت مدت ہوئی میری نظر مین ہین، لیکن مین نے ان پر چندان توجہ نہین کی کہ یہ اشعار ایسے ماخذون سے جمع کئے گئے ہین، مثلاً اغانی وغیرہ جن مین ضعاف اور موضوعات تک ہین، البتہ ناقد خود صحیح اور موضوع کی تمیز کر سکتا ہی۔

نظام القرآن کا مین شوق سے خیر مقدم کرون گا، ابو مسلم ہی ایک شخص ہے جو دل و دماغ رکھتا ہی، وہ معتزلی ہے، اس کی تفسیر بارہ جلدون مین تھی اور رازی کی تفسیر سے پہلے اسیکا نام کبیر تھا۔ مین نے اس کا کسیقدر حال اپنی نئی تصنیف علم الکلام مین لکھا ہی جو ابھی شائع ہوتی ہی۔ اس کا پورا نام محمد بن علی بن مہر یزد ہی۔ ۳۲۲ھ مین وفات کی بہت بڑا ادیب و معقولی تھا[۱]

ابن خلکان کی طرح اور رجال کی کتابین بھی مختصر ہین، صرف طبقات الشافعیہ ابن السبکی مین کسیقدر مفصل تراجم ملتے ہین۔ لیکن وہ اب تک چھپی نہین[۲]۔ یہان اس کا نسخہ موجود ہی۔

---

[۱] اس کی تفسیر اب ناپید ہی، امام رازی کی تفسیر کبیر مین اس کے جستہ جستہ فقرے منقول ہین،

[۲] اسکے بعد مصر مین چار جلدون مین چھپ گئی ہے، اور ہر جگہ ملتی ہی۔

طبقات الاطبا[۱] بھی غنیمت ہی، اور وہ پانچ روپیہ کو آتی ہی،

مسٹر آرنلڈ کی کیا فرمائش تم نے تعمیل کی؟

نیشنل اسکول کے متعلق آج ہی لکھتا ہون۔

مین نے علم الکلام نہایت ناتمام کتاب لکھی اور وہ درحقیقت میری تصنیفات کا سب سے ناقص حصہ[۲] ہی۔ جدید علم کلام غالباً اچھا لکھا جاے۔ بہت کچھ ہو چکا ہی عنقریب ہی ابن رشد کی لائیف لکھنا چاہتا ہون[۳]۔ والسلام

شبلی۔ ۹- مارچ ۱۹۰۳ء۔ حیدرآباد

(۱۸)

برادرم۔

نظام القرآن کو مین شوق سے دیکھونگا اور اپنا معتدبہ وقت صرف کرونگا۔ لیکن نام

[۱] ابن ابی اصیبعہ کی تصنیف ہی، مصنف چھٹی صدی مین تھا، تراجم کے ضمن مین مسلمانون کی علمی تاریخ کے متعلق بہت سی کام کی باتین لکھ جاتا ہی، مولانا نے رسائل مین اس سے بہت کام لیا ہی [۲] مولانا فرماتے تھے کہ علم الکلام کی تصنیف کے وقت مین سخت بیمار تھا کہ زندگی سے بھی نا امیدی تھی، کرسی پر بیٹھ نہین سکتے تھے، فرش پر لیٹکر لکھتے تھے، علم الکلام کی ناتمامی کے معنی یہ ہین کہ متکلمین اسلام کے جو مختلف اسکول ہین، اشعری، ماتریدی، معتزلی، ظاہری، ان مین سے علم الکلام صرف اشعری کلام کی تاریخ ہو کر رہ گئی، جس تفصیل سے یہ باب مستقل لکھا ہی، اسی تفصیل سے دوسرے فرقون کے علم کلام کی تاریخ بھی لکھنی چاہئے تھی۔ [۳] الندوہ مین متفرقاً چھپی ہی۔

بدل [۹۰] دو، یعنی الف گھٹا دو، جاحظ اور عبدالقاہر نے بھی اس موضوع پر کتاب لکھی ہے
اسکا نام نظم القرآن تھا، نظام مین ذرا بھدا پن ہے۔

حامد معاینہ کے لئے الہ آباد گئے تھے لیکن پچھلے سال کے امیدواروں کا اس قدر
بقایا تھا کہ نئے پیش بھی نہ ہو سکے۔

نواب [۹۱] محسن الملک نے گمنام خط کے چھاپنے مین سخت غلطی کی۔ کم سے کم مجھ سے
پہلے پوچھ لینا تھا وہ سب ایک حیدر آبادی مفسد کی کارروائی ہے۔

آج کل مصر مین سیرۃ الفاروق [۹۳] لکھی گئی، بڑا اہتمام کیا گیا، مشہور مصنف نے لکھا
لیکن دیکھا تو الفاروق کا عشر عشیر بھی نہ تھی۔ اسپر خیال ہوا کہ الفاروق کا عربی مین ترجمہ کرا لیا
جائے۔ مجھکو تو فرصت نہ تھی ایک اور شخص کے حوالہ کی تیاری سے بعد مین

۹۱ مکتوب الیہ نے جو تفسیر لکھنی شروع کی ہے اوسکا نام نظام القرآن ہے، جس مین زیادہ تر قرآن کے آیات و سورتین
ربط معنوی کی تحقیق ہے، تمام قرآن مجید کا، اور قرآن مجید کے ایک ایک سورہ کا موضوع الگ الگ قرار دیا
ہے اور اس کو سورہ کی ہر آیت سے تطبیق دی ہے، ظاہر بینوں کو قرآن مجید مین جو بے ربطی سی نظر آتی ہے، اس
تفسیر سے ان کے شکوک کا ازالہ ہوتا ہے، آئندہ جن سورتون کے حوالے آئینگے وہ اسی تفسیر کے اجزا ہین۔
۹۲ شاید علیگڈھ کالج مین عربی تعلیم کے اجرا کے متعلق تھا، جسکے متعلق مولانا نے دکن ریویو مین نواب
صاحب کی مخالفت مین ایک مضمون لکھا تھا، قصہ طلا کرون مین کب تک آہ۔ چل رہے خامہ بسم اللہ۔
۹۳ رفیق بک العظم ایک مشہور مصری مورخ ہے اس نے اشہر مشاہیر الاسلام کا سلسلہ مولانا کے ہیروز
آف اسلام کی طرح شروع کیا تھا اس مین حضرت عمر کی سیرت بھی ہے۔

درست کریون گا قصد ہی کہ مصر مین چھپوائی جائے -

اردو سکشن کی کارروائی زور شور کے ساتھ شروع کرتا ہون - والسلام

شبلی - ۱۱- اپریل ۱۹۰۳ء -

حیدر آباد -

(۱۹)

برادرم -

نظام القران کو اول سے آخر تک دیکھا عبارت اور طرز بیان کی خوبی مین کلام نہین لیکن اصل مدعا کی نسبت ابھی کوئی یکسو رائے نہین دیسکتا جس قسم کا ربط تم بتاتے ہو وہ بہت وسیع معنون کے لحاظ سے ہی، ایک دقت یہ پڑتی ہی کہ دفعہ وار جو مطالب بیان کئے ہین، اور ان مین ربط ثابت کیا ہے، اسکے ساتھ ساتھ قرآن کی آیتین نقل نہین کرتے اسلئے خود قرآن کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے -

ایک اور امر یہ ہے کہ تم صرف رابط چیزونکو لے لیتے ہو، حالانکہ اعتراض یہ ہے کہ دو مربوط مطالب کے بیچ مین جو غیر متعلق باتین آجاتی ہین وہ سلسلۂ کلام کو برہم اور غیر منضم کردیتے ہین، ان کا تعلق اور ربط ثابت کرنا چاہئے -

بہرحال اور اجزا بھیجدو، بہت بڑا کام ہے جسقدر بھی کامیابی ہو غنیمت ہی - اس قدر کاوش تم کسی ممکن الحصول کام مین کرتے تو خدا جانے کیا کرتے -

انجمن ترقی اردو کی کاپی بھیجتا ہون - ارکان اعانت اور خریدارون کے نام بھیجنے چاہئین - والسلام -

شبلی - ۱۱ - مئی ۱۹۰۳ء حیدر آباد

(۲۰)

برادرم۔

پہلی دفعہ مین ہندسون کا کچھ مطلب سمجھ نہ سکا۔اس دفعہ تمھاری ہدایت کے موافق قرآن مجید پر ہندسے لگائیے۔اور پھر نظام القرآن کے اجزاء کو دیکھا۔اس مین شبہ نہین کہ اب کی زیادہ وجوہ ربط معلوم ہوئے۔لیکن جن دو آیتون مین تم ربط بتاتے ہو اُن کے درمیان مین اور آئیتین آجاتی ہین جو بظاہر ان دونون سے بے تعلق معلوم ہوتے ہین، تاہم مجموعی طور سے یہ کوشش بے سود نہین۔

المنار مین ضرور بھیجدو[1]۔لیکن ہر شخص کو ہندسہ لگانے کی فرمائش نہین کیجا سکتی اس لیے حاشیہ پر تمام آئیتین نقل کرنی چاہئین کہ ساتھ کے ساتھ آدمی دیکھتا جائے۔

اُردو کے شرکاء کے جو نام تم نے لکھے تھے وہ پرچہ جاتا رہا پھر لکھ بھیجو۔

مین نے آج کل شرح بخاری از عینی۔کتاب سیبویہ۔شرح طوالع وغیرہ خریدی ہین۔

خدا کا شکر ہے کہ قرضہ ہائے کثیر مین سے اب صرف ایک ہزار اور رہ گیا ہے جسکو مین ماہوار ادا کر رہا ہون۔باقی سب ادا ہو گئے۔مجموعی قرضہ (والد مرحوم) کی تعداد تیئس ہزار تھی۔والسلام

شبلی۔ ۱۔جنوری ۱۹۰۳ء

---

[1] یعنی نمونہ کے لیئے نظام القرآن کے بعض اجزا مصر کے رسالہ المنار مین بھیجدو، اسکے چند سال کے بعد شاید ۱۹۱۰ء یا اوسکے حوالی مین مصنف نے چند اجزا بھیجے تھے۔ سید رشید رضا صاحب المنار نے مصنف کو بڑی داد دی تھی اور المنار مین اسپر مفصل تقریظ لکھی تھی۔

(۲۱)

برادرم -

بخار کی حالت مین خط لکھ رہا ہون -

ہان اب یہی کرونگا یعنی قرآن مجید کو بلحاظ ربط آیات دیکھونگا، اور پھر تم کو اطلاع دیتا رہونگا[۵۱]۔ کتاب سیبویہ جو کلکتہ مین چھپی ہے نسخ ہی مصر مین مشکل اور نہایت صحیح اور محشی چھپی ہے -

نیشنل اسکول کے ممبر محض مسلمان ہین، اور ہیڈ ماسٹر بھی مسلمان ہونا چاہیے لیکن ملتا نہین -

مین یہان سے چھوٹا تو اعظم گڈھ نہین بلکہ ندوہ مین رہونگا - یا کالج مین، وطن سے جی سیر ہوگیا -

اردو[۵۲] نے ابتک جو کام کیا وہ علیگڈھ گزٹ مین اس ہفتہ چھپیگا اسمین دیکھنا، تم بتاؤ کہ عربی زبان سے کونسی کتابین اردو مین ترجمہ کے قابل ہین -

والسلام

شبلی

۱۷ - جون سنہ ۱۹۰۳ء

---

۵۱ نظام القرآن کے تعلق سے، ۵۲ یعنی انجمن ترقی اردو نے جس کے مولانا اس وقت سکریٹری تھے، غالباً سنہ مین اس سے استعفا دیا،

(۲۲)

خط پہنچا۔ بھائی تم اپنے آپ کو نہین، بلکہ ہم لوگون کو عزیز ہو، مین سچ کہتا ہون کہ مین تمھارے وجود کو اپنی تمام برادری کے لیئے تاج عزت سمجھتا ہون، اور تم کو مہدی و اسحاق سے کم نہین جانتا۔ اس غیر ضروری اظہار کی ضرورت یہ ہے کہ تم اپنی صحت کا خیال رکھو رخصت لو، وطن جاؤ۔ چند روز میرے پاس رہو۔ یہ ضرور کرنا چاہیئے۔

مین اردو[1] کے قصہ مین بہت عدیم الفرصت ہو گیا ہون۔ جو وقت بچتا ہے، بالکل خط و کتابت مین صرف ہو جاتا ہے۔

جواب سے مطمئن کرو۔

شبلی ۱۳۔ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء

(۲۳)

برادرم۔

خط مورخہ ۲۰ جنوری پہنچا۔ اس سے پہلے جو خط آیا تھا اس کی تو کوئی تدبیر اسوقت نہین ہو سکتی مین اسوقت یہان کے سازشی الجھاؤ مین مبتلا ہون۔ اسی خط کا جواب لکھتا ہون۔ بلاذری صفحہ ۴۴۶ مین لکھا ہے کہ ان بلاد آیدعی العیقان بین قشمیر و الملتان وقابل کان لہ ملک عاقل۔ الخ

یہ بھی لکھا ہے کہ اس شہر کا بادشاہ معتصم باللہ کے زمانہ مین خود اپنی خواہش سے مسلمان ہوا

---

[1] یعنی انجمن ترقی اردو۔

عربی کے کسی جغرافیہ مین عسیقان کا نام نہین، بلاذری اسکو شہر بتاتا ہے، قیاس کو دخل دیا جائے تو عسیقان کو "یوسف زئی" کا معرب قرار دیا جاسکتا ہے۔

مسلمان انگریزی اردو دان یہان سے کون سو روپیہ پر جائیگا، اگر حامد اس قابل ہون تو انکو بنیدول کے پتہ سے لکھو، شاید وہ قبول کرلین، انکو سیر و سیاحت کا بہت شوق ہے۔

امیر خسرو کا وہ قصیدہ "ضرب الامثال" کے نام سے مشہور نہین وہ کہین چھپا نہین۔ مین نے ان کے قلمی دیوان مین دیکھا ہے۔ اس کا مطلع یہ ہے کہ۔

کوس شہ خالی و بانگ غلغلش در دسر است

مسٹر براؤن کی تجویز، ابھی ایک راز ہے۔ مجھسے مسٹر مارلسن سے خط کتابت ہو رہی ہے۔ ابھی تک اس کا مفہوم میرے سمجھ مین نہین آیا، کوئی بات سمجھ مین آجائے تو تم کو لکھونگا۔

شبلی۔ ۲۵۔ جنوری ۱۹۰۴ء

(۴۳)

برادرم۔

مسٹر آرنلڈ قطع تعلق کر کے ولایت جاتے ہین۔ علیگڈھ مین انکو اڈریس دیئے جائینگے۔ ایک فارسی مین بھی ہوگا، اس کی مجھسے فرمائش ہے، لیکن اب فارسی اچھی نہین لکھتا۔ اسلیئے تم فوراً لکھ کر پروفیسر ابوالحسن علیگڈھ کالج کے پاس بھیجدو۔

عربی مین لکھدونگا، وہ ۲۶۔فروری کو علیگڈھ پہنچینگے[۹۰] -

شبلی ۔ ۱۵۔فروری ۱۹۰۴ء

(۲۵)

برادرم۔

روپئے پہنچے چونکہ تم نے لکھا تھا کہ سفر نے تم کو زیربار کردیا، اس لیئے مین نے چاہا تھا کہ تم کو لکھدون کہ بقیہ روپے نہ بھیجنا۔یہ کونسی بڑی رقم ہی جسکے لئے تم کو تکلیف دی جاتی لیکن تم نے بھیدیئے اور ایسے وقت مین بھیجے کہ مین روپیہ کا سخت حاجتمند تھا۔مسٹر آرنلڈ کے لیئے ۵ کا تحفہ، ۱۰ اڈریس کا چندہ، ۵۰ بمبئی کا سفر خرچ اس بنا پر تمھاری رقم واپس نہین کی،

دیوان کی پچاس کاپیان بھیجتا ہون۔زیادہ ضرورت ہو تو لکھ بھیجو سو پچاس کاپیان بھیجدی جائین۔

تم نے ایک زمانہ مین مجھسے کہا تھا کہ تم نے مثنوی مولوی روم غور سے پڑھی اور اسکے اصول اور پرنسپلز متعین کیئے۔اگر خیال مین ہون تو لکھ بھیجو[۹۱]۔

والسلام

شبلی ۔ ۱۸فروری ۱۹۰۴ء حیدرآباد[۹۲]

---

۹۱ سوانح مولانا روم کے لئے۔

۹۲ قیام حیدرآباد اب ختم اور ندوہ کے قیام کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔

(۲۶)

برادرم۔

کیا بتاؤں علیگڈھ سے لکھنؤ گیا تھا کہ دفعۃً تار پہنچا کہ حامد کو طاعون ہوا گھبرایا ہوا بدحواس اعظم گڈھ پہنچا، تمام خاندان یہیں جمع ہی، علاج ہو رہا ہی بظاہر فایدہ معلوم ہوتا ہی آگے خدا کی مرضی۔

الندوہ کے لیئے لکھ دونگا۔ تمھارا حسن ظن صحیح نہین جس دن سے الندوہ نکلا مین بیمار ہوا، اور ابتک اطمینان نہین، اس لیئے مضامین دلخواہ نہین لکھے گئے۔ دفتر کو لکھدیتا ہون، تمہارے پاس سب پرچے پہنچینگے۔ مضمون ضرور لکھو، الندوہ یون ہی عام عقائد کے خلاف نکلتا ہی۔

تمھاری سفارش مین مین نے ڈائرکٹر صاحب کو ایک خط پہلے ہی لکھدیا ہی، ڈائرکٹر صاحب خاص طور پر میرے معترف اور ملاقاتی ہین، لیکن مجھکو شبہ ہے کہ وہ ولایت چلے گئے ہین یا موجود ہین، اور کوئی اور شخص قائم مقام ہے۔

شبلی ۔ ۱۸ ۔ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء

اعظم گڈھ

(۲۷)

برادرم

الندوہ کے لیے کچھ جلدی نہین، جب فرصت ہو لکھنا۔ جرجانی اور جاحظ کی

بحث کو میں نے دیکھا ہی، زیادہ تدقیق کے بعد نزاع لفظی رہجاتی ہی، جرجانی صرف یہ کہتا ہے کہ محض صوت اور آواز کوئی چیز نہین، بلکہ معنی اور معنی کا طریقہ بلاغت ہی،

مین نے انسائیکلوپیڈیا سے تو کچھ نہین لیا۔ اس کا ذکر تم نے کیون کیا۔ ارسطو کا مطلب اگر مسلمان مترجمون نے نہین سمجھا تو یورپ پر بھی چندان اعتبار نہین ہوسکتا۔ منطق ارسطو پر مین نے جو کچھ لکھا[1] اس کا تذکرہ تم نے نہین کیا۔

جرجانی کو اگر تقابہ[؟] آ گیا تو کل اہل فن اس کی زلہ ربائی کو فخر سمجھتے ہین، مطول، وغیرہ مین اس کے اقوال بطور وحی کے نقل کئے جاتے ہین، اُنھی نے قواعد بلاغت اول منضبط کئے پھر اس کے نقش قدم پر سب لوگ چلے ہین،

مین آج کل بہت پریشان ہون۔ حامد اچھے ہوے لیکن گھر مین طبیعت خراب ہے اور صرف مین تیمار دار رہ ہون۔

شبلی۔ ۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء

اعظمگڈھ

(۲۵)

برادرم۔

تفسیر سورہ ابی لہب اور جمہرۃ البلاغۃ[۲] کے اجزا بغور دیکھے، تفسیر پر تم کو مبارکباد

۱۔ النددہ مین[۱] مولوی حمید الدین صاحب جرجانی کے معتقد نہین ہین وہ اسکو صرف الفاظ سمجھتے ہین۔ مولانا اسکے بے انتہا معتقد تھے، ان فقرون مین جرجانی کی فضیلت کا بیان مقصود ہی۔

۲۔ مکتوب الیہ نے جمہرۃ البلاغۃ کے نام سے فن بلاغت کی تحقیق اور ارسطو کی نظریۂ بلاغت کی تردید مین ایک

دیتا ہون، تمام مسلمانون کو تمھارا ممنون ہونا چاہیئے، بلاغت کے بعض اجزا معمولی اور سرسری ہین، ارسطو کا رد البتہ قابل قدر ہی ہین الندوہ مین اس کا اقتباس درج کرونگا عبارت مین جابجا کمزوریان ہین، تعجب یہ ہی کہ تم اذا، اور لمّا، کے محل استعمال مین فرق نہین کرتے -

ارسطو کی کتاب کے لئے ٹھیکر[۹۱] کو لکھ دو

اگر تم دروس الاولیہ[۹۲] پڑھا سکو اور وقت نکل سکے تو یہان سے دو ایک طالبعلم تمھارے پاس جانیکے لئے تیار ہین -

شبلی -

۳- جون ۱۹۰۵ء لکھنؤ

(۲۹)

برادرم -

زنانہ[۹۳] مین سخت علالت ہی تپ کہنہ اور کھانسی ہی، خواہی ہے کہ شفا[۹۴] ہو، تم حسب وعدہ یہان[۹۵] آؤ، گو نہ وعدہ کیسا پورا وعدہ تھا، چنانچہ دروس الاولیہ کی تعلیم کا انتظام صرف تمھارے بھروسہ پر اٹھا رکھا گیا -

---

۹۱ مشہور کتب فروش کمپنی کا نام ۹۲ الدروس الاولیہ فی العلوم الطبیعیہ طبیعیات جدیدہ مین ایک جدید تصنیف عربی کا نام ہی ندوہ کے نصاب مین مولانا نے یہ کتاب داخل کی تھی، لیکن اس کی تعلیم کے لئے انگریزی خوان مولوی کی ضرورت تھی، ۹۳ مولانا کی دوسری بیوی ۹۴ شفا نہ ہوئی اور آخر اسی زمانہ مین پہلے بچہ لے پھر خود انہون نے وفات پائی، ۹۵ یعنی ندوہ مین -

تمکو اپنی تصنیف کے متعلق بھی یہان کچھ نہ کچھ سامان مل سکیگا والسلام

شبلی - ۳ ستمبر ۱۹۰۵ء

لکھنؤ

(۳۰)

برادرم -

اچھا ہے، رمضان کرکے آؤ، مین دو چار دن مین دورہ پر جانیوالا ہون، رمضان مین گو یہان تعطیل نہ ہوگی، لیکن روزون مین محنت بخوبی نہین ہو سکتی۔

حامد اس سال غالباً لے لیئے جائینگے، بورڈ نے وعدہ کیا ہے

کالج[1] سے میری نسبت سخت اصرار ہے تا(۲۰۰) معاوضہ دیتے ہین، لیکن مین نے لکھ بھیجا کہ، ع شاخ بریدہ را نظرے بر بہار نیست۔

واقعی اب متاع دنیوی کی بالکل ہوس نہین رہی، قوم کی کچھ خدمت ہو سکے تو زندگی ٹھیک لگ جائے۔

میان اسحاق کے گھر مین لڑکی پیدا ہوئی، وہ خود شملہ مین ہین۔

مین ایک کتاب شعر العجم لکھنی چاہتا ہون، گو فرصت نہین لیکن بچپن سے آجتک کا مذاق ضایع کرنے کو جی نہین چاہتا۔

ابن تیمیہ کی کتاب العقل والنقل چار جلد ونمین چھپکر آگئی، باوجود پریشان گوئی کے

[1] علیگڈھ کالج مین عربی کی اسسٹنٹ پروفیسری کے لیے،

بہت سے نوادر ملجاتے ہین، محصّل امام رازی مع نقد المحصل طوسی بھی آگئی ہے۔

شبلی - ۱۶-اکتوبر ۱۹۰۵ء

لکھنؤ

(۳۱)

برادرم-

یہان مدت سے غلغلہ تھا کہ تم رخصت لیکر آتے ہو، اور دروس الاولیہ پڑھاؤ گے، تمھارے بھی متعدد وعدے ہوچکے تھے، سب کو انتظار تھا، بلکہ مستقل قیام کی توقع تھی، اب تم نے اپنے وعدہ پر، میری ضمانت واعتبار پر، طلبا کی امید پر، قومی کام پر، ان سب باتون پر، بچونکی طرح گھر کے قیام کو مقدم رکھا - اور کہا کہ وہین کوئی لڑکا چلے اور تم پڑھادو، افسوس صد افسوس!

خیر دنیا کا کوئی کام اٹکا نہین رہتا، خدا مسبب الاسباب ہی لیکن تم سے جو امیدین تھین، اُن کا خاتمہ ہوچکا - میرے بست سالہ حقوق کے مقابلہ مین تم ایک مہینہ نہ دیسکے اس کا افسوس نہین کہ کام رہجائیگا، بلکہ اسکا افسوس ہی کہ جن لوگونکو عالی ظرف اور بلند ہمت سمجھا تھا، ان کا یہ حال ہی تو تا بہ دیگران چہ رسد - گویا وعدہ کرنا بادفروشی ہے۔

اس خط کے جواب لکھنے کی کوئی ضرورت نہین -

شبلی

۲۹- رمضان ۱۳۲۳ھ

(۳۲)

ندوہ کے لئے بھوپال آیا تھا، سرکار عالیہ سے ملاقات کی، اور ۵۰ ماہوار ندوہ کے لئے انھوں نے مقرر فرما دیئے۔ اب شاید بمبئی جاؤں، تم تیار رہو، دو تین مہینہ قیام کر کے صرف دروس الادبیہ پڑھا دو۔ تمہارے رہنے کے لئے میرا کوٹھا نہایت مناسب اور حسب مزاج ہوگا۔ اگر تم ترک تعلق کر دوگے تو سد رمق کی قدر کچھ بندوبست ہوگا إِنَّ اللهَ هُوَ الرَّزَّاقُ،

اپنے ارادہ سے مجھکو مطلع کرنا خط ندوہ ہی کے پتہ سے بھیجا جائے۔

شبلی۔ مکان ڈائرکٹر تعلیمات

۲۔ نومبر ۱۹۰۵ء۔ بھوپال

(۳۳)

ایک کاتب بہت اچھا اور کم اجرت ہاتھ آگیا ہی، بوالیسی ڈاک جو اجزا بلاغت دحقائق قرآنی سے تعلق رکھتے ہیں، بھیجدو، یون بھی انسے کام ہی۔

ندوہ کا سالانہ جلسہ بنارس میں قرار پایا ہی، ۱۴۔ اپریل سے شروع ہوگا۔

بیاض صائب ہاتھ آگئی اور بہت مسرت ہوئی۔

اب کے ندوہ میں کتب نادرہ کی نمایش بھی ہوگی،

حامد نائب تحصیلداری میں لے لئے گئے،

میں نے شعر العجم لکھنا شروع کر دیا، اگرچہ سخت عدیم الفرصت ہوں،

سلہ شعر العجم کی تصنیف کی تاریخ آغاز

والسلام   شبلی - ۱۴ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

(۳۴)

مین آج کل بمبئی مین ہون، و٘ثنس مین کوئی اہم بات نہ تھی بعض جگہ وہم پرستی
کی جھلک تھی، مثلاً حضرت عثمان اور امام حسین کی شہادت کو سببِ عقاب قرار دینا
اسکو مین نے تمہاری متاثرانہ طبیعت کا اثر سمجھا اور کچھ تعرض نہ کیا۔
حامد پہلے دیوگام مین نائب تحصیلداری پر تھے اب جونپور کے کسی تحصیل مین ہین
مین ابھی یہان چند ہفتہ اور رہونگا۔
سوانح مولانا روم[51] اب جاکر تیار ہوئی۔ ابن القیم کی کتاب اقسام القرآن، اور
کتاب فی القضاء والقدر، نہ دیکھی ہو تو یہان سے منگوالو۔
شبلی - ۴ - اگست سنہ ۱۹۰۶ء

بمبئی

(۳۵)

کارڈ پہنچا سورہ قیامت کی تفسیر دیکھی، لا کے باب مین توارد ہوا، میرا مدت سے یہ خیال[52] تھا
یہ محاورہ عام ہی۔ مجھکو بخار آنے لگا تھا اسلئے پڑھنا لکھنا چھوٹ گیا ہی اب اچھا ہو رہا ہون،
شبلی - ۲۳ - اگست سنہ ۱۹۰۶ء بمبئی۔ فلارنس ہوس

---

[51] سوانح کے اختتام تصنیف کی تاریخ، [52] قرآن مجید مین اکثر وا قسم سے پہلے لا آتا ہی، عام مفسرین اس لا کو ہمیشہ زائد لکھتے ہین، یعنی اسکو معنی مین کوئی دخل نہین، مولانا کی راے تھی جو محاورہ کے بالکل مطابق ہے کہ اس لا سے خصم کے دعوی کی نفی اور قسم سے اپنے دعوی کی تائید مقصود ہی، عربی مین لا واللہ لا و رب الکعبہ

(۳۶)

برادرم - سلام علیکم،

۱- بمبئی مین اس دفعہ صرف منتضح[۱] پر اکتفا کیا گیا، وہان شدت سے یہ خیال پھیلا ہی کہ ندوہ کفر ہے۔

۲- عرب[۲] کا پتہ یہ ہی محلہ سلطان شاہی۔ گول دروازہ - احمد بن عبداللہ۔

بمبئی مین، دو تین سو روپیہ میرے بچ کے خرچ ہوگئے، اس لیئے مین آج کل بالکل نادار ہون - عرب فہرست بھی بلاقیمت پیشگی نہ بھیجیگا -

۳- ابن النحاس کی کتاب ناسخ و منسوخ القرآن چھپی ہے، اس مضمون کی تمام کتابون سے بہتر اور نہایت مستند ہی -

۴- سوانح مولانا روم آج بھیجتا ہون -

۵- صحت بہت خراب ہی بخار بار بار آتا ہی، مسہل سے پرسون فارغ ہوا ہون، لیکن طبیعت اب بھی صاف نہین -

۶- علیگڈھ کی خبر غالباً غلط ہو کیونکہ جب تک انگریزی پروفیسر نہ ملے کوئی اسسٹنٹ نہ مقرر ہوگا - اور انگریز تو ابتک نہین ملا، نہ امید ہے -

۷- شاید تم سے عید کے بعد نہ ملاقات ہو کیونکہ مین اچھا رہا تو فوراً دورہ کو جاؤنگا -

---

[۱] یعنی ندوہ کے متعلق صرف ایک تقریری تقسیم کی گئی، دیکھیے خط بنام سید سلیمان،

[۲] عرب تاجر کتب -

۷۔ شوال کو یہاں دستار بندی کا جلسہ ہی، تم اسوقت آجاتے تو اچھا تھا۔

۸۔ اجزاء تفسیر واپس ہین۔

۹۔ حامد نائب تحصیلداری مین خوش ہین، اور دیوگام مین ہین، رعایا انسے بہت راضی اور حکام بھی۔

۱۰۔ جہان آرا بیگم ہمشیرہ عالمگیر کی ایک تصنیف، اور خود اس کا تیار کرایا ہوا نسخہ سو (۱۰۰) روپیہ کو ہات آیا، دیکھنے کے قابل ہے۔

شبلی۔ ۲۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء

(۳۷)

برادرم۔

مین کلکتہ جا رہا ہون تم سے ملاقات کی امید نہین لیکن اسقدر ضرور کرنا کہ لکھنؤ ہوتے ہوئے گھر جاؤ۔ اور مولوی حفیظ اللہ صاحب سے کہنا کہ دو طالب العلم ہوشیار اور مستعد تمہارے ساتھ کر دین تم انکو ساتھ لیتے جانا، اور جب تک مکان پر رہنا انکو دروس الادلیہ پڑھانا، اور نیز تفسیر القرآن مصنفہ خود، یہ کارڈ محفوظ رکھنا اور مولوی حفیظ اللہ صاحب کو دکھا دینا۔

شبلی۔ ۱۲۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء

(۳۸)

کیا یہ شعر یا اس سے ملتا جلتا کسی قدیم باحال کے شاعر کا ہی۔

پیکر آرا[۹۱] اے ازل طلعت زیبای ترا نقش می بست و بروی تو تماشای کرد

شبلی - ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء

الہ آباد

(۳۹)

برادرم -

میری حالت بدستور ہے، ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب نے ایک مرہم بتایا، اس کے استعمال سے کچھ فایدہ نہین[۹۲] ہوتا، تین مہینہ کا مستقل زمانہ ایک کورده[۹۳] مین بسر کرنا نہ عقلاً مناسب ہی نہ مصلحۃً -

ندوہ مین میرا بالاخانہ خالی ہے، آؤ اطمینان و تنہائی مین تفسیر کا درس دو، اگر جی چاہے ورنہ اسکی کبھی ضرورت نہین -

البتہ دروس الاولیہ کا ایک سبق پڑھا دیا کرو، خدا نے تم کو بلند پایہ بنایا تو بلند خیال بھی بننا چاہیئے[۹۴] -

---

۹۱ یہ خود مولانا کا شعر ہی مقصود یہ ہی کہ یہ مضمون کسی اور نے کبھی باندھا ہی یا نہین، دیوان مین یہ شعر صرف ایک لفظ کے بدلنے سے کسقدر بلند ہو گیا ہی،

پیکر آرا اے ازل صورت زیبا سے ترا نقش می بست، دہم از ذوق تماشای کرد

دہ بروے تو، سے چہرہ کی خصوصیت ہو گئی تھی، حالانکہ محبوب کا ایک ایک عضو ذوق تماشا کے لائق تھا -

۹۲ پاون کے زخم مین، ۹۳ اعظم گڈھ مین، ۹۴ دیکھو مکتوب ۲۶، ۲۹، ۳۵،

مین شاید جلد بمبئی جاؤن، اسلئے میرے رہنے تک آجاؤ تو اچھا ہے۔

شبلی - ۱۱ - اگست ۱۹۰۷ء

(۴۰)

برادر عزیز مولوی حمید الدین -

مولوی غلام محمد صاحب شملوی وہان[۵۱] جاتے ہین، وہ نہ صرف ندوہ کے وکیل و سفیر ہین، بلکہ تمام قومی کامون مین انکو محنت اور دلچسپی اور شغف ہے، کانفرنس دہلی مین اور شملہ ڈیپوٹیشن وغیرہ مین انھون نے نمایان شرکت کی، اور درحقیقت وہ قوم کے لئے ایک نہایت مفید کارکن ہین۔ تم انکو آرچبولڈ اور جرمنی پروفیسر[۵۱] سے تعارف کراؤ، مسٹر ماریسن اور مسٹر آرنلڈ نے انکو سرٹیفکٹ دیا ہی۔ وہ ان لوگون کو دکھلاؤ۔ اور اگر وہ لوگ بھی کوئی سرٹیفکٹ دین تو اس سے کیا بہتر۔

زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین، والسلام

شبلی - ۲۴ - فروری ۱۹۰۸ء - لکھنؤ

(۴۱)

آج انشاء اللہ ۴ بجے پٹیالہ[۵۲] کے قصد سے روانہ ہونگا۔

---

[۵۱] مکتوب الیہ کا قیام اب علیگڑھ کالج مین بحیثیت عربک اسسٹنٹ پروفیسر تھا جرمنی پروفیسر سے مقصود مسٹر جوزف ہارونیز ہین، ۱۹۱۴ء مین یہ کالج سے قطع تعلق کرکے جرمنی واپس گئے - [۵۲] کرنل عبد المجید خان وزیر پٹیالہ نے یہان راجپوت کانفرنس قائم کی تھی اوسکی شرکت کے لیئے مولانا گئے

۱۷-۱۸ تک غالباً علیگڑھ آسکون[۵۱]

کتاب کی تصحیح کا مجھکو موقع اب نہ مل سکیگا۔ مین مدت تک ایاب و ذہاب مین رہونگا، اس لیئے کاپیون کی تصحیح تم ہی کردینا،

فردوسی کے اشعار مین کہین الفاظ کے معنی تحت اللفظ لکھدینا، اسکے اکثر الفاظ اب نامانوس ہین۔

الہ آباد کی ایک متوحش خبر سنی، معلوم نہین کہان تک صحیح ہے، یعنی بندوق کی صدمہ سے اسحاق کی نواسی کا انتقال ہوگیا۔

باروود نے ہمارا گھر دیکھ پایا ہے۔ شبلی

۱۲- مارچ سنہ ۱۹۰۶ء - لکھنؤ

(۴۲)

افسوس اتنی لمبی تعطیل مین تم یہان نہ آئے۔ دروس الاولیہ ایکی بھی رہ گئی،

وظیفہ جو تم نے مقرر کیا بھیجا بھی یا نہین،

سُنا ہوگا کہ گورنمنٹ نے ۲۲ بیگہ زمین نہایت خوش منظر عنایت کی، اسکے شکریہ کا بہت بڑا جلسہ اس اتوار کو ہوگا۔

اور بھی متعدد امور ندوہ کی ترقی کے عنقریب ظہور مین آنے والے ہین۔

مین پھر حیدر آباد جاؤنگا، وہان کا کام[۵۲] ابھی تمام نہین ہوا[۵۳]۔

---

[۵۱] شعر العجم کی تصحیح جو علیگڈھ کے ایک مطبع مین چھپ رہی تھی، [۵۲] مشرقی یونیورسٹی کیلیئے وضع نصاب،

سادہ فارسی کے التزام کے ساتھ ایسی ہی غزل ان قافیون مین ہوسکتی تھی، باوجود کثرت شغل آج کل بہت سی غزلین لکھین بعض اشعار لکھتا ہون۔

در شوق، پاس گرمیِ نازش بجا نماند | با آنکہ کار با صنمے خود پسند ہست
ہرگز حدیث شوق بہ پایان نمے رسد | یارب کدام جا سرِ این رشتہ بند ہست
می بینم این کہ قیمت دل تا کجا شد؟ | پرسد ز من، کہ نرخ متاع تو چند ہست
دل در ادائے طاعت حق، حیلہ جو نبود | عذرم بنہ کہ بادہ بقدر وضو نبود

شبلی۔ ۲۷۔ اگست ۱۹۰۸ء

(۴۳)

برادرم حمید۔

مجلس انتظامیہ ندوہ نے یہ رزلیوشن پاس کیا کہ ایک طالب العلم وظیفہ دیکر مولوی حمید الدین کے پاس بھیجا جائے کہ وہ اسکو دروس الاولیہ و ہیئت جدیدہ پڑھائین اور ممکن ہو تو وہان[۱] آلات سے اسکو تجربہ بھی سکھلایا جائے"۔ اس لئے ایک طالب العلم تمھارے پاس بھیجا جائیگا، تم اسکے صورت قیام اور تعلیم و تجربہ سے مطلع کرو، اگر تم اپنے مکان مین جگہ دو تو اپنا وظیفہ اسی مین محسوب کر سکتے ہو۔

شبلی۔

۱۔ستمبر ۱۹۰۸ء ندوہ

[۱] یعنی علیگڈھ کالج کے بیت الآلات مین،

(۴۴)

تماشا داشت، آن ہنگامہ خیز ہیا ہے اسیدم   دریغ از زود کاریہا کہ مکتوب تو وا کردم
متاعے گر بدست آسمان رسد قدری نمی) دارد   بہ اودل را بسرون خواستم اوّل بہا کردم

شبلی - ۶ - نومبر ۱۹۰۸ء - لکھنؤ

(۴۵)

میان ضیاء الحسن[۹۱] علیگڈھ کالج مین تعلیم کے لیئے جاتے ہین، تم ایک خط انکی معرفی کا ڈاکٹر ہارویز کے نام لکھ کر میرے پاس بھیجدو۔ مین انکو بھیجدونگا۔

خواہید اگر کہ عیش[۹۲] "فزون از" فزون کنید   دیوانہ ایست عقل ز شہرش برون کنید
شرطیست این کہ عاقل و فرزانہ بودہ اید   ہم بد نباشد ار دو سہ روزے جنون کنید
دور از وصالِ دوست نشاطم حرام باد   در جام بادہ گر نتوانید خون کنید
من نیز ہم چو شیخ دم از زہد مے زنم   اوّل مرا بہ بادہ و مے آزمون کنید
فرصت ز دست می رود ار دیر مے کشد   گر گردن است چارۂ شبلی کنون کنید
بیمارِ خستۂ غم الفت ز دست رفت   من خود نجیر تم چہ بگویم کہ چون کنید

۱۴ - نومبر ۱۹۰۸ء - ندوہ

---

[۹۱] مولوی ضیاء الحسن ندوی، ندوہ سے فراغت کے بعد تحصیل انگریزی کے لیئے علیگڈھ کالج جاتے ہین ۱۹۱۳ء مین اسی کالج سے انھون نے بی۔ اے۔ پاس کیا۔ اور ۱۶ء مین انہون نے یہین سے ایم۔ اے بھی کیا

[۹۲] دیوان مین یہ مصرع اسطرح ہے، خواہید اگر کہ عیش "ونشاط" فزون کنید۔

(۴۶)

تمہارا وظیفہ بہت دنون سے نہین آیا۔

فارسی شاعری مین تخیل کی چند مثال حسب خیالات یورپ، لکھ بھیجو۔

شعر العجم مین صرف خواجہ حافظ کا حال چھپنا رہ گیا ہی اور وہ بھی قریب الانجاز ہی۔

مین عنقریب سفر مین جاتا ہون حیدرآباد تک اور شاید عرب تک[۹۱]

شبلی - ۲۷- اگست ۱۹۰۹ء

(۴۷) ندوہ۔

عزیزی۔

۱- ایک جلسہ انتظامیہ مین امور مہمہ پیش ہین، اور چونکہ تعطیل کی وجہ سے وکلاء ممبر باہر چلے جائینگے اس لئے شاید کورم مین دقت ہو۔ تم اسکو تو ضرور آؤ۔

۲- عمارت اب اس حالت تک پہنچ گئی ہے کہ نہایت تفریح ہوتی ہی، اور جی چاہتا ہی کہ وہین رہا کیجئے۔ حالانکہ صرف کمر کمر تک دیوارین آئی ہین، تم دیکھکر لطف اٹھاؤ گے۔

۳- اگر کچھ دقت نہ ہو تو شوکت[۹۲] کو لیتے آؤ، مین کلکتہ جاتے ہوئے پھر الہ آباد پہنچا دونگا۔

۴- انجیل اور توریت مین خاص اخلاقی احکام کہان مل سکتے ہین یعنی کونسے باب اور فصل مین!

شبلی - ۹ جنوری ۱۹۱۰ء

[۹۱] یہ عزم ۱۹۱۴ء مین بھی تھا لیکن پورا نہ ہوا۔

[۹۲] مولانا کا نواسہ۔

(۴۸)

برادرم۔

جلسہ سالانہ[1] مارچ کے اخیر میں دہلی مین قرار پایا، لیکن میزبان مصارف کا ذمہ نہین لیتے اس لیے ہم کو خود انتظام کرنا پڑا، چندہ ممبری للعہ کر دیا گیا ہے، اور ہر رکن انتظامی سے استدعا ہے کہ پانچ ممبر ہم پہنچا کر ان کی فیس بھجوا دے، تم کو بھی اس کی تعمیل کرنی چاہیئے۔

میاں اسحاق وغیرہ پاس ہین، کوئی بڑی تعداد نہین، انشاءاللہ جلسہ مین وہ امور فیصل ہونگے جو ندوہ کی نئی زندگی اور اصل مقصد کا آغاز ہین۔

شعرالعجم کی جلد اول دہلی مین خراب بندھی تھی، لیکن اب نہایت خوبصورت انگریزی وضع کی جلدین تیار کرائی گئی ہین، لیکن مزہ یہ ہے کہ چارون طرف سناٹا ہے، ایک درخواست بھی نہین آتی فارسی دانی کی یہ نوبت[2] پہنچی۔

شبلی۔ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

(۴۹)

ندوہ

برادرم۔

جلسہ نہایت کامیاب رہا، پانچ ہزار روپیہ سردست (اور جسقدر ضرورت ہو اسکا وعدہ) سردار اسمعیل خان[3] نے دیئے کہ ندوہ کے اہتمام مین قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیا جائے۔ اسکے متعلق تم جو مدد دے سکتے ہو دو، یعنی ان لوگون کے نام بتاؤ جو اس کام کو معاوضہ

[1] ندوہ کا [2] تاہم سنہ ۱۹۱۳ء مین تمام جلدین ختم ہو گئین، [3] سفیر دولت افغانستان،

لیکر کرین، نیز انگریزی مین قرآن مجید کے جسقدر ترجمہ ہو چکے ہون انکے نام اور پتہ،

یہ کام بہت وسعت کے ساتھ کیا جائیگا۔

میان اسحاق کے دو نسخۂ تعمیر کرہ مین داخل کر دیئے گئے اور جلسہ سالانہ مین اسکا اعلان ہوا، اور بھی کمرون کے متعلق چندے ہوئے۔

شبلی۔ ندوہ۔ لکھنؤ۔ ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۰ء

(۵۰)

عزیزی۔

تمھارے ہان کب تعطیل ہوگی؟

کیا تم چند روز سرائے میر[۱] کے مدرسہ مین قیام کر سکتے ہو۔ مین بھی شاید آؤن اور اس کا نظم و نسق درست کر دیا جائے۔

اسکو گروکل کے طور پر خالص مذہبی مدرسہ بنانا چاہیئے یعنی سادہ زندگی، اور قناعت اور مذہبی خدمت مطمح زندگی ہو۔

شبلی۔ ۲۹ اپریل ۱۹۱۰ء لکھنؤ

---

[۱] اعظمگڈھ سے چند اسٹیشن ادھر سرائے میر ایک مشہور قصبہ ہے مسلمانان اعظمگڈھ نے مولانا کے زیر ہدایت یہان ایک عربی کا مدرسہ بطرز جدید قائم کیا، اسوقت اس کی عمارت بھی بقدر ضرورت بن گئی ہے، دو سو سے زائد طلبہ تعلیم پاتے ہین، ۱۹۱۴ء مین ارادہ تھا کہ اسی مدرسہ کو ندوہ کے اصول پر چلایا جائے، ضروری کارروائی ہو چکی تھی کہ مولانا نے وفات پائی، مولانا کے مخصوص تلامذہ صرف اپنے استاد کی یادگار مین اسپر اپنا وقت صرف کر رہے ہین، اس مدرسہ کے متعلق مولانا کا جو خیال تھا وہ مکتوب ۶۵ سے معلوم ہوگا،

(۵۱)

برادرم-

مسٹر ہارویز نے کتاب کی سفارش کی جو منظور نہین ہوئی[۹۱]- جسٹرار کا خط میرے پاس آیا کہ یونیورسٹی نے آپ کی کتاب کسی امتحان مین نہین رکھی، لیکن بطور ایک نہایت ممتاز تصنیف کے کالجون اور اسکولون کے کتب خانون کے لیئے سفارش کی-

کیا ہارویز صاحب نصاب مین رکھنا چاہتے تھے، ایک اردو تصنیف فارسی نصاب مین کیونکر داخل ہوسکتی ہی- پنجاب یونیورسٹی نے اتنا کیا کہ بی- اے اور ایم- اے- کے طلبہ کو مطالعہ کی ہدایت کی[۹۲]-

وقف اولاد کے متعلق خدا کے فضل سے بہت کچھ کامیابی کی امید پیدا ہوئی اور کوشش رائیگان نہ گئی-

۱۷ ستمبر کے جلسہ مین آؤ تو ہفتہ کی بھی رخصت لیکر آؤ کہ وقف کے جلسہ مین شریک ہوسکو،

مارسڈن بی- اے- کی کتاب تاریخ ہند، بہت دل آزار تھی، مین نے اس کے متعلق رجسٹرار کو لکھا تھا- مارسڈن خود یہان آئے اور مجھسے ملے اور کہا کہ بعض فقرے مین نے نکالدیئے اور اور بھی نکالنے کو تیار ہون، اس سے مطلب یہ ہی کہ لوگ مطلق ہاتھ پاؤن نہین ہلاتے ورنہ کوئی کوشش بے اثر نہین جاتی-

شبلی- ۱۲- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء

۹۱ یعنی شعرالعجم کے یونیورسٹی کے کورس مین داخل ہونیکے متعلق، ۹۲ سنہ ۱۹۱۴ مین اسنے کورس مین بھی داخل کرلیا

(۵۲)

پھر اکبر حسین صاحب نے انکار کیا۔ اور مولوی عزیز مرزا صاحب کا نام داخل ہو گیا اب زیادہ ممبروں کی ضرورت نہین، جلدی مین مولوی رحمت اللہ کے انداز تقریر کا مین اندازہ نہ کر سکا، استفساری خط لکھوالیا ہی مسٹر برن کو بھیجونگا جواب آنے پر یادداشت لکھی جائیگی تم بھی اپنے خیالات قلمبند کر لو جنرل ریڈر اردو منگوا کر دیکھی، اردو ہندی دونوں مین چھپی ہی اور ایک ہی عبارت ہی اگر ایسا کورس بنانا مقصود ہے تو ابتدائی درجوں تک مضایقہ نہین،[۵۱] پروف واپس آگیا۔

شبلی

۲۰ ستمبر ۱۹۱۱ء لکھنؤ

(۵۳)

کل سے فی الجملہ صحیح ہون، اور کچھ چند عربی صفحے[۵۲] لکھے، افسوس یہ ہے کہ غالباً جرجی زیدان ابن الاثیر مطبوعہ یورپ کے حوالے دیتا ہی، وہ یہان موجود نہین، اس لئے اکثر اس کی چوریان رہ گئین، کیونکہ انکی طرف مراجعت نہین ہو سکتی، ورنہ وہ ایک واقعہ بھی صحیح طور سے نہین نقل کرتا۔

وقف اولاد کے متعلق مین نے ہوم ممبر کو جن سے تمام قوانین کا تعلق ہی لکھا تھا کہ وہ ایک ڈیپوٹیشن منظور کر لین کہ انکو تمام کاغذات سمجھائے، انھون نے نہایت خوشی سے

---

[۵۱] شاید یہ خط ورنیکولر اسکیم کے متعلق ہی، ۱۹۷، و ۱۲ - ۳۹
[۵۲] جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر نے تمدن اسلامی کے نام سے پانچ جلدون مین تمدن اسلامی کی تاریخ لکھی ہی، مولانا نے اسپر عربی مین انتقاد لکھا ہی اسیلئے چند صفحے مقصود ہیں۔

منظور کیا۔ ۲۷۔ تاریخ مقرر کی ہی لیکن شاید کچھ ٹل جائے۔ یہ کام ہوجائے تو ایک بڑا بار اتر جای۔

شبلی۔ ۲۴۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء

(۵۴) لکھنؤ

حملت علی[۱] مین تم کو شبہہ[۵۱] تھا۔ جاحظ کی عبارت کتاب الحیوان سے نقل کرکے بھیجتا ہون

صفحہ ۱۹۔ "ان حملنا جمیع من تیکلف قرأۃ ہذا الکتاب علی مُرّ الحق وصعوبۃ الجد وثقل المؤنۃ وحلیۃ الوقار لصبر علیہ مع طولہ[۵۲]"

شبلی

۲۔ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء۔ ندوہ

(۵۵)

برادرم۔

مین نے خدا کا نام لیکر خدام الدین کی جماعت[۵۳] قایم کردی، الگ مکان لے دیا ہی اور الگ تربیت ہے۔ قریباً ایک مہینہ ہوا، اب تک امید افزا آثار ہین، احکام اسلام کی پابندی مین شغف اور مستعدی پائی جاتی ہی۔ ابھی تک سات لڑکے عہد و پیمان کے ساتھ خود

۵۱ الانتقاد مین ایک جگہ مولانا نے حمل کا صلہ علی استعمال کیا ہی، مولوی حمیدالدین صاحب کو کلام تھا، جاحظ کی عبارت سے مولانا نے استناد کیا ہے، ۵۲ کتاب الحیوان ج ۱ ص ۱۹، مصر۔

۵۳ مولانا کی خواہش تھی کہ طلبہ کی ایک جماعت مخصوص خدمت دینی کے لئے ندوہ مین قائم کی جائے، جسکو متقشف زندگی بسر کرنے کی عادت دلائی جائے کہ تحمل مصائب و شدائد کے ساتھ وہ گاؤن اور دیہاتون مین تلقین اسلام کر سکین۔

اپنی مرضی سے داخل ہوئے ہین، یہ دیہات وغیرہ مین اشاعت اسلام کے کام بھی آپ ینگے، اور جو کام انکو بتایا جائیگا۔

تیار شدہ اجزاء المنار[۹۱] کے پاس بھیجدیئے تھے، بہت مسرت بلکہ شکریہ ادا کیا ہے، اور لکھا ہی کہ مین نے مصر کے علماء کو ترغیب دی تھی، لیکن لوگون نے ہمت نہ کی۔ المنار مین وہ چھاپین گے۔

تم اپنا وظیفہ مخصوص عبدالواجد متعلم درجہ تکمیل کے نام کردو، معتمد مال کو اطلاع دو، اور لکھدو کہ یہ وظیفہ لیاقت ہی، اور اس وظیفہ کے علاوہ ہی جو انکو خوراک کے لیئے ملتا ہی"

غرض یہ ہی کہ یہان اب تک خوراک کا وظیفہ ہی جس مین سب برابر ہین، لیاقت کا کوئی وظیفہ نہین، اسلیئے طلبہ کو کوئی تحریک نہین ہوتی۔

عبدالواجد نے درجہ تکمیل ادب مین امتحان دیا۔ زبانی امتحان ڈاکٹر ہارو ویز نے لیا، اور مجھکو تعجب انگیز خط انکی لیاقت کے نسبت لکھا، اب وہ اشاعت اسلام کی غرض سے انگریزی پڑھینگے پہلے سے بھی انگریزی پڑھتے تھے،

شبلی - ۸ فروری ۱۹۱۲؁ء - ندوہ

(۵۶)

برادرم۔

اسورہ تحریم[۹۲] کی تفسیر جو تم نے شایع کی ہی، وہ بھیجدو،

---

[۹۱] الانتقاد کے ۹۲ یہان سے جو مکاتیب ہین انکا تعلق سیرۃ نبوی سے ہی۔

۲۔سورہ احزاب مین آنحضرتؐ کو ازدواج کی جو اجازت ہی اور عدل کی قید بھی اڑا دی گئی ہے۔یہ کیا بات ہی؟

۳۔مرزا سلیم کا مزاج معلوم ہے لیکن وہ جلد یعنی تھوڑی سی خوشامد مین رام بھی ہو سکتے ہین ہین یہ کر دونگا۔البتہ عبد الاحد مفسد آدمی ہین اور سخت۔

۴۔ہان مین بیمار ہو گیا تھا،آٹھ دن تک۔

۵۔وہان آنے مین صرف کتابون کی دقت ہی تمام کتابین وہان نہین مل سکتین نہ مین ساتھ لا سکتا۔

۶۔کاپی نویس مقصود نہین بلکہ خوشنویس۔

شبلی۔ ۲۶۔اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۵۷)

برادرم۔

جن لوگون نے شبلی کے ساتھ باوجود قرب حقوق اور میری سخت گیری کے یہ برتاؤ کیا دوسرا ایسے ہیر کے ساتھ کیا کرینگے،چندہ لکھ دینگے لیکن وصول کیونکر ہوگا۔مین اعظم گڑھ جاؤنگا تو یہ کوشش کر سکتا ہون،لیکن نتیجہ کیا ہوگا۔

خوشنویس کی تنخواہ اب تقسیم ہو گئی،اب صرف ۵ کی جگہ رہ گئی ہی،بندہ دل سے

یوسف کا خط بھی آیا ہی ان کو بھی یہی جواب لکھ دیا گیا۔

طبقات ابن سعد وغیرہ مین مذکور ہی کہ آنحضرتؐ نے نو مین سے صرف چار ازدواج کو رکھ لیا

تھا یا پانچ الگ کر دی گئی تھین، گو ان کو طلاق نہین دی - ان کے نام بھی لکھے ہین، یہ غالباً تحدید اربع کی تعمیل ہو گی لیکن نزول آیت کا زمانہ نہین معلوم ہوتا۔

یورپین مورخون پر روز بروز حیرت بڑھتی جاتی ہی، نولدکی اور گولڈزیہر کا ترجمہ دیکھ رہا ہون عجیب عجیب قیاس آفرینیان نظر آتی ہین حبش کو اسلئے آپ نے صحابہ کو بھیجا تھا کہ ابرہہ نے جو کعبہ کو ڈھانا چاہا تھا، اس کی بنا پر سلطنت حبش سے سازش کر کے رؤسائے قریش کو نقصان پہنچائے لیکن پھر سوچا کہ وہ خود آنحضرت صلعم کو بھی بیدخل کر دیگا۔

ہر قسم کے وجوہ داعی ہین کہ وہان آکر رہون، معدہ یہان کسی طرح صحیح نہین ہوتا لیکن کتابون کا انبار کہان کہان لادے پھرون۔ شبلی۔

۷ نومبر ۱۹۱۲ء - لکھنؤ

(۵۸)

برادرم۔

تم نے حضرت اسحاق کی صغر سنی سے جو استدلال[1] کیا ہی وہ ناتمام ہی، توراۃ سے ثابت ہے کہ حضرت اسحاق کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر سو[100] برس کی تھی،

---

[1] مسئلہ یہ ہی کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے یا اسماعیل؟ مولوی حمید الدین نے یہ ثابت کیا ہی کہ وہ اسماعیل تھے، یہ بحث سیرۃ کے دیباچہ مین مفصل ہے - مولوی حمید الدین صاحب کا استدلال یہ ہی، کہ خدا نے قربانی سے پہلے حضرت اسحاق کو تکثیر نسل کی بشارت دی ہی اگر اون کی قربانی مقصود تھی جسکے بعد قطع نسل ہوگا، تو اس بشارت کی صحت کیونکر ہوتی، اگر یہ کہا جائے کہ وہ شادی کے بعد، اولاد ہونے کے بعد قربانی ہوتے تو یہ اس لئے

یہ بھی توراۃ مین ہی کہ حضرت ابراہیم ایک سو پچھتر برس (۱۷۵) کی عمر مین مرے، اسلئے حضرت اسحاق حضرت ابراہیم کی زندگی مین ستر برس سے زیادہ عمر کے ہو چکے تھے۔ توراۃ مین یہ کہین مذکور نہین کہ قربانی کے وقت حضرت اسحاق صغیر السن تھے۔

تم نے صغرسن کی دلیل یہ قرار دی ہی کہ انھون نے اسوقت شادی نہین کی تھی، لیکن یہ صغرسن کی کوئی دلیل نہین، حضرت اسحاق نے تو ۴۰ برس کی عمر تک شادی نہین کی تو کیا ۳۰-۳۵ برس تک ان کو صغیر السن کہہ سکتے ہین۔ خدا نے اسحاق کی بشارت کے ساتھ کثرت نسل کی اگر بشارت دی تو اسکو قربانی سے کوئی منافات نہین، ممکن ہی کہ شادی ہو جاتی اور اولاد ہوتی، پھر وہ قربانی کئے جاتے۔

شبلی۔ ۱۳- نومبر ۱۹۱۳ء

(۵۹)

برادر عزیز سلمہ،

السلام علیکم۔ مین اب سیرۃ ابتدا سے اس طرح لکھ رہا ہون کہ مکمل ہوتی جاتی ہے اور ساتھ ہی مطبع مین دیدی جائے، لیکن اس ترتیب مین بعض جگہ رکاوٹ پیدا ہوتی ہی اور بعض مباحث ایسے پیش آجاتے ہین کہ تم سے استفسار و تحقیق کی ضرورت پیش آتی ہے، اسوقت دو یا تین باتین تحقیق طلب ہین۔

۱- توراۃ مین بتصریح موجود ہی کہ حضرت اسمعیل بیر سبع یا فاران مین آباد ہوئے، کتاب پیدائش باب ۲۵ ورس ۱۸ مین یہ الفاظ ہین،

"اور وہ حویلہ سے شور تک جو مصر کے سامنے اس راہ مین ہے جس سے اسور کو جاتے ہین بستے تھے ان کا قطعہ زمین ان کے سب بھائیون کے سامنے پڑا تھا"

ان عبارتون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ حضرت اسمٰعیل و ہاجرہ عرب مین نہین آئی اس کے متعلق تمھاری کیا تحقیق ہی، اور کیا توراۃ سے بالکل قطع نظر کرلینی چاہیے؟

۲- دوسری بات یہ ہی کہ بخاری کتاب الانبیاء مین ایک حدیث مرفوع ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت اسمٰعیل جب مکہ مین آئے تو شیر خوار تھے، لیکن توراۃ مین جہان ختنہ کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابراہیم نے جب حضرت اسمٰعیل کا ختنہ کیا تو انکی عمر ۱۳ برس کی تھی، ان دونون مین کیونکر تطبیق ہو سکتی ہے۔ والسلام

شبلی نعمانی ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء - بمبئی-

(۶۰)

مدت سے تمھارا کوئی خط نہین آیا، سیرۃ کے لئے چند روز بہ استقلال الہ آباد رہنا بھی ضروری ہے۔ توراۃ سے اب کام پڑا ہی۔ عبدالسلام[1] نے ضروری مباحث کے متعلق تم کو خط لکھا ہوگا۔

زبور ۸۴- آیت ۶- مین وادی بکا کا لفظ ہے بعض یورپین کی راے ہی کہ یہ بکہ ہی جو مکہ کا نام ہی- لیکن موجودہ نسخون مین اسکی شکل بکا کی ہے اسکے متعلق تحقیق کر کے لکھو۔

شبلی - ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء - بمبئی

---

[1] - مولانا عبدالسلام ندوی سابق اڈیٹر الندوہ، اسوقت وہ بسیرت مین مولانا کے مددگار تھے۔

(۶۱)

انگریز نومسلم[1] کی خبر سے بہت خوشی ہوئی، ان کی وجہ معاش کیا ہے، رہتے کس مکان میں ہیں، میں رمضان میں آجاتا لیکن رمضان میں تم سے ملنا کہاں ہوگا افطار کے بعد تم کیونکر آسکوگے۔ اس بنا پر عید کے بعد آنا چاہتا ہون۔

دلی میں غالباً تم مولوی عبید اللہ[2] کی وجہ سے زیادہ رہے ہوگے، انکی نظارۃ المعارف کا کیا حال ہے، کیا اس بار عظیم کو وہ تنہا اٹھا سکتے ہین۔

والسلام

شبلی - ۲۷ جولائی ۱۹۱۳ء - بمبئی

(۶۲)

برادرم۔

مفصل خط پہنچا۔ جو باتین تم نے لکھین ہین پہلے سے پیش نظر ہین۔ لیکن امور ذیل پر لحاظ کرو۔

۱۔ وادی بکا۔ بکا کا املا اس طرح لکھتے ہین کہ "بکا" بھی ہوسکتا ہے چنانچہ ایک نسخہ مین یہی معنی لئے ہین، اسلئے عبرانی نسخہ دیکھو کیا ہے۔

۲۔ ان آیتون کا حوالہ لکھو جن مین قربانی کے لئے "بکر" ضروری ہے بعض اور باتین جو تم نے لکھین، ان کے حوالے نہین نقل کیئے۔

---

[1] مکتوب الیہ کے ہاتھ پر اس زمانہ مین ایک انگریز مسلمان ہوا تھا، اُس کے متعلق ہے۔

[2] مولوی عبید اللہ صاحب ناظم نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی۔

۳۔مزمور ۸۳ مین ادس و خزرج کا تو ذکر نہین، صرف اسمعیل کا لفظ ہے۔

۴۔مورہ کے کیا معنی جسکو انگریزی مین تحریف کر دیا ہی۔

ایک مبسوط کتاب ایک انگریز نے صرف اس بحث پر[۵۱] لکھی ہی کہ حضرت اسمعیل ذبیح نہ تھے اور نہ رسول اللہ[ص] کو اُنسے کوئی نسبی تعلق ہی، مین اسکو ساتھ لیتا آؤنگا۔ عبرانی عبارتین بھی نقل کی ہین اور مسلمانون کے تمام استدلالات بھی۔

خاص قرآن مجید پر، ایک انگریزی کتاب ہی وہ بھی ساتھ لاؤنگا۔

جرمن کے مشہور پروفیسر نولڈیک اور ولہاؤسن ہین جنکی تحریر تمام یورپ مین مستند ہے ان کا ترجمہ مین نے کرالیا ہی۔ نولڈیک نے صرف قرآن پر لکھا ہی۔

باوجود علالت کے اتنا کام ہوگیا ہی کہ پہلی جلد کی تیاری کے لئے صرف دو تین مہینہ اور درکار ہین، یہ جلد تقریباً پانسو صفحہ کی ہوگی۔

مین انشاءاللہ جلد آتا ہون صرف اسقدر دیر ہوگی کہ شاید کچھ دنون بھوپال مین ٹھیرنا پڑے ابھی وہان سے انتظامی تحریر نہین آئی ہی۔ اسی کا انتظار ہی۔

انصاری وفد جو قسطنطنیہ سے واپس[۵۲] آیا، اسپر مین نے ایک نظم لکھی تھی شاید تم نے دیکھی ہو۔ زمیندار و وکیل مین چھپی تھی۔ جلسہ مین تمام لوگ بے اختیار روتے تھے مجھ پر خود بھی رقت تھی۔

---

۵۱ دیکھو ۴۱۔۵۶۔۵۷۔ ۵۲ مسلمانان ہند کی طرف سے طبی وفد جو ڈاکٹر انصاری کی ماتحتی مین جنگ بلقان کے موقع پر قسطنطنیہ گیا تھا، واپسی مین اُسکے اعزاز مین مسلمانان بمبئی نے ایک جلسہ کیا تھا۔

ظفر علی[۵] ملے تھے۔ وہ تو بڑی امیدیں دلاتے ہیں لیکن وہ بالکل غیر معتدل جوشش اور خوش اعتقادی ہیں۔ ان کا اصرار ہے کہ تم اور حمید مدینہ یونیورسٹی کے لئے چلے جاؤ ان کا خیال ہے کہ خود وہاں سے طلبی ہوگی۔

ہاں دین حنیفی جو اسلام سے پہلے بھی تھا اور زید وغیرہ اُسکے پیرو تھے۔ اس کا پتہ کہیں جاہلیہ کی صحیح شاعری میں بھی ہے یا کسی اور مستند کتاب میں ؟

بخاری اور اصابۃ و ملل و نحل وغیرہ میں جسقدر ہے پیش نظر ہے۔ شبلی۔

۲۔ اگست ۱۹۱۳ء بمبئی

(۶۴)

برادرم۔

تمہارے خط کا بہت انتظار ہے جس خط میں تمنے حضرت اسمعیل کے ذبح ہونے پر آٹھ نو دلیلیں لکھی تھیں اس میں توراۃ کے نصوص نہیں نقل کئے، وہ لکھ بھیجو، مثلاً یہ کہ قربانی سے مراد خدا پرست ہیکل ہے، اولاد اسمعیل کا بڑے بال رکھنا وغیرہ وغیرہ۔

کتاب کے ابتدائی حصہ میں صرف یہی بحث ناتمام ہے، اس لئے کتاب مطبع میں جانے سے رکی ہوئی ہے جلد ہی لکھ بھیجو۔

سید صاحب کے استدلال فاران پر ایک مفصل کتاب ایک پادری نے ۱۸۸۴ء میں لکھی وہ میرے پاس ہے لیکن نہایت لغو جواب دیئے ہیں[۱]۔

---

[۵] مولوی ظفر علیخان بی۔اے اڈیٹر زمیندار وہ بھی قسطنطنیہ سے واپس آئے تھے ۵۲ دیکھو ۴۲ و ۵۱ و ۵۶۔

تاہم فاران کے متعلق جغرافیہ دانان یورپ کی تصریح مشکل ہے۔ انسائیکلوپیڈیا یا بائبل ڈکشنری دیکھو، کوئی پختہ بات اسے ملے تو لکھ بھیجو۔

مجھکو وہان آنا نہایت ضروری ہے لیکن آب وہوا مین اسقدر فرق پاتا ہون کہ وہان آنے کی ہمت نہین ہوتی۔

یہان بلا مبالغہ وہان کی بہ نسبت دونی غذا ہے، دعوتون مین ثقیل غذائین کھا لیتا ہون کہ لکھنؤ مین وہ مہینون کی بیماری کے لئے کافی ہین، یہان صرف ایک آدہ وقت فاقہ کر دینا کافی ہو جاتا ہے۔

جی گھبراتا ہے ورنہ صحت کے لحاظ سے تو یہین وطن بنا لینا چاہیئے۔

شبلی

(۶۴) ۸ ستمبر ۱۹۱۳ء۔ بمبئی

برادرم۔

مین اتفاقاً چند روز کے لئے حیدرآباد آگیا، سیرت نبوی کے متعلق[1] عماد الملک نے تمہارا نام پرنسپلی دارالعلوم کے لئے پیش کیا لیکن اصل معاملہ حیدری کے ہات مین ہے، ناظم تعلیمات کا اتفاق و تائید بھی درکار ہے، بعض لوگون نے مجھسے اصرار کیا کہ مین ان مراحل کو طے کر دون، مجھکو معلوم تھا کہ تم خود ملازمت سے کنارہ ہو، اسکے علاوہ تم پر اہل وطن کا حق زیادہ ہے۔ اسلئے مین نے ابھی تک کوئی حصہ نہین لیا، لوگ کہتے ہین کہ اگر تم

[1] یعنی کتبخانہ آصفیہ مین کسی کتاب کے دیکھنے کے لئے۔

نہ ہوئے تو کوئی نااہل شخص باہر سے آجائیگا یا کوئی انگریز، اسلیئے ایک اسلامی تعلیم گاہ کو نقصان
پہنچیگا۔ اس دلیل سے مین بھی مجبور ہوجاتا ہون۔

بہرحال اپنی رائے لکھو۔

یہ ضرور ہے کہ افادہ کا عمدہ موقع ہے، آمدنی وافر۔ طلبا کثیر۔ مشاہرہ اسقدر ہے کہ نصف پس انداز
کرسکتے ہو کہ جلد خانہ نشین ہوسکو۔ مین صرف ایک دو ہفتہ یہان ہون۔

شبلی۔

۲۶۔ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء۔ حیدرآباد

(۶۵)

برادرم۔

آیت تخییر[۱] (ازواج) اعتزال۔ مظاہرۂ ازواج۔ تین واقعے الگ الگ بیان کئے
جاتے ہین، لیکن میرے نزدیک سب ایک ہی سلسلہ کے اور ہمزمان ہین۔ ابن حجر
کی بھی یہی رائے ہے۔ تم اپنی تحقیق لکھو۔

لیکن سب سے مقدم بحث یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ۔ اور حفصہؓ کا مظاہرہ ایسی کیا چیز
تھی جسکے لیئے خدا و ملائکہ وصالح المومنین کے اعانت کی ضرورت پڑی۔

شبلی۔

۲۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء۔ حیدرآباد

---

[۱] دیکھو۔ ۱۴۱۔ ۶۵

(٦٦)

برادر عزیز۔ حیّاکم اللہ۔

خط پہنچا۔ قربانی کا مضمون بہت صحیح ہے، مین اس سے کام لونگا۔

جدید یا انسپکٹری کے لیئے ضرور کوشش کرو۔ ڈیلافوس سے ملو، میری سفارش فضول ہوگی کیونکہ وہ تم کو اچھی طرح جانتے ہین، ورنہ مجھکو عذر نہین بلکہ دلی مسرت ہے۔

اعظمگڈھ کے لوگ تو دو ہزار (مد تعمیر) کے مہیا کرنے مین دو دل ہین۔ ۲۰-۲۵ ہزار کیونکر جمع کر سکین گے۔

سورۂ تحریم کی تفسیر دیکھ تو چکا ہون، لیکن دو نسخے مجلد اس وقت میرے پاس نہین۔

افسوس ہے۔ روز بروز ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ روزانہ ایک گھنٹہ سے زیادہ کام نہین کر سکتا اور ہر مہینہ مین کم از کم پندرہ دن ناغہ ہوتا ہے بوجہ ناسازئ طبیعت کے۔

سیرت کا کام نہایت وسیع ہے۔ سخت صدمہ ہوتا ہے کہ ناتمام رہ جائے پھر کون پورا کریگا۔

غذا چوبیس (۲۴) گھنٹہ مین پاؤ بھر بھی نہین۔

یہان سے اب نکلنا ہے، لیکن کہان قیام کرون، لکھنؤ صحت کے لئے سخت مضر ہے الہ آباد کچھ اس سے کم، اعظمگڈھ مین صحبت نہین۔

بہرحال جلد آتا ہون، اور وہان پہنچکر ایک مکمل اسکیم طے کرونگا۔

بمبئی مین نہایت صحیح رہتا ہون، مصارف کا بھی اب تردد نہین - ماہوار تنگی ہوگئی ہے لیکن وہان بھی صحبت نہین، اور کسی قسم کی علمی یا اسلامی تحریک کا محل نہین - حیدر آباد کی ملازمت کا قریباً فیصلہ ہوگیا - ڈایرکٹر تعلیمات خلاف یا متامل تھے انھون نے بالکل میرے اوپر فیصلہ چھوڑ دیا -

شبلی

(۱۴۷)

سنہ ۱۹۱۳ء - حیدر آباد

برادرم -

آج اعظم گڈھ سے خط آیا - اسکول اچھی حالت مین ہی - گورنمنٹ نے منظور کیا ہی کہ عمارت کے لئے تین ہزار دینگے بشرطیکہ تین ہزار کمیٹی دے - مین نے لکھدیا ہی کہ دینا چاہیئے اور مین بھی مناسب رقم دونگا -

مدرسہ اپنی آمدنی سے چل رہا ہی، بحث یہ ہی کہ ہماری قومی قوت سرائے میر[۵۱] پر صرف ہو یا اعظم گڈھ پر، دونون کے برداشت کے قابل قوم نہین ہی کم سے کم یہ کہ دونون کی جداگانہ پوزیشن قایم ہونی چاہیئے اور ان کا باہمی تعلق -

کبھی کبھی یہ خیال ہوتا[۵۲] ہی کہ ان مین سے ایک کو مرکز بنا کر اسکو دین و دنیا دونون تعلیم کا مرکز بنایا جائے، یہین خدام دین بھی تیار ہون - مذہبی اعلی تعلیم بھی دلائی جائے، گویا گروکل ہو - تم اپنی راے لکھو - ندوہ مین لوگ کام کرنے نہین دیتے تو اور کوئی دائرہ عمل

---

۵۱ دیکھو مکتوب ۴۸ و نمبر ۵۳ - ۱۴۷ ۵۲ دیکھو مکتوب ۵۳،

بنانا چاہیئے ہم سب کو وہین بودوباش کرنی چاہیئے۔ ایک معقول کتب خانہ بھی وہان جمع ہونا چاہیئے اگر تم یہ عزم جزم آمادہ ہو تو مین موجود ہون۔

آج ڈاکٹر کے تعلیمات سے تمہاری متعلق فیصلہ کرانا ہی، صرف یہی ایک زینہ رہ گیا ہے لیکن یہ فیصلہ موافق بھی ہو جائے تب بھی مین اسکو قومی خدمت پر ترجیح نہین دیتا البتہ کچھ معاش کا سہارا ہونا چاہیئے۔ وہ بقدر کفاف کسی نہ کسی طرح ہوتا رہیگا۔ آخر تمہارا بھی خود خیال تھا۔ پرنسپل، اور پنشن قرار تنخواہ چند روز ہین اور یہ کام ابدی ہی۔

شبلی

۲۲- اکتوبر ۱۹۱۳ء حیدرآباد

(۶۸)

یہان جرمن زبان مین کئی کتابین ملین جن مین یمن وغیرہ کے کتبات دو تین ہزار برس قبل اسلام کے فوٹو ہین، یہ بالکل معلومہ خطوط سے الگ ہین۔ وہان لائبریری مین دیکھو ایسی کتابین عرب کے متعلق موجود ہین یا نہین۔ ابتدائی حصہ کی تکمیل اسی پر موقوف ہی۔

مظاہرہ کو سیاست سے کیا تعلق ہی! مفسرین تو وہی نفقہ کا جھگڑا بتاتے ہین اسکو سیاست سے کیا تعلق ہی؟

شبلی

۳- نومبر ۱۹۱۳ء۔ حیدرآباد

(۶۹)

برادرم۔ بھائی کی مسرت سب چیزونسے زیادہ عزیز ہی سفر کے اسباب وذہاب این

ہفتوں تک طبیعت نہیں جمتی، الہ آباد و لکھنؤ کی آب وہوا مستقل قیام نہیں کرنے دیگی،

اب یہاں طبیعت درست ہو چلی ہی اور ہر روز کام کرلیتا ہوں گو زیادہ نہیں کرسکتا

غرض یہ ہی کہ ارادہ یہ ہو گیا ہی کہ پہلی جلد ختم کرکے یہاں سے اٹھوں۔ اسٹاف بھی یہیں بلا

لیا ہی۔ سید سلیمان کو بھی بلایا ہی، اور انگریزی مترجم بھی۔

۵۱

اس لئے وہاں کے امور کو میرے آنے پر محول نہیں رکھنا چاہیئے۔ ادہر دار العلوم

کے چند احباب مصر ہیں کہ تم چلے گئے تو مولوی حمید کی تقرری کا معاملہ رہ جائیگا، بہر حال

اب بظاہر دو تین مہینے تک یہیں رہنے کے سامان نظر آتے ہیں۔

قربانی کے مضمون سے اب کام لے رہا ہوں۔ نہایت عمدہ ہی لیکن بعض جگہ تقریر

تمام نہیں، آئندہ لکھونگا۔ وہ آیت بھی توراۃ میں نہیں ملی جس میں حضرت ابراہیم کا استغنا

حضرت اسحاق سے تم نے بیان کیا ہی۔

انسپکٹری کی بابت یہ سوچنا ہی کہ سفر کی تگ ودو میں تم اپنا تصنیفی کام اطمینان

کے ساتھ کرسکوگے یا نہیں، ایک جگہ کے قیام میں زیادہ موقع ہی، اور حیدر آباد میں

تو کام بہت کم ہی،

اعظم گڈھ کے اسکول کے لیئے بمد عمارت میں نے لکھا یا ہی کہ ڈیڑھ ہزار وہ جمع

کریں پانسو میں دونگا۔ راجہ ابو جعفر سے بھی کوئی معتد بہ رقم دلا دونگا۔

جریر و فرزدق کے مناقضات مع شرح نہایت اہتمام سے لندن میں چھپی،

۵۱ دار العلوم حیدر آباد۔

بڑی کتاب ہی، مانٹ ۱۳؍ قیمت ہی۔

شبلی

۱۲ - نومبر سنہ ۱۹۱۳ء - حیدرآباد

(۷۰)

برادرم۔

تم نے صفحہ ۷ مین ایک جگہ لکھا ہی۔

"انہ لما جاءتہ البشارۃ باسحق اظہر انہ لاحاجۃ لہ الی غیر اسمعیل فانہ ملأ قلبی"

اس کے بعد تم نے یہ علامات لکھے ہین۔ ت ۱۱: ۱۸۔

مجھکو تکوین کی اصحاح ۱۱ مین یہ عبارت کہین نہین ملی۔

صفحہ ۱ مین تم نے لکھا ہی کہ حضرت ابراہیم کا مسکن صفا کی جانب مین تھا پھر تکوین ۱-۸ کا حوالہ دیا ہی لیکن تکوین مین صفا کا ذکر نہین۔

جرمن کی مبسوط کتاب صرف کتبات پر ہی جس مین نابتی خط کے بہت سے کتبے ہین مین نے ولایت خط لکھدیا ہی۔ اور بھی چند کتابون کے لئے۔

مین نے افیون شروع کردی ہی اور مجھکو بے انتہا فایدہ ہی معدہ نہایت درست ہوگیا ہی، غذا بڑھگئی ہی، اطبا سے پہلے مشورہ لے لیا تھا، سب نے بہ اتفاق رائے دی۔ کسی قسم کا ضرر نہین۔ اور توقع ہی کہ موجودہ مقدار سے کبھی بڑھانے کی ضرورت نہ پڑے گو تجربۂ عام اسکے خلاف ہی۔

تمہارے لیے اب وہوا کا تبدل ضرور مفید ہوگا۔ چھٹی لیکر کہین اور بسر کرنا چاہئے۔

شبلی

۲۲۔نومبر ۱۹۱۳ء

(۷۱)

برادرم۔

سرائے میر جانے سے سخت نقصان ہوا۔ مین اسقدر بیمار پڑ گیا کہ آگرہ نہ جا سکا۔ حالانکہ وہان جانے کے بہت سے ضروری وجوہ تھے۔

خیر۔ اشعار عرب مین جہان حج کعبہ، یا کعبہ یا مکہ کا ذکر ہو اُن کا پورا پتہ لکھ بھیجو۔ مین یہی مقام لکھ رہا ہون۔

عبرانی زبان مین بکہ کا تلفظ بُکا ہی اور اسکے معنی رونے کے ہین، اِس بنا پر زبور کی آیت کو نصاریٰ مکہ کے متعلق نہین سمجھتے۔

خواجہ کمال الدین کا خط آیا کہ امریکا مین ایک زبردست تحریک اسلامی مشن کی ہورہی ہے، خواجہ کمال الدین کو بلایا ہی۔

الہ آباد آنے کو جی چاہتا ہے لیکن مین نے طلبہ کو بخاری شروع کرادی ہی، مغرب کے بعد درس ہوتا ہی بہت شوق سے پڑھتے ہین۔ فترہ ہوگا تو سب بیدل ہو جائینگے۔

شبلی

۷۔جنوری ۱۹۱۴ء ۔ لکھنؤ

(۷۲)

برادرم-

سیرت کا ایک مضمون آج مرسل ہی، یہ بہت کم زور اور ناتمام ہی، اس کو تم وسیع اور پرزور کر کے بھیجدو۔

مین اب شروع سے چل رہا ہون یعنی مسودہ جسقدر نظر ثانی ہوتا جاتا ہی مطبع مین جانے کے قابل ہوتا جاتا ہی۔ اسلئے اس مضمون کی جلدی ہی کہ سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے،

آج امیر خسرو کا دیوان غرۃ الکمال مع دیباچہ نثر ہات[1] آیا، جو انکا بہترین دیوان ہی خط بھی بُرا نہین، البتہ بعض جگہ سے کچھ اوراق گئے ہوئے ہین۔

میان اسحاق سے ملنے کے لئے الہ آباد آنا چاہتا ہون۔

شبلی

۱۰ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء ۔ لکھنؤ

(۷۳)

برادرم-

ہان بھائی مین اب بالکل فاعل بالاختیار نہین رہا۔

سورہ براءۃ کے متعلق ایک امر نہایت اہم اور اساس مباحث عظیمہ ہی، یعنی یہ سورہ کب اُترا صحاح ستہ مین فتح مکہ کے بعد اس کا زمانہ ہی یعنی ۹ھ مین۔

لیکن بظاہر صلح حدیبیہ کو جب کفار نے توڑ ڈالا ہی، اسکے بعد اور اسی کے متعلق

[1] یہ نسخہ اب دار المصنفین کے کتب خانہ مین ہی۔

یہ واقعہ معلوم ہوتا ہی۔ اس سورۃ مین صاف مسجد حرام کے پاس جو معاہدہ ہوا تھا اسکا ذکر ہے، اور یہ ذکر ہی کہ۔

"اسپر جب تک کفار قایم رہین تم بھی قائم رہو"

ظاہر ہی کہ مسجد حرام کے پاس حدیبیہ کے سوا، اور کوئی معاہدہ نہین ہوا تھا لیکن فتح مکہ کے وقت تمام اہل مکہ مطیع ہو گئے۔ اور پہلا معاہدہ بالکل بے تعلق ہو گیا۔ اور پھر کوئی دوسرا معاہدہ نہین ہوا۔ اسیلئے اگر یہ سورہ ۹ھ مین اترا تو اسکا تعلق کس معاہدہ سے ہی۔

یورپ نے جو کتبے یمن و حضرموت و حجر و تبوک وغیرہ مین پائے، اور جن کو فارسٹر نے بعینہ اصلی خطوط قدیمہ مین نقل[1] کیا ہی ان سے قرآن مجید کے تاریخی بیانات کی تصدیق ہوتی ہی۔

عجیب بات یہ ہی کہ امیر معاویہ کے زمانہ مین ان کتبون کو عبدالرحمن گورنر یمن نے پڑھا تھا۔ اور اس کا ترجمہ نویری نے نقل کیا ہی، وہ یورپ کے حاصل کردہ کتبون سے قریب قریب بالکل متفق ہی۔

تم کو فارسٹر صاحب کا جغرافیۂ عرب ضرور پیش نظر رکھنا چاہیئے، مین نے خرید لیا ہی اور جا بجا سے ترجمہ کرا رہا ہون۔

شبلی

۱۶ جنوری ۱۹۱۴ء ۔ لکھنؤ

---

[1] فارسٹر نے صرف حضرموت کے دو کتبے نقل کئے ہین، مولانا نے غلطی سے دیگر مقامات کے نام لکھے ہین۔

(۴۷)

برادرم -

بات یہ ہی کہ ایک کتبہ حصن غراب[۹۱] مین آج کل یعنی ۱۸۳۶ء مین یورپ کو ملا جسپر

خط حمیری مین چند سطرین ہین جنکا یہ مطلب ہی کہ ہمارے بادشاہ ہم کو ہود کی شریعت کی تعلیم

دیتے ہین، یہ کتبہ میرے پاس ہی، اور عجیب طرح کا خط ہی، انگریزی ترجمہ بھی ہی مین شاید

اتوار کو رودولی مین ہونگا -

میرے کمرہ کا نمبر ۸۴ ہے -

اب یہان[۹۲] اسقدر ضد شروع ہوئی کہ میرے پاس چند طلبہ کچھ پڑھتے تھے، اس بنا پر

حکم نافذ کیا ہی کہ کوئی طالب العلم باہر کسی سے نہ پڑھے - طلبہ سخت پریشان ہین، اس لیئے

کہ میرے سوا بھی بہت سے طلبہ مختلف لوگون سے پڑھتے ہین - اب تک طلبہ سے لنے

اسکی تعمیل نہین کی، طرح طرح کی تدبیرین ہو رہی ہین کہ مجھسے کوئی مدرس بھی ملنے نہ

پاسے - حالانکہ جسوقت سبق پڑھاتا تھا - وہ بھی عام وقت ہوتا تھا، اور ملنے کا وقت بھی

عام ہوتا ہے -

مین تو ہمہ وقت سیرت مین مشغول رہتا ہون -

---

[۹۱] واقع حضرموت مین ولسٹڈ نام ایک انگریز نے دریافت کیا تھا، فارسٹر نے اپنے جغرافیہ مین اس

کتبہ کو نقل کیا ہے - مولانا کا ماخذ بھی وہی ہے -

[۹۲] یعنی ندوہ مین -

بڑی مشکل اب چھپنے کی ہی، لیتھو مین تو برسونکا عرصہ ہوگا۔ کیا ٹائپ مین چھپواؤن۔

شبلی

۲۰۔ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء ۔ لکھنؤ

(۷۵)

بھائی! باین ضعف و دل شکستگی مدرسۂ سرائے میر کی نظامت کیونکر کرسکتا ہون

کوئی دوسرا شخص سوچو، امکانی مدد کرتا رہونگا۔

بنگلہ اور باغ کا وقف نامہ لکھا گیا، دستخط کرا رہا ہون، اور بھی علمی سامان ہو رہے ہین،

ایک اچھا خاکہ متوقع الفوز پیش نظر ہے لیکن صحت کی بے اطمینانی ہے ایک ہفتہ سے

بخار ہے،

ندوہ مین اب کل ۳۲ طالب العلم رہ گئے، حالانکہ اسٹرائک کرنے والے لڑکون

کی تعداد ۸۰ تھی جو واپس آگئے تھے، اس حالت کا بھی کوئی پرسان نہین۔

شبلی

۱۲۔ ستمبر سنہ ۱۹۱۴ء۔ اعظمگڈھ۔

(۷۶)

برادرم۔

بھائی! اچھا ہوتا کیا ولن یصلح العطار ما افسد الدھر

دو دن اچھا رہا تو چار دن بیمار رہتا ہون، لیکن بات چیت کرتا رہتا ہون، لوگ

جانتے ہین کہ کوئی شکایت نہین، نظام جسم برہم ہوچکا، ابھی ابھی سخت سردی لگی حالانکہ دوپہر کا وقت ہی[51]،

افسوس یہ ہی کہ سیرت پوری نہ ہوسکی، اور کوئی نظر نہین آتا کہ اس کام کو پورا کرسکے[52]

وقف نامہ مین اسٹامپ کا جھگڑا اٹھا، اسلئے کلکٹر کے یہان درخواست دیدی، وہ طے کردین تو تکمیل ہوجائے، تم کو متولیون مین رکھا ہی، اور اگر دار المصنفین قایم ہوا تو تمھارے سوا کون چلائیگا۔

الہ آباد کا معاملہ امید ہی کہ طے ہوجائے۔ دس[10] ہزار پر خاتمہ ٹھہرا، دستاویز لکھ دی گئی، رجسٹری باقی ہی[53]،

آج سید سلیمان آوینگے، اور کل پرسون چند طلبہ تکمیل لیکن بیماری سب منصوبے غلط کررہی ہے۔ سید سلیمان یون ہی ملنے کو آتے ہین۔

مامون صاحب کا کتب خانہ یہان آگیا، قلمی کتابین اکثر برباد ہوگئین، اور کچھ مطبوعہ بھی، قریباً ڈسو[11] کتابون کی جلد بنوائی ہی۔

شبلی

۱۶- اکتوبر ۱۹۱۴ء - اعظم گڑھ

---

[51] مرض الموت سے دو ہفتہ پہلے کا بیان

[52] وفات سے ایک ماہ پیشتر کی پیشنگوئی۔

[53] مولوی اسحاق مرحوم کی وفات کے بعد اُنکی بیوی نے ورثہ پر مقدمہ دائر کیا تھا۔ اسکے متعلق یہ فقرہ ہی،

(۷۷)

برادرم

سلمہ ۹۱

. . . .

وقت تو یہ تھا کہ ہم چند لوگ یکجا ہو جاتے اور کچھ کام کرتے، لیکن میری دنیا طلبی کا یہ حال ہے کہ خود بے نیاز ہو گیا ہوں، لیکن عزیزوں ۹۲ کی بے تعلقی ۹۳ شاق ہوتی ہے، سید سلیمان بھی تعلق موجودہ ۹۴ پر راضی نہیں، ذرا اشارہ ہو تو میرے پاس آجائیں لیکن میں خود رک رہا ہوں، آہ!

مرا اگر تو بگذاری اے نفس طامع
بسے بادشاہی کنم در گدای

شبلی

۲۸ - اکتوبر ۱۹۱۴ء

---

۹۱ مکتوب الیہ کے نام یہ سب سے آخری خط تھا جو مرنے سے ۲۰ دن پہلے لکھا تھا یہ خط افسوس ہے کہ ضائع گیا، خط کے آخری فقرے چونکہ حد درجہ حسرت انگیز تھے، اور مولانا کے آخری خیالات کے آئینہ تھے۔ اس لئے جامع مکاتیب نے ان کو نقل کر لیا تھا، خط کے ابتدائی حصہ میں دار المصنفین کیلئے باغ و بنگلہ کے وقف کے متعلق کچھ مشورہ طلب امور تھے، ۹۲ یعنی تلامذہ کی ۹۳ نوکری اور دنیا کی طلب جاہ سے ۹۴ دکن کالج پونہ کی اسسٹنٹ پروفیسری ۔

اہم۔ سلیمان کے نام

(۱)

۱۔ سب[۹۱] سے مقدم یہ ہی کہ ہر وفد کے ساتھ ایک اسپیکر ہو،

۲۔ جہان وفد جائے وہان عام جلسہ کرائے۔ مقاصد ندوہ بیان کرے بعض جلسون مین صرف اسلام کے فضایل پر تقریرین کیجائین بعض خاص اہل علم کے جلسہ مین کسی علمی مسئلہ پر بیان کیا جاسے، غرض ملک کو ندوہ کی تعلیم و تربیت کا نمونہ دکھایا جائے، اور الندوہ کی اطلاع مین یہ غرض بھی ظاہر کی جائے[۹۲]۔

۳۔ صرف وہ طلباء بھیجے جائین جنکی وضع قطع اسلامی ہو، اور احکام شرعیہ کے پابند[۹۳]

---

۹۱ مکتوب الیہ کے نام سب سے پہلا خط، اس وقت مکتوب الیہ دارالعلوم ندوہ مین طالب العلم اور وہان کی انجمن المعین کا ناظم تھا جسکا مقصد یہ ہی کہ فرصت کے ایام مین طلبہ ملک مین دورہ کرین، اور دارالعلوم کے خصائل و نتائج تعلیم پیش کرین اور غریب طلبہ کے لئے امداد حاصل کرین، مولانائے مرحوم ۱۹۰۵ء سے دارالعلوم کے معتمد تھے، اس بنا پر مکتوب الیہ نے مولانا سے پوچھا تھا کہ المعین کی کامیابی کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائین، مولانا کا یہ مکتوب اسی سوال کے جواب میں ہے

۹۲ یعنی رسالہ الندوہ جو ندوہ کی طرف سے شائع ہوتا تھا اس مین اس وفد کی اطلاع ان اغراض کی تفصیل کے ساتھ شائع کی جاسے،

۹۳ مولانا نے احتیاط کو مدنظر رکھا تھا، ورنہ ہر طالب العلم اسکا پابند تھا۔

ہون یعنی نماز وجماعت وغیرہ کے، اگر طلبا اچھا نمونہ دکھائینگے تو قطعی کامیابی ہوگی،

شبلی

۵ جنوری ۱۹۰۶ء

(۲)

عزیزی۔

تم اور جواد[1]، دو دن پہلے آؤ،

آزاد[2] کی کتابین دار الاخبار مین رکھوادو،

مولوی حفیظ اللہ صاحب کو جلسہ مین آنا چاہئے اور مدرسین بھی آئینگے، لیکن ندوہ سے کرایہ ملنے پر آنا نہین ہوسکتا،

مولوی عبد الحیٔ صاحب کے پاس میری ایک کتاب مکررات[3] القرآن ہے وہ لیتے آؤ۔

ف[1] اپریل ۱۹۰۶ء مین ندوہ کا سالانہ جلسہ بنارس مین منعقد ہونیوالا تھا، اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ اسکے ساتھ کتب نادرہ اور فرامین شاہی وغیرہ کی نمائش بھی تھی فرامین کی فوٹو اور کتابون کا تذکرہ مکتوب ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، اور ۸ مین اسی تعلق سے ہے، مولانا مکتوب الیہ اور مولوی جواد علیخان عالی ندوی مکتوب الیہ کے ایک ہم درس کو اسی نمائش کی اہتمام اور کتابون کی ترتیب وانتظام کے لئے جلسہ سے دو دن پہلے بلاتے ہین،

ف[2] مولوی ابو الکلام آزاد جو اسوقت ندوہ مین تعلیم اور الندوہ کے اڈیٹر تھے، ف[3] مکررات القرآن علامہ کرمانی شارح بخاری کی تصنیف ہے جسکا موضوع قرآن مجید کی ہم معنی مکرر آیتون کی تکرار کی تاویل ہے، مصنف نے یہ ثابت کیا ہے جو کہ یہ درحقیقت مکرر نہیں بلکہ ہر جگہ علیحدہ معنی مراد ہیں، یہ مختصر رسالہ اب ندوہ کے کتب خانہ میں ہے۔

اختیارات[۹۱] قاسمی بھی مولویصاحب موصوف لیتے آئین۔

شبلی

۱۸-اپریل ۱۹۰۶ء - بنارس

(۳)

عزیزی۔

۱۔ کتابون کے دونون صندوق، نہایت احتیاط سے کھلواؤ، میری کتابین، اور کتب خانہ کی، الگ الگ اپنے مقام پر رکھوا[۹۲] دو، نواب علی حسن خان کی کتابین بھی میری کتابون مین رکھوا دو، ایک قرآن مجید قلمی ہی جس کا صرف پہلا صفحہ طلائی ہی، باقی سادہ ہی، وہ حکیم مرزا مہدی کا ہی جو نخاس جدید کے پل کے نیچے رہتے ہین، اُن کے مکان پر سائین بورڈ لگا ہوا ہی، خود جاکر ان کو دے آؤ، اور رسید لیکر میرے پاس بھیجدو، نواب علی حسن خان کا قرآن بھی طلائی ہی لیکن وہ سراپا طلائی ہی، دونون مین امتیاز کر لینا آسان ہی،

۲۔ مجھکو آنے مین ذرا دیر ہوگی، اب انگریزی پر زیادہ توجہ کرو، مین آکر تفسیر کا مستقل درس دونگا،[۹۳]

۳۔ صندوقون مین نمائشگاہ کے مطبوعہ فارم ہین انکو بھیجدو کہ نمائش کی رپورٹ

---

۹۱ قاسم فرشتہ صاحب تاریخ فرشتہ کی یہ ایک ہندی طریقۂ طب پر تصنیف ہی،

۹۲ کتابین اب نمائش کے بعد لکھنؤ واپس جاتی ہین، ان کے متعلق ہدایات ہین،

۹۳ آنے کے بعد درس شروع ہوا اور ایک حد تک پورا ہوا اس درس کا موضوع قرآن بحیثیت بلاغت وکلام تھا

مرتب کرسکون[۹۱]،

شبلی[۹۲] سے کہدو کہ ان کے خطوط، میرے پاس چلے آتے ہین مین اسکا کیا علاج کرون،

شبلی نعمانی

۱۹- اپریل ۱۹۰۶ء - بنارس

(۸۴)

عزیزی،

۱- کتابون کے صندوق مین بیرونی کی کتاب قانون مسعودی[۹۳] بھی ہی اسکے پہلے صفحہ مین دس بارہ صفحہ کے بعد ایک شخص کا قول نقل کیا ہی جو حرکت ارض کا قائل تھا وہ پوری عبارت نقل کرکے بھیجدو، نہایت صحت اور وضاحت کے ساتھ۔

۲- طبقات الشعراء، قدرت اللہ قدرت، اور ایک اور اردو کا تذکرہ[۹۴] ہی، ان کا سنہ تصنیف اخیر مین لکھا ہی وہ لکھ کر بھیجدو۔

۳- ٹکٹ کے متعلق پہلے لکھ چکا ہون کہ سب کو جمع کرکے بھیجدو[۹۵]۔

---

[۹۱] رپورٹ الندوہ سنہ ۱۹۰۶ء مین شائع ہوئی، [۹۲] مولوی شبلی متکلم ندوی مدرس اول سرائے میر

[۹۳] ابوریحان بیرونی کی تصنیف ہی جغرافیہ ریاضیہ اس کا موضوع ہی سلطان مسعود غزنوی کے نام سے لکھی گئی ہی، یہ نسخہ مدرسۃ العلوم علیگڈھ مین ہی جہان اس کے چھاپنے کا اب سامان ہو رہا ہی،

[۹۴] یہ دونون اردو شعرا کے تذکرے ہین، نہایت نادر ہین، اب کتبخانہ ندوہ مین موجود ہین،

[۹۵] نمائش کی کتابون کے ٹکٹ جن پر کتابون کا حال درج تھا،

۴۔ایک موٹی سی کتاب ہی جس کے پشتہ پر اوپنشد لکھا ہی، فارسی مین ہے، اور داراشکوہ کی تصنیف ہی اس کی عبارت بقدر ڈیڑھ صفحہ اصل کتاب سے کسی خوشخط سے لکھواکر فوراً بھیجدو۔[۵۱]

شبلی

۲۱-اپریل ۱۹۰۶ء - بنارس

(۵)

عزیزی۔

مجھکو بخار آنے لگا، مضمون جو شروع کیا تھا، یون ہی رہ گیا، کچھ فکر کرو،[۵۲]

فرامین کے فوٹو سعید برادرز کمپنی بنارس سے منگوالو،

اپنے نام کے ساتھ دارالعلوم ندوہ کا انتساب ضرور ظاہر کیا کرو،

الکلام کا اشتہار کیون نہین الندوہ مین دیتے۔میرا مضمون، ترجمہ رسالہ اسلام رجب کے لیئے رکھو۔

ہان اڈیٹوریل نوٹ مین امور ذیل کو زور دیکر لکھو،

ندوہ کا اثر علما سے مدراس نے سالانہ جلسۂ کانفرنس مین انگریزی زبان کو عربی

[۵۱] یہ سب حوالے نمائش کی رپورٹ کی تیاری کی غرض سے مطلوب تھے،

[۵۲] مکتوب الیہ اب دارالعلوم کے آخری درجہ مین زیر تعلیم تھا، لیکن مولانا سے مرحوم نے اُس کو اسی زمانہ مین الندوہ کا کام بھی سپرد کر دیا، مضامین اور مضامین مین متعلم دارالعلوم ہونا ظاہر کرنا سب اسی سے متعلق ہین،

مدرسہ مین لازمی قرار دیا۔

ایک انگریز[۹۱] کا ندوہ مین عربی زبان کی تعلیم حاصل کرنا، اور ندوہ سے اسکی کفالت، تعلیم سے اسکی غرض اشاعتِ اسلام۔

شبلی

بنارس۔ ۲۱۔ اگست ۱۹۰۶ء

(۶)

اردو تذکرون کا سنہ لکھنا تم بھول گئے، اب لکھ بھیجو۔

منشی احد علی کی کتابون مین سے خمسہ نظامی رہنے[۹۲] دو، باقی واپس کردو۔

ندوہ کی کارروائی اور فہرست چندہ فوراً اخبارون مین چھپوانی چاہئے۔ مین نے آج ایک مختصر تمہید، دفتر مین بھیجی ہے، مولوی عبدالحیٔ صاحب کو مین نے لکھا تھا، انھون نے خبر نہ لی۔

والسلام

شبلی

بنارس ۔ ۲۴۔ اپریل ۱۹۰۶ء

(۷)

عزیزی۔ بھائی اب مہینہ دو مہینہ تو سستا لینے دو، ابھی وہان نہ بلاؤ، یہان بھی

---

[۹۱] کرسٹپی اور اسلامی نام محمد، ایک انگریز اس زمانہ مین مسلمان ہوکر ندوہ مین آیا تھا، اس کے متعلق ہدایت ہے۔

[۹۲] بغرض نمائش لی گئی تھی، نہایت مطلا اور خوشخط نسخہ تھا۔

مین سب سے الگ رہتا ہون۔ ایک بنگلہ کرایہ پر لے لیا ہی، وہین رہتا ہون، لیکن لوگون کو پتہ نہین دیتا کہ یہان بھی رات دن کی بک بک نہ رہی،

نمایش کی رپورٹ لکھ کر بھیجدی، لیکن مجمل رہگئی، کتابین سامنے نہ تھین، اس لئے لکھنے نہ بیٹھا۔

حضرت عائشہ رضا کے متعلق طبقات، اسد الغابہ وغیرہ تمکو خود معلوم ہین، لیکن وہ بالکل ناکافی ہین،

مسانید، اور کتب حدیث کی تفحص سے کام نکلیگا [۵۱] لیکن اس کے لئے ابھی تم تیار نہین، ورنہ معمولی پڑھائی مین ہرج [۵۲] ہوگا۔

کتب خانہ یقیناً، مدرسہ کے علاوہ اوقات مین کھلنا چاہئے، یہ کارڈ مہتمم صاحب کو دکھادو کہ حکم دین کہ کتب خانہ ۳ بجے سے ۶ بجے تک کھلا رہی ورنہ بالکل بیفایدہ [۵۳] ہی۔

شبلی

بنارس۔ ۲۸۔ اپریل ۱۹۰۶ء

(۸)

صندوقون مین کچھ قطعات اور وصلیان بھی ہین، ان کو احتیاط سے رکھنا چاہئے

---

۵۱ مکتوب الیہ نے اس وقت حضرت عائشہ کی لائف لکھنی چاہی تھی اسکے متعلق مواد دریافت کیا تھا، اس کا جواب ہی دیکھو ۸۰ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۹ و ۹۰، ۵۲ مکتوب الیہ اسوقت طالب العلم تھا، ۵۳ مکتوب الیہ نے لکھا ہی کہ کتبخانہ اور مدرسہ کھلنے کے اوقات مختلف ہونے چاہئین، ورنہ طلبہ کتبخانہ سے مستفید نہین ہوسکتے،

وہ سب نواب علی حسن خان کی ہیں، ان کے ہاں بھیجکر رسید منگوا لینی چاہیئے،
دیوان آملی طلائی، اور دیوان شکوہ کا نسخہ محفوظ رہے۔ [٩١]

شبلی

بنارس۔ ۲۸۔ اپریل ۱۹۰۶ء

(۹۱)

ابن رشد کا بقیہ بھیجدیا ہے، اور مضامین کی ترتیب پیشانی پر بتادی ہے، کمی پڑے تو کوئی اور مضمون لکھ لینا۔

یہاں [۱۲] کا موسم نہایت خوشگوار ہے، قدرت اور مقدرت ہوتی تو یہیں کا ہو جاتا۔

ندوہ کے لیئے یہاں مولویوں کا جادو درکار ہے کسی مشہور واعظ کو بلوانا پڑے گا شاہ سلیمان صاحب سے یہاں کے لوگ بدظن ہیں، میں اس میدان کا مرد نہیں، دیکھئے کیسا ہوتا ہے۔

قرآن کا درس [۹۲] ہو لیکن تحقیق کے ساتھ ہو، سرسری بیکار ہے۔ والسلام

شبلی بمبئی۔ ۲۔ اگست ۱۹۰۶ء

عموماً کی بجائے مولانا حفیظ اللہ صاحب مدرس اول دارالعلوم نے درس شروع کیا تھا، لیکن چند اسباق ہو کر رہ گیا اس کے متعلق ۔۔۔

[٩١] بنارس سے آخری خط اسکے بعد، مولانا لکھنؤ تشریف لائے، اور قرآن کا محققانہ درس شروع کیا، جسمیں گو تمام طلبہ شریک ہوتے تھے، لیکن مقصود اوپر کی جماعتیں تھیں، تین مہینہ کے قیام کے بعد بمبئی پہلی بار تشریف لے گئے اسکے بعد تقریباً ہر سال ایام گرما وہیں بسر فرماتے تھے [۹۲] مضمون ابن رشد کا بقیہ الغرض اشاعت، الندوہ، [۹۳] بمبئی کا ۔۔ قرآن کا درس جو مولانا نے بنارس سے واپس آکر شروع کیا تھا، دیکھو مکتوب ۱۳، بمبئی جا نیکے

(۱۰)

میری کتابون کو دیکھتے رہو، برسات کے دن ہین، کمرہ مرطوب ہی، کتابون مین ضرور پھپھوند لگجائیگی۔ دھوپ دکھلانی چاہیئے۔

قرآن ہوتا ہی یا نہین۔

ثواب علی کا مضمون مجبوراً بھیجا گیا، اگر اور مضمون مل سکے تو نہ شایع کرو،

الہلال کے دفتر سے مجموع الادب، اور الخواطر الحسان ندوہ کے لئے منگوائی تھی ۲۴ قرش قیمت ہی، ندوہ سے بھجوا دو، کتابین آگئی ہین،

شیخ محمد نومسلم[۱] منشی احتشام علی کے ہان کیون گیئے، انکی تعلیم کا کیا انتظام ہوا؟ ان کے حالات، اور ندوہ کا ان کو بلا کر تعلیم دلانا بغرض اشاعت اسلام، تمام مشہور اخبارات مین مشتہر کر دو،

مین اگر اچھا رہا تو خود بھی ایک مضمون لکھونگا،

دیوان وحید داور بھیجدو۔

منشی محمد علی سے روپئے بھجواؤ ورنہ فاقہ ہوگا۔

شبلی۔ ۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۶ء

(۱۱)

میری کتابون مین ایک قلمی کتاب، فارسی زبان مین منتخبانہ نام ہی، جسکا پہلا ورق کٹا ہی

[۱] دیکھو مکتوب ۵۔

اور شعراے فارسی کا تذکرہ ہی، اور موضوع صرف وہ شعرا ہین جنھون نے کوئی ساقی نامہ لکھا ہو۔ اسکو حسب ذیل پتہ سے بھیجدو، لیکن رجسٹرڈ، اور جوابی رجسٹری کے ساتھ،

خواجہ حسین الدین صاحب۔ پھاٹک سلیم شاہ۔ بنارس،

آج الندوہ کے لیئے ایک مضمون بھیجتا ہون،

شبلی

۱۸۔ ستمبر ۱۹۰۶ء

(۱۴)

المنار[1] مین اب کے مسلمانان روس کی تعلیمی و تجارتی حالت مفصل چھپی ہے، اس کو الندوہ مین لو، پرچہ اگر وہان نہ ہو تو عمادی[2] صاحب کے ہان سے منگوالینا۔

میری کتابون کو الماری مین سے نکلوا کر ہوا دو، کہین کیڑے نہ لگ جائین۔

ضیاء الحسن کے پاس جو مستعار کتاب ہی، لیکر الماری مین رکھوا دو،

مولوی شرر[3] کے ہان طبقات بھیجی گئی ہی۔ اسکو بھی منگوالو،

شبلی

۵۔ جنوری ۱۹۰۷ء۔ بمبئی

---

[1] مصر کا مشہور رسالہ جو علامہ سید رشید رضا کی اڈیٹری مین شائع ہوتا ہی،

[2] مولانا عبد اللہ العمادی جو اس وقت رسالہ البیان عربی کے اڈیٹر تھے،

[3] مولوی عبد الحلیم صاحب شرر،

(۱۳)

الندوہ کے پرچے دیکھے، بدخطی اور ناموزونی ایک طرف، الفاظ کا مسخ ہو جانا
کیونکر گوارا کیے ہوں، لکھنؤ میں بھی غلطیاں ہوتی تھیں لیکن یہ تو محض نسخ اور تحریف ہو گیا
یا تو کاپیاں خود مقابلہ کر کے عبد الصمد سے صحیح کرا لو، ورنہ پرچے کے غارت کرنے سے
کیا فائدہ، ایک سطر بھی تو صحیح نہیں ہوتی۔ افسوس میں پہلے کہتا تھا کہ وہاں کے کاتب
سخت جاہل ہیں۔[1]

کوئی مضمون لکھتا لیکن اس حالت میں کیا لکھوں۔[2]

شبلی

۱۷- مارچ سنہ ۱۹۰۸ء

(۱۴)

عزیزی۔

انسان اگر بے تعلق بسر کرنا چاہے تو وہ جس قسم کی چاہے زندگی بسر کر سکتا ہے
لیکن تعلق کے ساتھ، خاموشی، کاہلی، اور بے پروائی، خلاف اصول ہے۔

تم اب سب اڈیٹر تھے، دفعتہً لکھنؤ سے چل دیئے کسی کو خبر تک نہ کی، اس کی کچھ فکر
نہیں کہ پرچہ آئندہ کے لیے مضامین تیار ہیں یا نہیں، کاپیوں کی تصحیح کون کریگا میں نے

---

[1] الندوہ پہلے مطبع آسی لکھنؤ میں چھپتا تھا، مکتوب الیہ نے آگرہ میں چھپوانا شروع کیا، اُس کے متعلق لکھا ہے۔

[2] بمبئی سے واپس آکر اپنے وطن اعظم گڈھ چلے گئے تھے وہاں واقعۂ صدمۂ پا پیش آیا اسکی طرف اشارہ ہے۔

ایک خط لکھا اس کا جواب ندارد۔

فوٹو گرافر کا تقاضا آیا ہے[۹۱] اسکی نسبت منشی محمد علی لکھتے ہیں کہ تم کو لکھا جاتا ہے، تم کچھ جواب نہیں دیتے،

المختصر اور دوسرے اور کاموں سے بے تعلق ہو کر یہ خاموشی زیب دیتی ہے!! سخت افسوس اور رنج پیدا ہوتا ہے کہ خدا قابل طبیعتوں میں ایک نہ ایک عیب ایسا پیدا کر دیتا ہے کہ وہ دنیا میں کام نہیں کر سکتے ہیں میں نے تم کو سخت تاکید کر دی تھی کہ دفتر میں دیکھ کر مظفر پور کے وکیل کا نام لکھ دینا، تم نے خبر نہ لی، اب ویسا ہی خالی وکیل کا لفظ چھپ گیا، بھلا یہ کیا طریقہ ہے۔

جلسہ میں جو تقریر اردو میں کی تھی[۹۲]، اوسکو پھیلا کر لکھو اور رپورٹ کے لئے بھیجدو،

والسلام

شبلی ۔ ۱۲۔ اپریل ۱۹۰۶ء

(۱۵)

بفرض محال صحیح بھی چھپا تو بدخطی، اور گرانی نرخ کا کیا علاج؟ اس گرانی نرخ پر پرچہ ہرگز بک نہ سکے گا[۹۳]۔

---

[۹۱] نمائش کے زمانہ میں کے فوٹو کی قیمت کے لیے، [۹۲] مکتوب الیہ نے جلسہ دستاربندی میں جو اسی سال ہوا تھا، فلسفہ قدیمہ و جدیدہ کے باہمی موازنہ پر تقریر کی تھی اسیکے متعلق ہدایت ہے،

[۹۳] دیکھو مکتوب ۱۲۳۔

اگر مضامین اسقدر پیشگی ملجایا کرین تو مطبع اُنکی بھی وقت پر دیسکتا ہی۔

مین لکھنؤ مین اگر کوٹھے پر چڑھ ہوں تو حضرت ادریس کی طرح کبھر کبھی اترنا نصیب نہ ہوگا[۵۱]۔ کوئی مکان ملتا، تو مین فوراً آتا۔

شبلی

اعظم گڈھ۔ ۲۲۔ جولائی ۱۹۰۷ء

(۱۶)

عجیب بات ہے کہتے ہوئی بھی جاؤنگا، اور لکھنؤ نہ آؤنگا[۵۲]،

ہان نواب محسن الملک نے لکھا کہ یہان کے مشہور ڈاکٹر دعوت دیتے ہین کہ آپکا معالجہ بلا کسی معاوضہ کے کرینگے، اور قیام وغیرہ کا بندوبست بھی انہی کی طرف سے ہوگا لیکن مین ابھی حرکت کے قابل کہان ہون!

احباب نے بھی رباعیان لکھین، الندوہ کے لیئے بھیجدونگا[۵۳]، ایک صاحب کو خوب مضمون ہات آیا۔ کہتے ہین۔

---

۵۱ مولانا لکھنؤ مین دار العلوم کے کوٹھے پر اس زمانہ مین رہتے تھے، پاؤن کٹنے کے بعد مکتوب الیہ نے لکھنؤ آنیکی خواہش کی تھی، اسکے جواب مین رقم ہی کہ اگر وہان اگر اُسی کوٹھے پر رہنا پڑا تو اترنا چڑھنا مشکل ہوگا۔

۵۲ مصنوعی پاؤن بنوانے کے لیے مولانا بمبئی تشریف لے جارہے تھے، مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ کیا بمبئی سے پہلے لکھنؤ رونق افروز نہ ہون گے، اس کے جواب مین ہے۔

۵۳ ان رباعیون اور نظمون کے لیئے دیکھو الندوہ نمبر ۲، ۹ جلد ۴۔

کیا اس سے بھی ہوگی کوئی ساعت منحوس — زخمی ہوا جبکہ پاے شبلی افسوس
اک پانون، عدم کو کیون نہ جاتا اقبال[۱] — تھا اہل فنا کو اشتیاق پابوس

شبلی

۲۱-جولائی ۱۹۰۷ء

(۱۷)

عزیزی -

ارتقاء پر جو مضمون تم نے لکھا[۲] گو مین نے نہین دیکھا، اور ممکن ہی کہ اچھا ہو لیکن میری ناراضی کی وجہ یہ ہی کہ اس سے کم ظرفون کا حوصلہ بڑھتا ہی کہ ہم بھی اتنے ہین کہ لوگ ہمارا جواب لکھین، یہ کون یقین کرے گا کہ تم نے لکھا ہی، سب میری طرف منسوب کرینگے -

تم ایک نوٹ مین میری ناراضی کو ظاہر کردو، اور میرے بعض الفاظ کو اقتباس کرو۔ جواب مین تم کو مولانا روم کے شعرون سے استدلال کرنا تھا، وہ مسائل ارتقاء کے قایل ہین، کیا وہ بھی قرآن کے مخالف ہین؟

---

[۱] مولوی محمد اقبال بی-اے مولانا کے ایک شاگرد و عزیز۔ [۲] حکمائے اسلام اور مسئلہ ارتقا کی سرخی سے الندوہ جلد ۴ مین مولانا نے ایک مضمون لکھا تھا، اسپر بعض مذہبی حلقہ مین شورش ہوئی، اور بعض نے سخت و درشت اعتراضات کا سلسلہ شروع کیا، مکتوب الیہ نے اسوقت قرآن مجید اور مسئلہ ارتقا کی سرخی سے ایک مضمون لکھا جسمین ثابت کیا کہ ارتقا کا خیال قرآن کے مخالف نہین - دیکھو الندوہ نمبر ۱۲ ج ۴

الفاروق کا جو رد لکھا ہی، تعجب ہی کہ حوالون کی کیونکر غلطی نکالی ہی، مین تو بہت احتیاط کرتا ہون، کچھ مثالین بھیج سکو تو بھیجو،

تاریخ طبری زیادہ تر سیف سے ماخوذ ہی لیکن مین نے تمام رجال کی کتابون بلکہ تاریخ اسلام ذہبی مین ڈھونڈھا اس شخص کا پتہ نہین[۱] لگتا۔

پراونشل آفس کے جواب مین ندوہ کی طرف سے یہ کیون نہ لکھا جاسے کہ ہم دونون طرح کی مدد چاہتے ہین، مالی بھی اور اعزازی بھی، خیر اسکے متعلق قدوائی صاحب کو لکھونگا[۲]۔

شبلی ۱۹۰۷ء

(۱۸)

عزیزی۔[۳]

تم نے اپنی حالت کے متعلق حجابانہ طریقہ مین اظہار خواہش کیا ہی، عزیزی! کیا اس کے کہنے کی حاجت ہی، تم ہر وقت میری آنکھون مین ہو، اور مین موقع ڈھونڈھتا رہتا ہون، لیکن اتنی جلد کون کامیاب ہوا ہی، میان حمید اس لیاقت پر جو زمانہ کے

---

۱ مکتوب الیہ نے پوچھا تھا کہ طبری کا راوی سری کون شخص ہی،

۲ صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ نے دار العلوم کی امداد کے متعلق پوچھا تھا، قدوائی صاحب سے مقصود مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹر ہین جنکی تحریری تحریک بھی اس امداد مین شامل تھی،

۳ مکتوب الیہ تعلیم سے فراغت کر چکا ہی، اب کوئی خدمت چاہتا ہی، اسکے متعلق یہ تسلی بخش نصائح ہین،

موافق بھی تھی، کتنے دنون کے بعد کھانے لگے، خود میرا کیا حال ہوا! عمادی، کس حالت مین ہین!

سب سے پہلا موقع جو ملیگا مین تم کو پیش کرونگا، بھوپال مین تو علم کی کوڑی برابر قدر نہین حیدرآباد مین شاید کوئی صورت نکلے، لیکن ابھی تم کو شہرت کے عام منظر پر زیادہ نمایان ہو کر آنا چاہیئے، الندوہ بھی ایک ذریعہ ہی، اور مین تو ہر جگہ تمھاری تعریف کرتا ہی رہتا ہون، مین خود متفکر ہون کہ موجودہ حالت مین بھی تم کو کیونکر زیادہ مالی فایدہ پہنچاؤن؟

والسلام

شبلی - ۳ فروری ۱۹۰۸ء

(۱۹)

عزیزی

چند روز تک میرے مضمون سے اب پرچہ بالکل خالی رہیگا، دیکھو ایسا نہ ہو کہ اپنی حیثیت سے گرجائے، ایک غزل بھیجتا ہون، اسکو اخیر مین چھاپ دینا۔

اے آنکہ ہمی گوئی دو گذر از خبر دارم	اندیشۂ خامے است، من نیز بہ سر دارم
اے رنگ تر رخ جستہ، یک لحظہ توقف کن	من نیز ازین عالم، آہنگ سفر دارم
روئے چنین روئے شایان نہفتن نیست	بگذار، کہ این پردہ، از روئے تو بردارم
ای دوست! مپرس از من رسم و رہ تقوی را	اکنون کہ من بیدل، سودای دگر دارم
تا سال دگر خواہد شد رہن مے و مطرب	این خرقۂ مستوری کامسال بہ بر دارم

اے معتکفِ کعبہ! این جلوہ فروشی چیست؟ | من ہم بہ سرِ کوئے، گہ گاہ گذر دارم

رندی، و سیہ کاری، مستی و نظر بازی | زینگونہ اگر خواہی بسیار ہنر دارم

یک دیدۂ حیرانے از ہستیٔ من باقی است | وان نیز زمے خواہم کز روے تو بر دارم

از زہد و ورعِ خود، لقمہ نگفتہ ام خلقے | اے دوست! چہ می دانی تا من چہ خبر دارم

اے شبلیؔ نعمانی، این پردہ دری از چیست؟ | اینہا کہ زخود گفتی من نیز خبر دارم

۳- فروری ۱۹۰۸ء

بمبئی

(۳۰)

میرا مضمون تم کہاں رکھ گئے، صفر کے لئے تم نے کچھ لکھا تھا یا نہیں، اگر لکھا تھا تو کہاں رکھ گئے ہو، اس بے پروائی سے تم جایا کرتے ہو کہ میں سخت پریشان ہوں۔ محرم ہو چکا، صفر کا کچھ سامان نہیں، نہ مجھ سے کچھ کہا،

ہاں میں نے قرآن مجید پر جو کچھ لکھوایا تھا وہ کہاں ہے؟[۵۱]

شبلی

۲۶- فروری ۱۹۰۸ء- لکھنؤ

(۳۱)

عزیزمن، فرائض میں احاباۃ اور مدارا نہیں چل سکتا، اور تعلقات کے بدمزہ ہونے کا سبب

[۵۱] مولانا قرآن پر جو درس دیتے تھے طلبہ اکو یادداشت کے لیے لکھتے جاتے تھے اسی کی نسبت سوال ہے،

ہوتا ہے، تمہاری طبیعت قدرتی کاہل اور سست واقع ہوئی ہے جسکو غالباً اب نہین بدل سکتے، اس لئے اب تم کو یہ طے کرنا چاہیے کہ تم الندوہ کی ایڈیٹری کر سکتے ہو یا نہین، کم از کم دو مہینہ پہلے ہر پرچہ کے تمام مضامین تیار رہنے چاہئین، تاکہ پرچہ وقت پر تیار رہے، تمام میگزین یہی کرتے ہین، اسکے ساتھ تمام اہل قلم سے خط کتابت رکھنی چاہیے، اگر تم یہ کر سکتے ہو تو مطلع کرو، ورنہ کیا فایدہ روز بروز طبیعت مکدر ہوتی جائے،

صفر کا پرچہ بھیجا تو الگ، خود میرا مضمون لیتے گئے، بھلا اس سے کیا فایدہ تھا،

شبلی

۹-مارچ ۱۹۰۸ء

(۳۲)

عزیزی،

الندوہ عمادی کے ہاتھ مین دیدیا گیا، پہلی اپریل ۱۹۰۸ء سے[1]

تم اپنی نسبت سردست طے کرو، کہ اگر تم انگریزی واقعی محنت سے پڑھنا چاہو اور دو برس تک مستقل پڑھو اور اس قدر پڑھ لو کہ اچھی طرح کتب بینی کر سکنے کے قابل ہو جاؤ تو تمہارے وظیفہ کا جس کی مقدار موجودہ معاوضہ کے برابر ہوگی انتظام کیا جائے، اور اگر مولویانہ کاہلی سرایت کر گئی ہے تو اور کچھ صورت سوچی جائے۔

شبلی، ۳۱-مارچ ۱۹۰۸ء

---

[1] چند ماہ کے بعد پھر واپس دیا گیا دیکھو ۴۴

۲۳

عزیزی،

مجھکو حیدرآباد آنا پڑا، یہان ایک سرکاری کام سے طلب کیا گیا ہون[۵۱]، دو تین ہفتہ شاید رہنا ہو،
ندوہ کی تمام کاروائیان ابھی تک خواب خوش ہین، تعبیر نکلے تو اطمینان ہو، زمین کے لئے لکھنؤ
سے رپورٹ جا چکی، اب ہز آنرز کے حکم کا انتظار ہے،

یہان نئی[۵۲] اسامیان تجویز ہوئی ہین، اس مین مین نے تمہارے لئے تحریک کی ہے، لیکن اس
تجویز کے جاری ہونے مین کم از کم سال بھر کی دیر ہوگی، ورنہ انشاءاللہ کامیابی کی بظاہر امید ہے،

والسلام

شبلی

۲۰ جولائی ۱۹۱۰ء، حیدرآباد

(۲۴)

عربی اخبارات مین نے منشی محمد علی کے پاس بھیجدیئے،

برکت علی شاہ امام مسجد چکو کی ڈاکخانہ خاص ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر، حضرت امیر حمزہ کا نسب
پوچھتے ہین،

۵۱ حیدرآباد کی مشرقی یونیورسٹی کے وضع نصاب کے لیے،

۵۲ یعنی حیدرآباد کی مشرقی یونیورسٹی مین، چنانچہ ۱۹۱۵ء مین نیم منظوری بھی ہو چکی تھی، لیکن مکتوب الیہ نے دار المصنفین
کے خیال سے انکار کر دیا،

طبقات ابن سعد سے لکھ بھیجو،

الندوہ کے مضامین کی فکر رکھو، مین اچھا ہونگا تو لکھونگا،

مطبع سے پوچھو کہ کیا کیا مضامین ان کے پاس موجود ہین، ترتیب مین بھی انکو ہدایت لکھا کرو،

شبلی

۲۶- ستمبر ۱۹۰۸ء

(۲۵)

عزیزی

تم نے غلطی کی، اور ہمیشہ یہ غلطی ہوتی ہو کہ الندوہ مین علمی خبرین نہین دیتے ہو جسکی وجہ سے ابکی

۲۰-۲۵ روپیہ کا نقصان اٹھانا پڑا،

مصر مین جامعہ مصریہ کا خاص پرچہ نکلا ہی یہی نام ہی، اسکے اڈیٹر سے خط کتابت کرو، اپنا پرچہ بھیجو اور

مبادلہ کی درخواست کرو،

جلسہ سالانہ کے مختصر حالات اور ایڈریس عربی المویّد وغیرہ مین بھیجنا چاہئیے تھا، نہ بھیجا ہو تو اب بھیجو[1]

مین الندوہ کے لئے کوئی مختصر سا مضمون بھیجتا ہون،

شبلی حیدرآباد

۲۴- جنوری ۱۹۰۹ء

---

[1] المویّد مصر مین مکتوب الیہ نے بھیجا، اور اُسنے خوشی سے دو نمبرون مین شایع کیا،

(۲۶)

عزیزی،

مین نے شرح نہج البلاغۃ معتزلی[۹۱] ندوہ کے لئے خریدی جسکو ساتھ لاؤنگا۔ اسکے علاوہ متعدد کتابین بمبئی مین خرید کرکے، قاری میران شاہ سے بھجوائین، معلوم نہین پہنچین یا نہین، اعجاز[۹۲] باقی رہ گئے تھے، وہ آج بھیجتا ہون اس مین سے الہلال کا حساب صاف کردو، اور ایک اعجاز خسروی مطبع نولکشور سے خرید لو اور مصری جدید مطبوعات کے لئے رکھ لو،

مضمون کی یہان توقع نہین،

مین انشاء اللہ جلد آتا ہون، جدید اسٹاف کا انتظام کرتا ہی[۹۳]،

والسلام

شبلی

۲۔ فروری ۱۹۰۹ء حیدرآباد

(۲۷)

دونون پرچون مین تمہارا مضمون بہت اچھا نکلا[۹۴]، اب تم کو تصنیفی سلیقہ آچلا، البتہ عبارت کی ابھی تک کمزوری باقی ہی وہ بھی جاتی رہیگی۔

یہ ممکن ہی کہ تم کو مصر بھیجا جائے، اسلئے اگر تم کسیقدر انگریزی پڑھ لیتے تو تمہاری ترجیح کو کوئی

---

۹۱ ابن ابی الحدید المعتزلی، ۹۲ مصنفہ حضرت امیر خسرو در بیان صنائع و بدائع، ۹۳ دارالعلوم کے لئے ۹۴ الندوہ ج ۵، نمبر ۱۱ و ۱۲ مضامین ایمان بالغیب و مکررات القرآن،

شخص دبا نہ سکتا،

ہان سند رات ضرور ہونا چاہیے،

شبلی

۱۴- فروری سنہ ۱۹۰۹ء

(۳۸)

سید سلیمان،

نفح الطیب مین ایک موقع پر مصاحف عثمانی اور اس مصحف عثمانی کا ذکر ہی جو اندلس بھیجا تھا اور بڑی دھوم سے اسکا استقبال کیا گیا تھا، وہ مقام اگر تم کو یاد ہو تو وہ جلد آج نکال کر میرے پاس بھیجدینا[۵۱]، فہرست مضامین کتاب مین بھی اسکا ذکر ہے،

شبلی

۱- دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۳۹)

عزیزی،

۱۰ روپیہ کے لیے لکھدیا[۵۲] ہی، مولوی عبدالحی صاحب دلوادینگے،

---

۵۱ مضمون علوم القرآن مین حوالہ کی غرض سے، یہ مضمون تہذیب الاخلاق اکتوبر ۱۹۰۹ء نمبر ۲ مین شائع ہوا، واقعہ مذکورہ کتاب مذکور ج ۱ ص ۲۰۳ مین ہے، ۵۲ بغرض مصارف صیغۂ تصحیح اغلاط تاریخی، جس کا سکرٹری مکتوب الیہ بنایا گیا تھا، دیکھو ۱۳۱ و ۲۳۴ نیز ۹۰-۸۰،

مصر جانے مین مشکلات ہین، چونکہ گورنمنٹ تک یہ مسئلہ جاچکا اور بار بار جا چکا، اور جواب نہین آیا
اس لئے یہ قطعی ہی کہ مرضی نہین ہی، اب خود دارالعلوم کی طرف سے بھیجنا، دانستہ مخالفت[1] ہی،
خود اپنی طرف سے جاسکتے ہو، لیکن رخصت کا تعلق کیونکر رہیگا، اگر روپیہ ہو تو خود جاسکتے ہو،
اور یہ ظاہر ہے کہ واپس آنے پر معقول جگہ مل ہی جائیگی،
چھ مہینہ مین وہان کیا پڑھوگے[2]،

شبلی

۲۰- اپریل سنہ ۱۹۱۰ء - الہ آباد

(۳۰)

تمہارا کوئی خط نہین آیا، ناراض تو نہین ہو، بلاغة العرب[3] کے لئے نہ لکھا ہو تو اب لکھدو، اور الندوہ سے روپئے لے لو، ضرور بھول نہ جانا، اس کی بہت ضرورت ہی،
یہان کچھ ذہین چندان کام نہین کرسکتا، لیکن یہ کیا کم ہی کہ حواس برجا ہین، وہان تو گرمی سے بولادیا تھا،
مولوی شروانی صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ انہون نے میرے تمام خطوط محفوظ رکھے ہین[4]،

شبلی - ۳۰- مئی سنہ ۱۹۱۰ء - کلکتہ

---

[1] مکتوب الیہ دارالعلوم سے فارغ ہوکر گو دارالعلوم ہی مین ادب اور علم کلام کا مدرس ہو گیا تھا لیکن خود مولانا کی اور بعض اعیان قوم کی رائے تھی کہ مکتوب الیہ کو بغرض تکمیل، مصر بھیجا جائے اس بنا پر اسکے متعلق گورنمنٹ سے خط کتابت کیگئی [2] مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ چھ مہینے کی رخصت لیکر مین خود اپنی طرف سے مصر جانا چاہتا ہون، [3] ایک شخص نے مصر مین فرنچ لٹریچر کے عمدہ نمونوں کا عربی مین ترجمہ کیا ہی، اسی کا نام بلاغة العرب ہی، [4] مکتوب الیہ کو مکاتیب شبلی کے جمع کرنیکا خیال اسی زمانہ مین پیدا ہوا تھا (دیکھو ۹-۸۰)

(۳۱)

مسعودی نے کتاب التنبیہ والاشراف مین جہان جہان حصہ ہاے زمین کا نام لیا ہے، اسیا اور وقا، اور افریقہ لکھا ہی، شاید مروج الذہب مین بھی یہ الفاظ آے ہونگے[1]،

تصحیح اغلاط کا کام غالباً تم نے چھوڑ دیا، اور اس عذر سے کہ مولوی عبدالحئی صاحب روپیئے نہین دیتے، اتنی خفیف رکاوٹون سے کام رکا نہین کرتے[2]،

مین انشاء اللہ جلد آتا ہون، کیا کہون وہان کا پانی میرے لیئے نہایت مضر ہی، یہان مین خوب کھاتا ہون،

شبلی

۳ جون سنہ ۱۹۱۰ء

(۳۲)

عزیزی،

تمہارے مضمون تصحیح اغلاط پر ارباب علیگڈھ کسقدر جلد چونکے، فوراً ایک کمیٹی قائم ہوئی اور مختلف کورسون کی جانچ کے لیئے مختلف کمیٹیان قائم ہوگئین، لیکن ندوہ کا ذکر نہین، بلکہ بیان کیا گیا کہ یہ کام ہم

---

[1] مکتوب الیہ اس زمانہ مین "جغرافیہ اور مسلمان" پر یورپ مین مضمون لکھ رہا تھا، اس سلسلہ مین معلوم ہوا کہ یاقوت رومی نے معجم البلدان مین اسیا، یورپ، (اورقا) کی اصطلاح لکھی ہی، یہ تعجب مولانا سے ظاہر کیا، اسکے جواب مین یہ ہی،

[2] انگریزی کتابون مین اور کورس مین اسلامی تاریخ اور معلومات کے متعلق جو غلطیان ہین، انکی تصحیح کا کام ندوہ کی زیر نگرانی کیا جاے، یہ کام ایک حد تک مکتوب الیہ نے انجام دیا،

پہلے سے کررہے ہین، خیر کام ہونا چاہئے کہین سے ہو، تاہم تمہارا دائرہ الگ ہی، وہ صرف گورنمنٹ کو مطلع کرینگے اور تم کو تصحیح سے تعلق ہی،

مولوی خلیل الرحمن صاحب کا خط آیا ہی کہ سید سلیمان تمہاری تربیت و تعلیم کا اصلی نمونہ ہین اس لئے وہ نماز نہین پڑہتے، شاید فجر کی نسبت ان کا الزام صحیح ہو، مخالفین کو کیون ایسا موقع دیتے ہو،[1]

تصحیح اغلاط کے لیئے چندہ کی اپیل کردو، لوگ ضرور چندہ دینگے،

میری طبیعت اب تک صاف نہین،

شبلی

۱۷۔ اگست سنہ ۱۹۱۱ء ۔ اعظم گڈھ

(۳۳)

عزیزی،

میرے کمرہ مین دو مجموعہ مسودات ہین، ان مین شعر العجم کا حصہ سوم بھی ہی جس مین تیسرے حصہ کی تمہید، اور فغانی، فیضی، عرفی، نظیری، طالب آملی، کلیم، صائب کی سوانح عمریان ہین،

تمہید الندوہ مین بھی چھپ چکی ہی، مل سکے تو وہ پرچہ لے لینا، یہ سب مرتب کرکے رجسٹرڈ مع بیمہ علیگڈھ مطبع فیض عام مین منشی محمد علی سے بھجوا دینا،

شبلی

۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء

[1] سبحانک ھذا بہتان عظیم،

(۳۴)

عزیزی،

یا تو سموم لکھنؤ مین جھلس رہا تھا یا یہان بہشت کی ہوائین آرہی ہین، تمام دن، اور تمام رات اس قدر ہوا کے جھونکے آتے رہتے ہین کہ بیان نہین ہو سکتا، شاید ابکی زیادہ رہون،

ہان اب الندوہ یون چلتا نظر نہین آتا، پھر تم اپنے ہاتھ مین لو، جو شرطین پیش کروگے منظور کرونگا مجھکو الندوہ سے کوئی غرض نہین لیکن وہ درحقیقت ندوہ کا ایک اعلان ہی اُسکو مٹانا نہین چاہیئے،

حماسۂ بحتری یہان ملا، نہایت گران ہی، انتخاب بھی اچھا نہین لیکن پھر نایاب چیز تھی اسلیئے خریدی،

وقف[1] کا معاملہ طول پکڑ رہا ہی اور زیادہ قوت کے صرف کرنے کی ضرورت ہی، یہان پوری کارروائی ہوگی، گو ایک گروہ مخالف بھی ہی، علماء نے کہین اختلاف نہین کیا، پشاور اور رامپور کی رائین قانون کے متعلق آگئین،

عزیزین ہو رہی ہین لیکن بھکی، کہان تک ؟ آخر عمر اور سن کا بھی کچھ تقاضا ہی!

شبلی

۲۹- مئی سنہ ۱۹۱۱ء بمبئی

(۳۵)

عزیزی،

مجھکو شاید دیر ہو جائے، اسلیئے رسالہ عربی[2] کی نسبت تاکید کردو کہ چھپ جائے، یہ وقت کی تیغ

---

[1] تحریک وقف اولاد [2] جرجی زیدان کے تمدن اسلام کی تنقید بزبان عربی،

مولوی شیخ محمد صاحب سے بھی کراؤ،

ایک کاغذ اس خط مین ملفوف ہے، اسکو افضل صاحب کاتب کے پاس بھجوا دینا، افضل صاحب کے پاس شعر العجم کے چار صفحون کی ترمیم رہ گئی ہے وہ منگوا کر، مطبع مفید عام آگرہ مین ہر رنگ بھجوا دینا،

نوٹس مردم شماری نو مسلمان[۵۱] زمیندار مین ضرور بھیجنا، اور اخبارون مین تو مین نے دیکھا،

شبلی

۲۸ جنوری ۱۹۱۲ء

(۳۶)

سید سلیمان

رکن الدین[۵۲] نے یہ تجویز پیش کی ہو کہ الندوہ کے دو صفحے طلبۂ قدیم ندوہ کے لیئے خاص کر دیئے جائین، اسکی سرخی "طلبۂ قدیم دار العلوم" ہو اور اسکے ذیل مین طلبہ کے اپنے بھیجے ہوئے حالات یا خیالات درج ہون، جس کا مقصد بڑا یہ ہوگا کہ تمام طلبہ مین یک جہتی اور اتحاد خیالات اور ہمدردی ندوہ پیدا ہو،

شذرات مین اس کا ذکر کر دو، اور اسپر اظہار مسرت کرو، لیکن مین دیکھ لون تب مطبع مین بھیجو،

---

۵۱ بسلسلۂ حفاظت اسلام، نو مسلم آبادیون کا نقشہ مطلوب تھا، اس زمانہ مین آریون کی شورش کی بنا پر مولانا نے مجلس اشاعت و حفاظت اسلام قائم کی تھی، جگہ جگہ خود دورہ کرتے تھے، اور دوسرے مقامات مین واعظ بھیجے تھے، مکتوب الیہ اس مجلس کا جوائنٹ سکرٹری تھا، آئندہ خطوط مین اسی تعلق سے اسکے متعلق ہدایات اور تذکرے ہین، دیکھو، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴

۵۲ مولوی حکیم رکن الدین دانا، ندوی،

رکن الدین کا کارڈ مرسل ہے، اُن کا پتہ محفوظ رہے،

شبلی

۹ فروری ۱۹۱۲ء

(۳۷)

عزیزی سید سلیمان سلمہ،

ممکن ہے کہ مین آج کلکتہ چلا جاؤن، اسیلئے ہدایات ذیل پر عمل کرنا چاہئے،

۱- مین نے نومسلمون[1] کی ایک مسل بنوائی ہی، کاتب سے لیکر اُن لوگون کے نام اور اڈریس لکھ لو جن لوگون نے نومسلمون کے متعلق خطوط بھیجے ہین،

نومسلمون کے متعلق ایک اپیل جلی خط مین عبدالولی صاحب کے ہان چھپوایا ہی لیکن ابھی انہی کے ہان ہی، وہ منگوا کر ان اشخاص کے نام ایک ایک دو دو پرچے بھیجدو،

ایک خط کا مسودہ کاتب کو دے آیا ہون، ہر اپیل کے ساتھ وہ خط بھی بھیجدو، میرے دستخط کاتب صاحب لکھدین،

۲- اپیل مذکورہ بالا کی نسو کا پیان میرے نام اس پتہ سے بھیجدو، شبلی - مکلاوڈ اسٹریٹ نمبر ۱۳ - کلکتہ،

۳- ممکن ہی کہ میری ڈاک، ڈاکیہ باہر سے سیر[…] پر پھینک جاتا ہو، اسلئے کاتب صاحب سے کہدو کہ جب دروازہ کھولین تو دیکھ لیا کرین کہ خطوط وغیرہ تو نہین ہین، ڈاک جمع ہوتی جائے پھر

---

[1] دیکھو ۳۶،

مین منگوالون گا،

۴۔ طلبہ کا جو وفد باہر جائے ان کو خوب سمجھا دو کہ ہر جگہ انتخاب ڈلیگیٹ کا جلسہ کرائے، یعنی لوگ جمع ہون کہ سالانہ جلسہ کے لئے ڈلیگیٹ منتخب کرین، اور اخبارات انگریزی و اردو مین اسکے متعلق تار چھپے، یہ نہایت ضروری کارروائی ہی، ہر جگہ ایسا مجمع گو (دو ہی چار آدمی جمع ہون) باسانی ہو سکتا ہی

۵۔ امام مالک کی مدونہ کے ساتھ ابن رشد کی کتاب فقہ مین چھپی ہے، نہایت عمدہ ترتیب ہی اور فقہ کی تمام کتابون سے افضل ہے،

شبلی

۱۔ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء۔ الہ آباد

(۳۸)

عزیزی،

مین کل کلکتہ پہنچا، شائد دو تین دن قیام ہو، اشاعت کا کام یہان شروع کرا دینا چاہتا ہون، خطوط لوگون کے نام بھجوا دینا[۱]، غلط نامہ تیار کر کے مطبع مین دیدو[۲]، شکر ہی کہ ورنیکولر اسکیم کمیٹی مین[۳] پوری کامیابی ہوئی، مین نے جو یادداشت لکھی تھی، انگریز اور ہندو ممبر دونون نے حرف بحرف اس سے اتفاق کیا، اور اردو، ناگری کی حالت مین آنے سے رک گئی، ۱۵۔ مارچ کو پھر کمیٹی ہے،

شبلی

کلکتہ، ۳۔ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء

---

[۱] متعلق حفاظت اسلام، [۲] غلط نامہ الانتقاد [۳] دیکھو ۹-۹۷-۱۴۱-۵۲۔

۳۹

عزیزی سید سلیمان صاحب،

اشاعت[۵۱] کے جوابات آرہے ہین، میری دانست ہین خط ملفوف، اور اُسکے ساتھ اور مطبوعہ کاغذات سے کے پمفلٹ بھیجو، چند لوگون نے استحسان اور ممبری قبول کی ہے، بہ از یاد رقم ممبری،

میان مسعود سے کہو کہ پچپش سے تنگ آکر یہان آگیا، یہان کی آب وہوا بہت موافق ہے اور مکان نہایت خوش منظر، اسلئے غالباً اخیر ماہ تک رہون،

دس[۱۰] ماہوار پر مسلم گزٹ ہین ایسے ابتدائی معلمون کے لئے اشتہار دیدو جو دیہات ہین جاکر اردو کی ابتدائی کتابین اور قرآن مجید پڑھا سکین،

صیغۂ اشاعتِ اسلام کے نام کی ابھی ضرورت نہین۔ آریہ بھڑکین گے، صرف میرا نام لکھدو،

شبلی

۱۰ جنوری ۱۹۱۳ء، الہ آباد

(۴۰)

برادر عزیز،

خط پہنچا، آپکے پروگرام کے ابتدائی حصے سے مین سردست متفق نہین، اسی پہلے پروگرام کو آپکی چند رایون کے انضمام کے ساتھ بھیجتا ہون،

---

[۵۱] مجلس اشاعت وحفاظت اسلام [۵۲] مکتوب الیہ کی رائے تھی کہ صیغہ حفاظت اسلام عیسائی مشنریون کے طریقہ سے طریقے پیمانہ پر ہو، مولانا کی تجویز تھی کہ کام آہستگی اور خاموشی سے کیا جائے،

بڑے بڑے امراء ابھی شریک نہین ہونگے، بلکہ ایسے بڑے پروگرام سے بھڑکینگے، ان سے استفسار کرنا اور ناکامیاب ہونا دل شکستہ کردیگا، اسلئے ابھی بہت اونچا نہ دیکھئے، اگر پارچ مین اس کا ابتدائی اجلاس کہین منعقد ہوجاتا تو آگے کو رستہ نکلتا،

غلام حسین عارف کو خاص طرح پر لکھنا چاہیئے شاید کلکتہ مین انتظام ہو سکے،

لکھتے ہو کہ لوگ میرے نام کی تکرار سے گھبرا گئے[۵۱] بھائی یہ کاغذات دو برس سے چھپے پڑے ہین، بیسیون ضروری فرائض آنکھ سے دیکھتا ہون اور زبان سے ہر وقت ہائے پکارتا ہون، اسی اشاعت کے متعلق الہلال مین خط تک چھپوا دیا، جب کوئی نہ کرے تو کیا کرون، واللہ اب نام ونمود اور افسری کا شوق نہین، کوئی کرے اسکے ساتھ ہون اور پیرو بن سکتا ہون،

روپیہ مولوی فضل الرحمن سے جمعہ کی تعطیل[۵۲] کے متعلق جو جمع ہی، اُس مین سے بطور قرضہ کے لو حساب درست رہے مین آکر ادا کردونگا،

یہان ذرا صحت اچھی ہی، اسیلئے مقیم ہون عبد السلام آجائین تو آجاؤن کہ ان کا یہان آنا دقت طلب ہے

کلکتہ، پٹنہ، بھوپال، رامپور مین اشاعت کے کاغذات کیا بہت کم گئے، پرنس ارکاٹ کو انگریزی خط لکھوا کر اُسکے ساتھ کاغذات بھیجو، غلام احمد خان[۵۳] کو خاص طرح پر لکھو۔ خود اپنی دستخط سے بھیجو،

---

۵۱ ندوہ کے دیگر کارکن ہر کام کی ابتدا ان کے نام سے دیکھکر جلتے تھے، اسلئے مکتوب الیہ کی رائے تھی کہ دوسرے لوگون کے نام سے کام کیا جائے کہ ان کی برہمی زائل ہو، ۵۲ سرکاری دفاتر مین نماز جمعہ کی تعطیل کیلئے مولانا نے تحریک شروع کی تھی اسکے فنڈ کی طرف اشارہ ہو دیکھو ۹-۱۰۴، ۵۳ نواب غلام احمد خان کلامی مدراس،

ورجینٹ سکریٹری اشاعت اپنا نام لکھو

تم کہتے ہوکہ بجائے اپنے مشیر حسین، یا نواب علی حسن خان کا نام لکھوں، وقف اولاد کے متعلق

بیت،اۓ مین نے خود اشتہار دیا تھا کہ جو چندہ بھیجا جائے منشی احتشام علی کے پاس بھیجا جائے،

صرف (۸) ملے ان کے پاس آئے تھے، پھر اچھے صاحب[۱] کے نام سے انگریزی کاغذات بھیجے، ایک شخص

نے الٹ کر جواب نہین دیا، مشیر حسین[۲] وغیرہ کا نام لکھ کر دیکھ لو، ایک درجن آدمی بھی جواب نہ دینگے

تجربہ کرو تو معلوم ہوجائگا، تم سمجھتے ہو کہ مین اپنے نام کے لئے ہر کام مین اپنا نام رکھتا ہون، لیکن سب

تجربہ کرکے، ایسا کرنا پڑتا ہی،

منشی احتشام علی صاحب نے باربار دارالعلوم کے معاملہ مین ڈایرکٹر اور انسپکٹر سے خط کتابت کی، جواب

تک نہ آیا، جمعہ کی تعطیل کا رزولیوشن، نواب علی حسن خان کی طرف سے ہزآنر کے پاس بھیجا گیا، ابھی

تک جواب کا پتہ نہین، اچھے صاحب شکایت کرتے تھے،

چونکہ ایک غلط خیال جمتا جاتا تھا، مجھکو طول دینا پڑا، تمہارا مسودہ مین نے پسند نہین کیا،

اشاعۃ الاسلام کو حک و اصلاح کے بعد بھیجتا ہون، دو ہزار یا زیادہ چھپوالو، اور بڑا خط بھی

لیکن باریک کاغذ پر اس قدر دبیز نہین،

شبلی

۲۳- جنوری سنہ ۱۹۱۳ء، الہ آباد

---

[۱] سید رشید الدین صاحب لکھنؤ، عزیز خاص نواب علی حسن خان صاحب،

[۲] مسٹر مشیر حسین قدوائی بیرسٹرایٹ لا،

(۸۱)

عزیزی،

ارادہ ہے کہ اخیر ماہ تک یہاں رہوں، پھر دورہ کو اٹھوں، دورہ ہی میں گرمیاں آجائینگی اور سفر کا سر بمبئی سے لیا جائے گا، اس لئے رکشا پر جو نوکر ہے، اسکو اس مہینہ کے جتنے دن تک رہا ہے تنخواہ دیکر علیحدہ کردو،

انگریزی معلومات، کو دیکھ لیا[۱] سب گوڈر ہے، ان کے ترجمہ پر وقت اور روپیہ ضایع کرنا بے فائدہ ہے، منشی انعام الرحمن، کی نیک مزاجی، پابندی وقت۔ لیاقت ترجمہ سے میں بہت خوش ہوں لیکن اب کوئی کام نہیں، دادری[؟] سلسلہ سے ان کا تعلق نہ رہیگا انکو مطلع کردینا چاہئے

عبدالسلام کو لکھو کہ وہ چھ مہینے کی رخصت لیں اور موجودہ رخصت ختم کرکے میرے پاس آجائیں سفر میں بھی میں ان کو ساتھ رکھوں گا،

تاریخ خمیس کی دوسری جلد بھی بھیجدو

تم اب کیا کر رہے ہو، اگر اور کوئی کام نہ ہو تو اب دوسرے حصہ[۲] کے اجزا لے لو،

ارکان کے پاس خطوط کی نقل گئی یا نہیں[۳]،

شبلی

الہ آباد، ۵۔ فروری ۱۹۱۳ء

---

[۱] متعلق سیرت [۲] یعنی سیرۃ نبوی کے

[۳] متعلق واقعہ میر عبدالکریم مدرس دارالعلوم،

(۳۴)

برادرم،

دیکھا! پانسو اشتہارات اور کل ۲۰ - ۲۵ جواب، انہی باتون کو مین دیکھ رہا تھا[۹۱]، خیر اب تو پیچھے ہٹنا نہین ہے، زینہار اس رسید بہی سے کام نہ لو، ورنہ شاہ سلیمان اور مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فوراً گرفت پکڑ لینگے اور کچھ کرنے نہ دینگے[۹۲] ندوہ سے بالکل آزاد رہنا چاہئے، ایک "موتمر دینی عمومی" کا مسودہ لکھ کر چھپنے کو دیدیا ہی، وہ اصل اسکیم ہے جسپر چلنا ہی، آجاے تو بھیجدون، آج جن لوگون کے جواب قبول ممبری کے آئے ہین حسب ذیل ہین،

سید عبدالودود، بریلی، الطاف حسین وکیل عدالت منصفی ایٹہ، خان بہادر فخرالدین، بانکی پور،

[۹۳] آنہ فنڈ نے تو مجھ سے کہا تھا کہ ۱۲ فروری کو تمام مساجد مین مکاتب کھل جائینگے، یہ ایک مہینہ کی بات ہی پھر آپ کی تحریک کے کیا معنی؟

کارڈ کا نقشہ بعد اصلاح مرسل ہی۔

ہان مولوی ناصر حسین صاحب کی کتاب فوراً بھجوا دو،

شبلی

۶۔ فروری سنہ ۱۹۱۳ء

---

[۹۱] متعلق اشاعت

[۹۲] ندوہ کی طرف سے جناب شاہ سلیمان صاحب وغیرہ نے اشاعت کی رسیدین چھپوائی تھین، مکتوب الیہ نے چاہا تھا کہ ان رسیدون کو کام مین لائے، [۹۳] لکھنؤ کی ایک مجلس جو مساجد کا اہتمام کرتی ہے،

(۴۳)

عزیزی،

(۱) تم عرب بائدہ، یا عرب کی ان مہذب سلطنتون کے پیچھے نہ پڑو[۹۱] جو یمن، شام وغیرہ مین قائم تھین، ان کے متعلق چند صفحات مین اجمالی بحث کافی ہوگی، تمام کوشش، نجد، حجاز، یثرب کے متعلق معلومات کے جمع کرنے مین صرف کرنی چاہیئے، تم انہی مقامات کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچاؤ، آبادی کعبہ اور حضرت ابراہیم و اسمعیل کے واقعات مین جسقدر تفصیل مل سکین محقق، وہ تلاش کرو،

(۲) عبدالوہاب نجدی کی کتاب الھدی النبوی کے چند صفحات کی نقل بھیجو، تو مین اس کے متعلق راے قائم کرکے اس کی نقل کی اجازت دون،

(۳) تاریخ الاسلام لابراہیم بن عبداللہ کی جو عبارت تم نے نقل کی ہی، اس مین کوئی نئی بات نہین یہ باتین اور کتابون مین مذکور ہین، صرف **یہود** سے جزیہ نئی بات ہی لیکن اس کا ثبوت نہین،[۹۲]

شبلی

۱۸- اپریل ۱۹۱۳ء

لکھنؤ

---

۹۱ سیرت کے لیے بطور مقدمہ کے عرب جاہلیت کی تاریخ کی ضرورت تھی، اسی کے متعلق یہ ہدایت ہی اسی مقدمہ کو بڑھاکر مکتوب الیہ نے ارض القرآن کر دیا ہے،

۹۲ یہ دونون کتابین بانکی پور کے کتب خانہ مین ہین،

(۴۴)

عزیزی،

جن انگریزی کتابون کو لکھا ہی، اُنکو بے تکلف خرید لو، اور مجھکو قیمت لکھ بھیجو کہ کچھ بعد دن، لکھنؤ مین جب آؤ گے تو غریب خانہ حاضر ہے،

سیرۃ **شامی** فی الواقع سب سے بڑی اور محققانہ کتاب ہی لیکن افسوس کہ ملتی نہین، عماد بن **کثیر** کی تاریخ کا پتہ لگاؤ، وہ بھی نہایت محققانہ اور محدثانہ ہی، عبد الوہاب نجدی کی سیرۃ کی نقل تم نے نہین بھیجی، **دولابی** کے دو چار صفحے بھیجدو،[51]

اسرار... کا جواب لکھنا ضرور ہی، ان منافقین نے ایک طرف تو حکام مین یون سرخروئی پیدا کی کہ مولوی عبد الکریم کی معطلی[52] پر ہم نے لوگون کو آمادہ کیا اور مچیارٹی حاصل کی،

---

[51] یہ کتابین بانکی پور کے کتبخانہ مین ہین اور سیرۃ کے متعلق ہین، مکتوب الیہ نے ان کی اطلاع دی تھی،

[52] مولوی عبد الکریم، دار العلوم کے ایک نائب مدرس تھے، مولانا کے بعد الندوہ کی اڈیٹری مقامی ارکان نے ان کے سپرد کی تھی، جس کے وہ حقیقۃً اہل نہ تھے، اسی اثنا مین انھون نے جنگ طرابلس کے زمانہ مین جبکہ مسلمانون کے جذبات بے انتہا برافروختہ تھے، الندوہ ج ۹ نمبر ۶ مین جہاد پر ایک غیر مآل اندیشانہ مضمون لکھا جو گو اسوقت کے عام جذبات اسلامی کے مطابق تھا لیکن احکام اسلامی کے مطابق نہ تھا، مولانا نے مقامی ارکان کے مشورہ سے مولوی عبد الکریم کو چند روز کے لئے معطل کر دیا اور ڈپٹی کمشنر کو ندوہ کی برأت کی اطلاع دیدی، عام اخبارات مین اسکے متعلق بڑی شورش مخالفین کی طرف سے پھیلائی گئی، اسی واقعہ سے عام برہمی کی ابتدا اور آخر استعفا تک نوبت پہونچی ہے، دیکھو ۱۴۱-۲،

دوسری طرف مجھکو قوم میں سخت بدنام کیا، اور ہر جگہ اپنی برأت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور یہ سب کو یقین دلایا کہ ہم نے جو کچھ کیا شبلی کی دھمکی سے کیا،

افسوس ہے کہ میں اب تک صحیح نہیں ہوا اور خود اپنے ہاتھ سے خط نہیں لکھ سکتا،

شبلی نعمانی بقلم عبدالسلام

بمبئی

(۴۵)

عزیزی!

سلام مسنون، تم کو مفصل خط لکھا تھا، افسوس نہیں پہنچا، تعلق[۵۱] کر کے پوچھنا کیا اگر جائز ہے تو عارضی اور مستقل دونوں، اور ناجائز ہے تو دونوں، بہرحال آپکو جو پسند ہو میں کیونکر اسکو ناپسند کرسکتا ہوں،

اجزائے تیار شدہ مسودہ یا صاف جو کچھ ہو رجسٹرڈ بلکہ بیمہ کر کے بھیجدیجئے[۵۲]،

یہاں لکھنؤ کی بہ نسبت غذا اور دی ہے لیکن ضعف نہیں جاتا، پھر بھی بہت غنیمت ہے،

کندی[۵۳] کی کتاب ولاۃ مصر عمدہ چھپی، اور میں نے لے لی ہے،

شبلی

۹ - جون ۱۹۱۳ء - بمبئی

---

۵۱ مکتوب الیہ الہلال کے اڈیٹوریل اسٹاف میں داخل ہوگیا تھا۔ ۵۲ سیرت کے لئے تاریخ عرب اور پیغمبر اسلام و یورپ پر جو کچھ مکتوب الیہ نے لکھا تھا، دیکھو مکتوب ۴۷ و ۴۸، ۵۳ عبدالحکیم کندی احکام مصر کی از ابتدائے فتح تا زمانہ مصنف تاریخ سب سے معتبر اور قدیم تصنیف ہے،

(۴۶)

عزیزی،

افسوس ہی تمکو میرے خطوط نہین ملتے، تم نے جو کچھ لکھا ہی، رجسٹری اور بیمہ کراکے بھیجدو یعنی مصنفین یورپ، اور عرب قبل اسلام، پراب مین عنقریب شروع سے مکمل کردینا چاہتا ہون کہ چھپنے کے قابل ہوتا جائے، غزوات پر مفصل ریویو لکھ رہا ہون۔

افسوس ہی اسدفعہ یہان بھی اچھا نہین رہتا۔ ملیریا کی شکایت رہتی ہے۔

شبلی

بمبئی - ۱۵ - جون سنہ ۱۹۱۳ء

(۴۷)

عزیزی

افسوس ہی تمہارے پاس کوئی خط نہین پہنچتا، متعدد خطوط تم کو لکھ چکا، ایک کا جواب نہین آیا خیر مختصر یہ ہی کہ جو کچھ تم نے سیرۃ کے متعلق لکھا ہی یعنی مصنفین یورپ پر ریویو، اور عرب قبل اسلام وہ رجسٹرڈ اور بیمہ کرکے بھیجدو،

تم سے خط کتابت رہتی تو بہت سی باتین لکھنی تھین۔

شبلی

۲۳ - جون سنہ ۱۹۱۳ء

(۴۸)

عزیزی،

تم نے کعبہ کی تعمیر اور ذبیح[۵۱] کے متعلق کچھ نہین لکھا۔ قران مجید مین فبشرناہ بغلام حلیم جہان ہے اس سے ہر شخص نے حضرت اسحاق کو مراد لیا ہی کیونکہ بشارت کا لفظ انہی کے متعلق دوسرے مواقع مین آیا ہی، اور اسی آیت کے بعد یہ آیت ہی فلما بلغ معہ السعی لہٰذا اسلئے اس سے بھی حضرت اسحاق مراد ہو سکتے ہین، اس کا کیا جواب ہی؟

صفۃ جزیرۃ العرب[۵۲] کہان سے ہاتھ آئی، سوسائٹی[۵۳] مین ہو تو دریافت کرو،

قبل نبوت کے حالات مرتب ہو جائین تو کتاب کا نصف حصہ یعنی وفات تک کے حالات تیار ہین

ندوہ کے متعلق تم نے مطلق خاموشی اختیار کی، حالانکہ اب تم آزاد ہو،

شبلی

بمبئی - ۱۴ جولائی ۱۹۱۳ء

(۴۹)

عزیزی،

اب مین الہ آباد جانا چاہتا ہون۔ غالباً ایک آدھ ہفتہ یہان اور رہون۔

سیرۃ کا پہلا حصہ گویا ختم ہو گیا ہی، غزوات پر ایک مستقل باب اخیر مین لکھا ہی اور تمام

---

[۵۱] یعنی حضرت اسماعیل و اسحاق مین سے ذبیح کون تھا، [۵۲] ابن الحائک الہمدانی الحمیری کا جغرافیہ عرب ہی مصنف چوتھی صدی کا آدمی ہی [۵۳] ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ،

غزوات ایک خاص سلسلہ مین آگئے ہین، بہت سی باتین نئی ہاتھ آئین،

عرب کا مضمون تمہارا واپس بھیجدونگا، انگریزی مواد مین بعض چیزین نئی ملین، حضرت اسمٰعیل کے متعلق ایک انگریز نے ایک مستقل کتاب لکھی ہی اور تمام مباحث پر فیصلہ لکھا ہی ثابت کیا ہی کہ وہ نہ ذبیح تھے نہ قریش عرب[1]۔ قرآن مجید پر ایک مستقل تصنیف ملی،[2]

ارادہ ہی کہ دو تین مہینہ مین ابتدائی اجزاء مطبع مین بھیجدون،

سیرت کے متعلق عام جو اسورہ ذہن مین آئین یعنی کن کن امور پر زیادہ توجہ کی جائے وغیرہ وغیرہ انکو وقتاً فوقتاً جب جو بات ذہن مین آئے، لکھ بھیجا کرو،

شبلی

بمبئی ۱۲۔ اگست ۱۹۱۳ء

(۵۰)

عزیزی

تمہارے ایک خط سے معلوم ہوا تھا کہ جغرافیہ بطلیموس، جغرافیہ فارسٹر، اور جدید سیاحت نامے یہان، وہان انگریزی دوکانون پر مل سکتے ہین بطلیموس کی قیمت دریافت کرو اور باقی کتابین ویلو بھجوادو،

مولوی ابوالکلام صاحب آج کل لکھنؤ مین ہین، ندوہ کی حالت دیکھکر بہت متاسف ہین کہ اسقدر جلد کیونکر یہ حالت ہوگئی، مسٹر مظہر الحق گئے تھے بہت برا اثر لیکر آئے، لڑکے تو اس قدر

---

[1] دیکھو مکتوب ۵۲، ۵۵، ۵۶، نیز حمید ۱۶۱ [2] دیکھو مکتوب ۵۶،

غمزدہ ہین گویا ماتم کدہ ہین ہین لیکن پھر وہی تقدیر۔

شبلی

بمبئی۔ ۱۳۔ اگست سنہ ۱۹۱۳ء

(۵۱)

عزیزی۔

کارڈ پہنچا۔ سیرت کی جو کتابین تمہارے ہان ہون اُن کو بھیجد و خصوصاً رحلۃ الحجازیہ[۱] کی ضرورت

ہے۔ مضمون مین اضافہ کرو، لیکن انداز تحریر بدلنے نہ پائے یعنی جوڑ معلوم نہ ہو۔

مضامین کے سلسلہ کے متعلق امور ذیل ملحوظ رکھنے چاہئین،

۱۔ مختلف اخبارات مین شائع ہون۔

۲۔ مختلف النوع ہون بعض ظرافت اور لطافت آمیز بعض بالکل سنجیدہ بعض کھلے خطوط

بنام ...... ان خطوط مین بالکل سادہ اور بےغرضانہ انداز سے یہ بتانا چاہئے کہ ندوہ کی ترقی

دینے کے لئے حسب ذیل چیزین ضروری ہین،

دایرہ اثر۔ قوت تقریر یا تحریر۔ اطراف ملک کا دورہ۔ احباب پر اثر۔ ریاستون سے تعلقات

مولوی محمد علی صاحب نے سب سے پہلے بذریعہ وحید الزمان خان وقار الامراء سے سو روپیہ مقرر کرائے

پیری مریدی کی وجہ سے اُن کا اثر تھا۔ شبلی نے بھوپال۔ رامپور۔ آغاخان سے اپنے اثر کے ذریعہ

---

[۱] یعنی خدیو مصر کا سیاحت نامۂ حج، خود خدیو کے ایک درباری نے لکھا ہے مصنف نے کتاب مولانا کے پاس ہدیۃً بھیجی تھی،

سے کام لیا - اب آپ کس طریقے سے ندوہ کو ترقی دینگے - ان مین سے کون طریقہ آپ اختیار کر سکتے ہین -

یہ خط اس طرح کا ہونا چاہیئے کہ ذرا بھی کنایہ اور تعریض نہ ہو بلکہ اس طریقہ پر ہو کہ ان کو جواب دینا لازمی ہو جائے -

۳- سب سے مقدم یہ ہی کہ جلسہ انتظامیہ جس نے یہ کاروائیان کی ہین اسکی سخت بے قاعدگی دکھائی جائے، حسب ذیل -

(۱) دستور العمل مین قاعدہ ہی کہ ہر فیصلہ طلب پندرہ دن پہلے ارکان کے پاس پہنچ جاے اور اُن کی تحریری رائین منگوائی جائین - شبلی نے استعفا جو بھیجا وہ جلسہ سے صرف چند روز پہلے اس لیے وہ پندرہ دن قبل، ارکان کے پاس کیونکر پہنچ سکتا تھا -

(۲) دستور العمل کے رو سے ناظم کا تقرر جلسہ عام کی منظوری کے بعد ہو سکتا ہی - تنہا جلسہ انتظامیہ نے کیونکر ان کو ناظم بنایا، اور کیونکر انکو اختیارات حاصل ہو گئے،

(۳) جدید انتظام مین تمام معتمدیان توڑ دی گئین، لیکن یہ تجویز ارکان کے پاس مطلق نہین بھیجی گئی، عین وقت پر مولوی عبدالحئی صاحب نے پیش کی اور منظور ہو گئی، یہ کیا طریقہ ہے اور کیونکر جائز ہو سکتا ہے، اسی طرح اکثر امور ارکان انتظامی کے پاس بالکل نہین بھیجے گئے تھے اور جلسہ نے طے کر دئے -

باوجود تمام مُخربات کے چند باتین خود بخود مفید بھی نکل آئین - ہیڈ ماسٹر نے دوسری جگہ تعلق کر لیا اور سر دست چھ مہینہ کی رخصت لی پھر غالباً مستعفی ہو جائیگا - اس سے انگریزی کا جو سخت نقصان

تھا رفع ہو جائیگا۔ مولوی عبداللہ صاحب کے اختیارات وسیع ہوئے اور۔۔۔۔ کے استعفا سے ہر ہر کام مین رکاوٹ جاتی رہی۔۔۔۔۔ اسقدر بدمغز اور متفرعن نہین ہے،

معتمدیون کے ٹوٹ جانے سے اتنا فایدہ ہوا کہ بہرحال قوت ایک جگہ ہو گئی، یہ دوسری بحث ہی کہ اسوقت انجمن خراب ہی لیکن کوئی کام کا آدمی منتخب ہوگا تو کام مین رکاوٹ نہ ہوگی، ورنہ معتمدین کا ہٹانا بہت مشکل تھا،

غزوات کا بلین نہایت مرتب مسلسل اور صاف ہو گیا ہی۔ تمام سرایا چند خاص قبایل سے تعلق رکھتی ہین جو قریش کے حلیف تھے یا جن کے پیشہ غارتگری کو نقصان پہنچتا تھا، اور مراحل بھی اچھی طرح طے ہو گئے ہین حضرت اسمٰعیل کے متعلق ایک انگریزی کتاب ہاتھ آگئی ہی جو محض اسی بحث پر ہی کہ عرب اُن کے خاندان سے نہین ہین، اور نہ وہ ذبیح تھے،[1]

مذہب کے اصول کے متعلق انگریزی تصنیفات مہیا کرلی ہین، ایک کتاب صرف اصول الحاد پر ہے اور ایک اس کے رد مین، ایک خاص انجیل کی رد مین ہی کہ اُسکی تعلیمات بالکل غلط ہین،

عربی مین ایک کتاب ہاتھ آئی ہی جس مین اصول فقہ اسلام کا، رد من لا اور موجودہ قوانین سے مقابلہ کیا ہے، بہرحال مواد بقدر کافی مہیا ہو گیا ہی، کام لینا باقی ہی،

علالت کی وجہ سے ہر روز دو گھنٹہ سے زیادہ کام نہین کرسکتا۔ تمہارے چلے جانیکا افسوس ہے، تم ہوتے تو تالیف کے علاوہ کتاب کے اور حصے ساتھ ساتھ ہوتے جاتے، ان حصون کو تم اچھی طرح لکھ سکتے،

[1] مولانا نے اس مسئلہ پر سیرت نبوی مین بہ تفصیل بحث کی ہی،

کانپور[۵۱] کے واقعہ نے لکھنؤ وغیرہ مین سخت ہیجان پیدا کر دیا ہی،

شبلی

۷- اگست ۱۹۱۳ء

(۵۲)

عزیزی،

تم نے خود لکھا کہ سیرۃ کی کتابین کچھ میرے پاس رہ گئی ہین، کہئے تو بھیجدون، اب بار بار لکھتا ہون کہ بھیجدو تم خبر بھی نہین ہوتے،

سیرت اس حد تک آ گئی ہی کہ ابتدائی اجزا مطبع مین بھیجدون لیکن سخت متردد ہون کہ کہان بھیجون، چھاپہ والون پر مطلق اعتماد نہین، برسون لگا دینگے ٹائپ کے متعلق ابھی تک تسلی نہین کہ لوگ پسند کرینگے[۵۲]،

اگر ٹائپ کی راے قائم ہو جاتی تو وہین[۵۳] آ کر قیام کرتا

غزوات پر آخر مین ایک تبصرہ لکھا ہی جو ۲۰ - ۲۵ صفحے ہین، اور غالباً کامیابی سے لکھا گیا ہی،

کانپور کے واقعہ پر ایک مختصر سی نظم لکھ کر زمیندار مین بھیجدی ہی- دیکھنا-

ڈاکٹر اسپرنگر کی جرمنی کتاب[۵۴] یہان ہی، ایک پارسی جو فرنچ، جرمن، انگریزی کا ماہر اور عربی فارسی سے آشنا، اور فارسی کا نہایت شایق، اور اردو بخوبی جانتا ہی مجھسے دوستانہ ملتا ہی، کتاب اُس نے

---

[۵۱] واقعہ انہدام مسجد کانپور [۵۲] جس کتاب کے چھپنے کے آئندہ تذکرے اور مشورے ہین وہ یہی سیرت کے ابتدائی اجزا ہین،

[۵۳] یعنی کلکتہ مین [۵۴] لائف آف محمد،

لاکر میرے ہان رکھدی ہی، اور کہا ہی کہ کبھی کبھی آکر سناؤن گا، اُس نے شعر العجم کو بہت غور سے پڑھا ہے اور اُسکے ایک حصہ کا ترجمہ کرنا چاہتا ہی، افسوس ہی کہ رنگون مین ملازم ہی، اسیلئے اکتوبر مین یہان سے چلا جائیگا

بکہ کی تحقیق کے لئے عبرانی توراۃ کی ضرورت تھی، ایک قابل یہودی مل گیا ہی،

اڈریانوپل کی واپسی کا مادہ تاریخ قالوا ائنا کسا بضاعتنا نکلا[1]۔ تین چار حرفون کا تعمیہ ہی سنہ عیسوی ۱۹۱۲ نکلتا ہے۔

ایک نہایت استاد آرٹسٹ یہودی نے (جو اب مسلمان ہی) اپنی خواہش سے میری تصویر ہاتھ سے کھینچی ہے۔ ابھی پوری طیار نہین ہوئی۔ آجائے تو اس کا فوٹو لیا جائے[2]

ٹرکش نائب سفیر (جو سردست قایم مقام سفیر ہی) نہایت معقول ترک ہی، اس سے اکثر ملاقات ہوتی ہے، لیکن لطف یہ ہی کہ وہ اردو فارسی، عربی کوئی زبان نہین جانتا، تاہم اس سے ملنے کو جی چاہتا ہے جب وہ نہین آتا تو خود ملنے کو جاتا ہون اُس نے خواہش کی کہ مین اپنا فوٹو اس کے ساتھ لون، مین نے منظور کیا، مجھکو تصویر سے دلچسپی نہین لیکن ایسا انکار بھی نہین،

---

[1] پوری آیت یہ ہی قالوا ائنا بضاعتنا ردت الینا "ہمارا یہ سامان ہی ہمکو پھیر دیا گیا"، یہ اُس موقع کی آیت ہے، جب حضرت یوسف کے بھائی، مصر سے غلہ خریدنے جاتے ہین، اور قیمت مین اپنے سامان دیتے ہین حضرت یوسف کے حکم سے اُن کا سامان، غلہ کی بوریون مین چھپا کر واپس کر دیا جاتا ہی، گھر آکر جب وہ اسباب کھولتے ہین تو سامان نکل آتے ہین تو وہ خوشی مین کہتے ہین کہ، "یہ ہمارا سامان ہی ہمکو پھیر دیا گیا"، اڈریانوپل کی واپسی کیلیے اس سے مناسب تر مادۂ تاریخ نہین ہوسکتا۔

[2] یہ تصویر پیرس کی نمائشگاہ سنہ ۱۹۱۲ع مین دوسرے نمبر پر ٹھیری، مصور بمبئی کا تھا۔ رحیم بے نام ہے۔

آغانی مع فہرست جدید لے لی ہے، خصائص[۱] ابن جنی کے چھپوانے کا انتظام ہو رہا ہے

شبلی

۲۲۔ اگست سنہ ۱۹۱۳ء۔ بمبئی

(۵۳)

سلام علیک، کارڈ پہنچا۔ اب یہاں سے روانہ ہوتا ہون، لیکن لکھنؤ غالباً مہینہ بھر کے بعد پہنچون، اخبارات مخالف میرے پاس نہین آتے، وہ کیونکر ماتم کر رہے ہین[۲] یعنی کس پہلو سے اپنے خیالات ظاہر کرتے ہین،

ہان وحید الدین[۳] لکھنؤ سے تشریف لیگئے اور ادھر اس کثافت سے صاف ہوگیا اخبارات مین بھی یہ ذکر آگیا ہے حقیقت مین ادھر نجاستون مین آلودہ ہو رہا تھا، حریت اور آزادی سے بڑھکر کوئی چیز نہین لیکن سفاہت اور حریت مختلف چیزین ہین

رباعی متعلق واقعہ کانپور

گفتی کہ وضو خانہ بہ تعظیم نیم زد — زان روے کہ آن خانہ نہ مسجد نہ کنشت است

بایست مرا فرمان تو تسلیم ولیکن — مشغول من است آنکہ بہ نزدیک تو زشت است

شبلی۔ از بمبئی۔ ۲۷۔ اگست سنہ ۱۹۱۳ء

---

[۱] یہ کتاب عربی زبان کا فلسفہ ہے مولانا نے اس کا قلمی نسخہ مصر سے نقل کرا کے منگوایا تھا یہ نسخہ ندوہ کے کتبخانہ میں ہے

[۲] مولانا کے استعفا پر سنہ ۱۳ گورنمنٹ کے حکم سے وہ علم گزٹ کی اڈیٹری سے علیحدہ کرکے لکھنؤ سے باہر کئے گئے، وہ اس وقت مولانا کے خلاف اپنے اخبار میں ایسے مضامین لکھ رہے تھے جو تہذیب سے باہر تھے،

(۵۴)

عزیزی،

مین تو ٹائپ کے بارہ مین تم سے متفق ہون لیکن عام پبلک تو اب تک چشم آشنا نہین۔

مولوی ابوالکلام صاحب سے کہو کہ چھپائی کا بہتر سے بہتر نمونہ، بہتر سے بہتر کاغذ پر ایک صفحہ چھپوا دین،

طبقات الامم مین قلمی، اور مطبوع دونون دیکھ چکا ہون بہت عمدہ کتاب[۹۱] ہی،

اسمٰعیل والی تصنیف[۹۲] بھیجدیتا لیکن عین اسی وقت اس کا کام ہے مصنف معمولی درجہ کا ہی، سید صاحب کے خطبات سے بھی تعرض کیا ہی، محقق نہین بلکہ پادری ہی، البتہ کتاب بڑی ہے اس لئے غالباً مواد زیادہ ہوگا، مین نے اس کو پڑھوا کر سنا نہین،

آج کل مین یہان سے روانگی ہے غالباً الہ آباد مین قیام ہو اور وہین سے چھپنے کا بندوبست کیا جائے

یہان بعض انگریزی لیتھو کے مطبع ہین، آج ان کو دیکھنا ہی،

فوٹو کی ایک ہی کاپی میرے پاس[۹۳] ہی اور اُس پر سفیر ٹرکی کے دستخط ہین کہ اس نے یہ فوٹو مجھکو دیا ہے

شبلی

۲۹- اگست سنہ ۱۹۱۳ء

---

[۹۱] قاضی ابن صاعد اندلسی المتوفی سنہ ھجری کی تصنیف عربی زبان مین علوم کی تاریخ پر ہے، شروع سے ہندوستان ایران بابل، یونان، روم، مصر، عرب، بنی اسرائیل کے علوم و تصنیفات کی الگ الگ تفصیل ہے، پہلے بیروت مین اور اب مصر مین بھی چھپ گئی ہی، [۹۲] دیکھو مکتوب ۵۱-

[۹۳] دیکھو مکتوب ۵۳، مکتوب الیہ نے مانگا تھا،

(۵۵)

عزیزی،

ایک خیال یہ ہوتا ہے کہ بطور مسودہ کے پچاس صفحے نہایت عمدہ کاغذ پر ٹائپ مین چھپوا لون، اور وہ مجلد ہو کر گران قیمت پر بکے، اگر یہ اندازہ ہوا کہ ٹائپ بھی چل سکتا ہی تو دوسرا اڈیشن بھی ٹائپ مین چھپے، ورنہ لیتھو، اسکے متعلق تمہارا کیا خیال ہی مولوی ابو الکلام صاحب کی راے بھی لکھو،

حضرت اسمعیل والی کتاب پڑھوا کر سنی، نہایت عامیانہ کسی پادری کی تصنیف ہی سید صاحب کا دو پندرہ صفحون مین لکھا ہی لیکن محض ایشیائی طریقہ کا طعن و تشنیع، قرآن مجید پر جو کتاب نکلی ہے وہ اگرچہ اعتراضات سے پر ہے لیکن سب ایک ہی جگہ مل جاتا ہی،

شبلی

۷ ستمبر ۱۹۱۳ء

(۵۶)

عزیزی،

سلام شوق، مسعود اگر پریس کرتے ہین، تو مین ہر طرح اعانت کے لیئے موجود ہون، سیرت بھی یہین چھپ سکتی ہی، لیکن اس کا اطمینان ہونا چاہیئے کہ میری کتاب پہلا تختۂ مشق نہ بنے، وہ کمپنی بنالین اور متعدد حصہ دار پیدا کرین،

مین پریس کے سرمایہ مین بھی شرکت کر سکتا ہون، گو اسکے نفع سے غرض نہین، ایک عمدہ پریس جس سے قدیم نادر تصنیفات شائع کیجائین ایک اہم مقصود ہی، یورپ کی نادر مطبوعات کو بھی دوبارہ

طبع کر سکتے ہین،

سُنا ہی کہ ناظم حال منشی احتشام علی، ندوہ کی مالی ترقی مین کوشش کر رہے ہین اور گورنمنٹ سے استمداد کے لئے شملہ گئے ہین، اگر یہ صحیح ہی تو بڑی خوشی کی بات ہی۔ مجھکو اس کا بہت رنج رہتا تھا کہ میرے بعد سِرے سے یہ کام برباد نہ ہوجائے،

الہ آباد گورنمنٹ نے الہلال کا پرچہ مشہد کانپور[۵۱] قابل ضبطی قرار دیا ہی، اور حسن نظامی کا پمفلٹ بھی،

مین غالباً دو ایک روز مین حیدرآباد جاؤن، اور ایک دو ہفتہ رہ کر چلا آؤن، میرت... کے متعلق بعض کتابین وہان بھی اچھی ہین ثعلبی کی کتاب غُرر تاریخ الفرس مطبوعہ فرانس یہان ہے،

ہاماوران ایک بادشاہ تھا جسنے کیکاؤس کو قید کیا تھا۔ سودابہ، کیکاؤس کی زوجہ اس کی لڑکی تھی ثعلبی[۵۲] کی تحقیق یہ ہی کہ ہاماوران، حمیر کی خرابی ہی، وہ حمیری بادشاہ تھا اور سعدیٰ اس کی لڑکی کا نام تھا،

شبلی۔ ۱۶-ستمبر ۱۹۱۳ء

(۵۷)

عزیزی

سلام شوق۔ مجھکو تمہاری سلامت روی اور اصابت رائے سے بہت تعجب ہوا کہ تم نے وکیل کے

۵۱ مشہد اکبر کی سرخی سے مکتوب الیہ ہی کا لکھا ہوا مضمون الہلال کے لیڈنگ آرٹکل مین واقعہ کانپور کی نسبت شائع ہوا تھا، تمام ملک نے اس مضمون کو نہایت پسند کیا اور اب تک اُسکا نام بچہ بچہ کی زبان پر ہے مضمون اسقدر پرجوش تھا کہ گورنمنٹ نے اُسکو قابل ضبطی قرار دیا، اور اسی جرم مین الہلال سے دو ہزار کی ضمانت طلب کی۔ مولانا کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کس کا لکھا تھا۔ ۵۲ صاحب تاریخ غرر الفرس،

جو سوالات ناظم سے کئے اس کے اکثر تیسرہوائی ہین، مولوی خلیل الرحمن کھانے اور قیام کا بار ندوہ پر نہین ڈالتے، اور ایک روپیہ کرایہ کا مکان اور بورڈنگ کا کھانا اس بات کا محتاج بھی نہین،

عبدالسلام کے خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ پنج وقتہ مسجد مین نماز پڑھتے ہین، بعض سوالات بجا ہین لیکن معمولی باتین ہین، مولوی نسیم نے وکیل مین جو تحریر شائع کی ہی، اس کے متعلق یہ لکھنا چاہئے کہ بے شبہ شبلی کا یہ خیال تھا کہ سردست دونون مخالف گروہون کا کارکن حیثیت سے الگ ہوجانا چاہئے لیکن مخالف جماعت کے اصلی لیڈر تو خلیل الرحمن ہین، ندوہ کے تمام مقامی ارکان جو جلسون مین برابر شریک رہی جانتے ہین کہ منشی احتشام علی کی مخالفت پہلی نہ تھی خلیل الرحمن کی مستمرہ پانچ برس کی کوششون کے یہ تمام نتائج ہین، چنانچہ تاریخ وار واقعات اس کی شہادت کے لئے موجود ہین، اس لئے منشی احتشام علی سے پہلے خلیل الرحمن کو الگ ہونا چاہئے تھا، اور کوئی شک نہین کہ اگر دونون فرقون سے الگ کوئی شخص ناظم مقرر ہوتا تو کام اچھا چلتا اور دونون فریق اسکو مدد دیتے،

دوسرے مولوی نسیم سے یہ پوچھنا چاہئے کہ جب دستور العمل مین یہ موجود ہے کہ ناظم کا انتخاب جلسہ انتظامیہ مین ہوگا اور جلسہ سالانہ کے اتفاق سے کے بعد ناظم کے عہدہ پر مقرر ہوگا، تو آپ لوگون نے ابھی سے کیونکر اُن کو ناظم کر دیا کہ وہ تمام کاغذات مین اپنے آپ کو اسی لقب سے لکھتے ہین،

اس کے علاوہ انتخاب نظامت کے لئے یہ ضروری ہی کہ کسی شخص کا نام تجویز ہوکر تمام ارکان سے رائے لی جائے، یہان یہ کارروائی کی گئی کہ نئی کیبنٹ قائم ہونے کے ایک دن بعد جلسہ

انتظامیہ ہوا، (حالانکہ پندرہ دن بعد ہونا چاہئے)،

جلسہ انتظامیہ کا اجنڈا جس مین امور فیصلہ طلب درج تھے اور جو پندرہ دن قبل شائع کیا گیا تھا، اس مین اس کے متعلق صرف یہ الفاظ تھے کہ ممبرون اور عہدہ دارون کا انتخاب ہوگا، کسی عہدہ دار کا نام نہین پیش کیا گیا تھا

اسی اجنڈا پر لوگون کی رائین آئی ہون گی، کیا ایسا غیر معین اور مشتبہ اور مجمل طریقہ انتخاب جایز ہے پھر کس بنا پر ایک جلسہ نے جس مین پندرہ سے زیادہ اشخاص نہ تھے، نظامت کا فیصلہ کردیا،

سب سے بڑھکر مولوی نسیم سے یہ پوچھنا چاہئے کہ معتمدین کے توڑنے کی تجویز مطلق اجنڈا مین نہ تھی کس بنا پر، یہ تجویز فوراً پیش ہوئی اور فقط مقامی ارکان کی رائے سے منظور کرلی گئی اور باہر کے ارکان کو خبر تک نہ ہوئی، یہ سوالات معقول اور سنجیدہ پیرایہ مین پوچھنے کے قابل ہین لیکن طرز عبارت مین چوٹ اور طنز نہ ہو

اصل یہ ہے کہ مین ضعف کی وجہ سے خط کتابت نہین کرسکتا۔ اصلی کام یہ ہے کہ مصلحین ندوہ کے نام سے ایک کمیٹی بنانی چاہئے۔ ملک کے باثر لوگون سے اسکے ممبری کی درخواست کرنی چاہئے اول تمہید مین ندوہ کے مقاصد کی اہمیت، پھر یہ کہ موجودہ حالت ناقابل اطمینان ہی، اس مضمون کے خطوط چھپوا کر شائع کئے جائین اور لوگ ممبر بنائے جائین، اس کے بعد ایک کمیشن قائم ہو جو لکھنؤ جاکر تحقیقات کرے،

قوم مین جمہوریت کا احساس غالب ہوگیا ہی اس لئے ہر طرف سے لوگ اسکے لئے آمادہ

ہونگے کہ یہ پوری قوم کی چیز ہے اور قوم ہی کا اُسپر تسلط ہونا چاہئے،

حضرت عایشہ کی استدراک[۵۱] کا رسالہ ملا، لیکن مستعار ہی اور کوئی شخص موجود نہین کہ نقل کرے

تاہم فکر مین ہون۔

شبلی

حیدرآباد، ۲۹۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء

(۵۸)

عزیزی

الحاح کی حاجت نہین، کتابت کا کچھ بندوبست کرتا ہون[۵۲]، مولوی شیر علی صاحب[۵۳] کہین سے لائے ہین،

حضرت عائشہ کے اجتہادات فقہی اور کلامی کو زور کے ساتھ لکھنا چاہئے، یعنی طرز استدلال اور بیان اور عبارت سب پر زور ہو،

صحاح مین بہت سی روایتین ان کے شان کے خلاف منقول ہین، خصوصاً وہ تمام روایتین

---

۵۱ الاصابہ فی استدراک عائشہ علی الصحابہ، حافظ سیوطی کی تصنیف ہی، سیرۃ عائشہ کے لئے مکتوب الیہ کو اس کی ضرورت تھی مختصر رسالہ ہے، ۵۲ رسالہ استدراک عائشہ کی نسبت ہی، ۵۳ مولانا شیر علی صاحب مقیم حیدرآباد۔ مولانا کے احباب مین ہین، معقولات و ریاضیات مین اس عہد مین یگانہ ہین، مولانا مرحوم کے اصرار سے کچھ روز دارالعلوم ندوہ کے پرنسپل رہے، پھر حیدرآباد واپس گئے اب دارالعلوم حیدرآباد مین استاذ ہین، مولانا ان کے علم و فضل کے بیحد مداح تھے، ان کا ذکر آگے بھی آئیگا،

جو آنحضرت کی معاشرت ازدواج کے متعلق ہین، ان کا کیا علاج سوچا ہے، مین تو سیرۃ مین ایک مستقل بحث کرنے والا ہون کہ اس قسم کی تمام روائتین منافقین مدینہ کے وسائس ہین، جو لوگ افک مین شریک تھے، ان سے اور کیا عجب ہے،

شبلی

۵ - نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

(۵۹)

عزیزی،

بھائی جو آج تم نے جانا وہ ہمیشہ سے جانتا ہون، تاہم کیا کیا جائے[۱] خیر ملاقات پر اٹھا رکھتا ہون، تمہارے مشاغل کے متعلق پھر[۲] کہونگا، ایک مضبوط اسکیم بنانی چاہئے۔

سیرت کے تعلق چھوڑنے مین تم نے جلدی کی اور میرے استصواب سے پہلے وہان تعلق کرلیا، خیر گذشت آنچہ گذشت،

مین غالباً دسمبر تک لکھنؤ پہنچون پھر تمام مراحل طے ہونگے،

شبلی

حیدرآباد - ۷ نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

---

[۱] یہ اس عہد کے ایک مشہور مصلح اخبار نویس کی نسبت رائے ہے

[۲] مکتوب الیہ اب تک الہلال کلکتہ کے ایڈیٹرون مین تھا اب الگ ہوگیا ہے، مولانا مرحوم سیرۃ کے دفتر مین ان کو لاتے ہین،

(۶۰)

عزیزی،

مترجم انگریزی ۱۰۰ سو روپیہ ماہوار رکھا گیا، کاتب دو مقرر کرنے پڑے،

عبدالسلام کو بھوپال بھیجدینا چاہتا ہون، اس صورت مین کیا تم اسی قلیل معاوضہ (۵۰ ؁) پر حیدرآباد رہ کر سیرۃ کے اسٹاف مین رہنا پسند کروگے،

میری اسکیم بالکل بدلگئی، یعنے اب گرمیون تک یہین جم کر رہنے کا ارادہ ہی، پورا اسٹاف یہین بلایا ہے،

شبلی

حیدرآباد - ۸ - نومبر ۱۹۱۳ء

(۶۱)

عزیزی

سلام علیکم - خط پڑھکر افسوس ہوا کہ تم نے اتنی مدت کے بعد، میری عقل، میری ہمدردی اور میرے تعلق خاطر کو یہین تک سمجھا، کیا مجھکو اتنی عقل نہ تھی کہ مین تم کو بلاکر زیربار مصارف کرتا، کیا اتنی ہمدردی نہ تھی کہ تم کو تکلیف نہ دیتا، کیا مجھکو تم سے اتنا تعلق اور اتنی محبت بھی نہین کہ اگر تم کو فائدہ نہ پہنچا سکتا تو تمہارا نقصان نہ کراتا،

بہرحال اب مین یہان سے روانہ ہوتا ہون، تم یہان آجاتے تو بہت اچھا ہوتا کہ یہان کے عمائد سے تمہاری خوب معرفی کرادیتا - خیر یہ موقع تو نکل گیا، ایک اور کوشش ہورہی ہے، جواب کا انتظار

سے ہے، لکھنؤ پہنچکر لکھونگا[۱]،

دو چار مہینہ کے لیئے سیرت مین تمہاری ضرورت ہی، یون تو ارادہ ہی کہ سیرۃ کا سلسلہ مستقل قایم کر دیا جائے، اور کم سے کم میری زندگی تک تو باقی رہے، لیکن بہرحال تم کو زیادہ روکنا نہین چاہتا،

پٹنہ سے عمدہ رسالہ نکالنا محال ہے، اچھی چھپائی کے بغیر سب بیکار ہے،

شبلی

حیدرآباد - ۲۰ - نومبر ۱۹۱۳ء

(۹۴)

عزیزی،

تمہارا اعراض دیکھ کر یہان کے قیام کا ارادہ مین نے ترک کر دیا اور لکھنؤ اور اعظم گڈھ مین رہنے کے انتظامات کر لیئے، اسلیئے اب تمہارا یہان آنا بیکار ہے، مین ۶ - دسمبر کو یہان سے روانہ ہونگا، بھوپال مین دو چار دن ٹھیرونگا، پھر لکھنؤ یا الہ آباد، کانفرنس کی شرکت سے فارغ ہو کر کہین مستقل قیام کرونگا، اور اسوقت تم کو تکلیف دونگا،

تمہاری ضرورت اس لیئے ہی کہ مُبیضہ پر نظر ثانی کرو، کوئی بات غلط درج ہو گئی ہو یا فرو گذاشت ہو گئی ہو، اُن کو نوٹ کرتے جاؤ، بعض امور مین مشورہ کی بھی حاجت ہی، چند مہینہ کے بعد تم بالکل آزاد ہو، جو تمہاری اسکیم ہو، اس کے موافق کام کرو، مین ہر کام مین مدد دینے کو تیار ہون،

---

[۱] دکن کالج پونہ کی اسسٹنٹ پروفیسری کے لئے، [۲] سیرت کے مبیضہ

رسالہ اگر نکالتے ہو تو اپ مین کیون نہ نکالو، الہلال پریس اچھا ہے

مولوی خلیل الرحمن کی پارٹی نے اب نظامت کے پختہ کرنے کے لئے لکھنؤ مین سالانہ جلسہ کرنا چاہا ہے، میرے پاس ضابطہ کی اطلاع آگئی ہے لیکن جلسہ سے تین چار روز قبل تک اس کا اعلان نہ کرینگے کہ جلسہ مین نظامت کا فیصلہ ہوگا، وقت پر مقامی اشخاص کا مجمع زیادہ ہوگا اور حسب مراد فیصلہ ہو جائیگا،

پٹنہ - آرہ - مظفر پور - بہار مین مسلمانون کے جلسے ہونے چاہئین جس مین لوگ کسی حقیقی قابل شخص کا نام نظامت کے لئے پیش کرین مین اپنے لئے نہین کہتا، بلکہ مقصود یہ ہے کہ قومی کام مین تمام قوم کی حقیقی رائے معلوم ہو، اور قوم کی عام دلچسپی بڑھے،

پٹنہ مین تم تحریک کرسکتے ہو، طلباے قدیم ندوہ، اور ڈاکٹر محمود اور اکثر بیرسٹر اور مسٹر مظہر الحق ساتھ دینگے، اس سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ندوہ کی اہمیت ثابت ہوگی، اب تو یہ حالت ہے کہ ندوہ مین کچھ بھی ہو جاے کسیکو خبر نہین، پروا نہین،

شبلی

حیدرآباد - ۲ - دسمبر ۱۹۱۳ء

(۱۴۳)

عزیزی،

سلام مسنون، حاشا یہ مقصود نہین کہ تم کو اسی دائرہ مین پابند رکھون، میری ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ احباب دائرہ درسگاہ سے نکل کر ملک مین پھیلین، اور الگ الگ نظام شمسی قائم

کرین، لیکن جب تک موقع نہ نکل آسے، اور ایک محدود خاص مدت تک (جو ۴-۵ مہینے سے متجاوز نہ ہوگی) سیرت کے کام مین رہنا چاہئے کہ پہلی جلد تیار ہوجائے ضعف حافظہ و دماغ کی وجہ سے اپنی نظر ثانی پر اطمینان نہین،

انشاء اللہ کل روانہ ہون گا۔ بھوپال دو چار دن ٹھرنا ہوگا،

مسائل ذیل پر نہایت تدقیق اور تحقیق سے نظر ڈالو۔

کعبؓ اشرف یہودی اور ابو رافع کا قتل بہ اذن آنحضرتؐ جس طرح بخاری مین منقول ہے اس کو کیون کر اخلاق کے موافق تسلیم کیا جائے[۹۱]،

راوی اول جابر بن عبد اللہ ہین، کیا وہ اس واقعہ مین شریک تھے یا شرکا رسے سنا تھا،

آیتؐ تخییر سے کیا آن حضرت پر عدل بین الازواج باقی نہین رہا۔

حضرت عائشہ کی حدیثیں توجی من تشاء کے متعلق کہان تک صحیح ہین[۹۲]،

شبلی

حیدر آباد۔ ۷ دسمبر ۱۹۱۳ء

(۱۴۶)

کارڈ[۹۳] پہنچا۔ پروفیسر صاحب نے تم پر اور مجھ پر دونون پر احسان کیا[۹۴]، ان کو عربی نحو و صرف پڑھا دو، صرف ضروری مسایل جس سے عبارت پڑھنا آجائے، پھر ادب کی ضروری کتابین،

---

[۹۱] دیکھو عبد السلام [۹۲] دیکھو حمید ۲۳-۲۴ [۹۳] مکتوب الیہ اب پونہ کے دکن کالج مین اسسٹنٹ پروفیسر ہوتا ہے،

[۹۴] پروفیسر عبد القادر، دیکھو ۱-۲۷-۲۸-۲۹

خلیل الرحمن آگرہ گئے تھے، سنا ہی کہ شاہ سلیمان کو راضی کیا ہی کہ وہ لکھنؤ آکر ایک اخبار ان کی تائید مین نکالین، شاہ سلیمان نے چار ہزار کا سرمایہ مہیا کرنا اپنے ذمہ لیا ہی،

جغرافیہ ہمدانی حافظ فضل الرحمن نے منگوایا ہی، فارسٹر کا جغرافیہ انفع الکتب ہے، یہان کے حالات مسودے لکھینگے،

سیرت کے اجزا چاہتا ہون کہ جلد مطبع مین بھیجدون،

وہان کسی اسلامی جلسہ عام مین خطبہ دو، جلسہ خود کرانا چاہئے، لوگ خود خواہش کرینگے،

مولوی رفیع الدین سے بھی ملتے رہو۔

شبلی

لکھنؤ - ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

(۶۵)

عزیزی،

خط سخت انتظار مین ملا- سچ یہ ہی کہ شیخ عبد القادر صاحب کے مکارم اخلاق، حدّ احصا سے باہر ہین ان کو عربی آجاسے تو مجھکو بیحد مسرت ہوگی،

ہنر برابد یادار تو شہ نیری[۱]

دعائیہ کلمات ہین جو سلاطین کے سامنے عرض مدعا سے پہلے ادا کرتے تھے، شاہنامہ مین ہر موقع پر یہی مصرعہ بہ تغیر یسیر آتا ہی، الفاظ مفردہ کے معنے لغت مین دیکھ لو شصت کلہ کی.

---

۱ مکتوب الیہ نے فردوسی کے اس مصرعہ کے معنی پوچھے تھے،

وجہ تسمیہ تمام تذکرون مین مذکور ہے، فارسی تذکرے مثلاً خزانہ عامرہ، آتشکدہ ضرور منگوالو،

شصت کلہ عنصری کا نہین بلکہ منوچہری دامغانی کا لقب ہی، دولت مند ہونے کی وجہ

سے یہ لقب ہو گیا تھا،

ندوہ کے متعلق کاروائیان صرف اخبار وکیل مین محدود رہتی ہین، اس کا اثر نہین ہوتا

متعدد اخبارات مین جانا چاہئے، پیسہ اخبار روزانہ ضرور شائع کریگا، انگریزی اخبارات مین

تار جاے تو وہ چھاپ دینگے، خصوصاً انڈین ٹیلیگراف، اور لیڈر،

نواب علی حسن خان اور حکیم عبدالولی صاحب نے اصلاحی کمیٹی کے لئے معزز ارکان کو خطوط

لکھے ہین، بعضون نے آمادگی ظاہر کی ہی،

انسپکٹر نے دارالعلوم دیکھکر جو رپورٹ کی، اس کی تلافی کے لیئے خلیل الرحمن، پٹیالہ

جاکر کرنل عبدالمجید خان کو لاے وہ اُن کو لیکر ایک ایک انگریز کے ہان پھرے، غنیمت ہی کہ اس

شرماشرمی مین ندوہ کی عمارت پر بہت مستعدی ظاہر کی جا رہی ہے، روپیہ مدرسہ کے فروخت

کا موجود ہے،

فارسٹر سے مین نے صرف کتبات[1] لئے ہین، کتبات حمیری کے علاوہ نابتی کتبات

کے فوٹو بھی دونگا، کاپیان لکھوانی شروع کرتا ہون، رعد کے ہان چھپنے کا انتظام ہوگا

تم یہ تو دریافت کرلو کہ رسالہ مین تمہارا نام اڈیٹر کے عنوان سے درج ہو سکتا ہی یا نہین

سرکاری ملازمون کو پوچھنا ضرور ہی،

---

[1] مکتوب الیہ نے فارسٹر کی نامعتبری کی نسبت لکھا تھا دیکھو حمید ۱، -

میری نظمون کی ضبطی کا یہان بہت برا اثر ہوا[۱]، لفٹنٹ گورنر صاحب سے ایک پارٹی مین سامنا ہوگیا پہلے تو کہا "مزاج مقدس"، پھر شکایت آمیز بلکہ طعن آمیز فقرے کہے، ابھی تک مین ان سے مل نہ سکا، جاسوسون نے ان کو سب نظمین پہنچائین اور معنی سمجھائے، چیف سکرٹری صاحب بھی مجھسے شاکی تھے، مین نے کہا یہ اتفاقیہ خلاف معمول بات ہوئی ورنہ مین نے تو ہمیشہ بے تعصبی پھیلانے کی کوشش کی ہے،

الہلال سے مضمون واپس لینا مشکل ہے، مایوس ہونا چاہیئے،

اوقاف اسلامی کے متعلق تحریک شروع کی ہے، ایک کاپی تم کو بھی بھیجتا ہون،

ہان وہان پبلک سے بھی تعلقات پیدا کرو، پروفیسر صاحب کا تعلق انگریزی حلقہ تک محدود ہے وہان انجمن اسلام مین آمد و رفت پیدا کرنا چاہیئے،

بہت لکھ گیا (خلاف عادت) لیکن تم سے باتین کرنا اب یون ہی ممکن ہے، یا اپریل مین بمبئی آیا تب،

شبلی

۵- فروری ۱۹۱۴ء

(۶۶)

مولوی سید سلیمان صاحب

آج رات کو میرا صندوق چوری گیا، دو سو(۲۰۰) کے نوٹ تھے، اس کا تو مضایقہ نہین، لیکن

---

[۱] دیکھو ۱۴-۱۹۱۳ء

بہت ضروری کاغذات تھے، اس ترددین اور پولیس کی آمد و رفت مین جواب کافی نہ لکھ سکونگا

افتخار عالم[ط۱] صاحب میری لائف کیا لکھین گے، کبھی تم اور دنیا کے تمام کامون سے

فارغ ہوتا تو تمھین لکھنا،

وقف پر اب خود گورنمنٹ کانفرنس بٹھاتی ہی اسی مہینہ مین،

ہمارانی وغیرہ کے لیئے پھر یاددہانی کردینا، اس وقت مشوش ہون،

شبلی

۱۸- فروری ۱۹۱۴ء

(۶۷)

عزیزی

جو شرطین تم نے پہلے خط مین لکھی تھین، کیا اس سے بھی انکو اب انکار ہے، وہی قبول

کرلو، کیشن غیر معلوم الاسماء سہی، آخر چارہ کار کیا ہی، کوئی بات ذہن مین آسے تو لکھو، میان

مسعود کیا کہتے ہین، نواب علی حسن خان صاحب یا حکیم عبدالولی صاحب بحیثیت سکرٹری

کمیٹی اصلاحی، ان لوگون سے ملین، شاید کوئی بات طے ہو،

وقت ایسا ہی کہ علیگڈھ والے جو ندوہ کے ابتدا سے دشمن تھے، البشیر وغیرہ

اب ندوہ کی حمایت کے پردہ مین اصلاح کے دشمن بن گئے ہین اور میرے انتقام

[ط۱] مولوی افتخار عالم صاحب مارہروی، سوانح نگار مولوی نذیر احمد مرحوم، مولانا کی لائف لکھنا چاہتے تھے، حالات پوچھتے تھے، مکتوب الیہ نے ان کے لئے سفارش کی تھی، اسپر لکھتے ہین،

کے لئے ہر قسم کے بہتان وافترا سے کام لے رہے ہین، پیسہ اخبار وغیرہ نواب اسحاق خان کے زیر اثر ہین، ہمدرد پر اندرونی دباؤ پڑ رہا ہے، یہان بڑے بڑے مخالفت کے سامان ہین، اور حکیم صاحب کا پُرزور ہات نہ ہوتا تو یہان ہرگز جلسہ نہ ہو سکتا، اور اب بھی طرح طرح کی کوششین جاری ہین[۹۱]

شبلی

دہلی - مئی ۱۴ء

(۶۸)

برادرم،

مجھکو معلوم نہ تھا کہ تم پونہ آگئے، یہان نہایت سکون سے کام ہو رہا ہی، ہندوستان مین تمام وقت رائگان گیا، اب تو کام پورا کر کے یہان سے نکلونگا، نہایت قابل مسرت اکتشافات ہوئے خیبر وغیرہ کی نسبت قطعی ثابت ہوا کہ یہودیون نے مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ اور تیاریان کر لی تھین، اور امدادی قبایل خیبر مین پہنچ چکے تھے، اور بہت سے اہم امور ہین ترتیب کتاب بھی اب جا کر طے ہوئی،

اچھا یہ تو خاص ذاتی کام ہی، ندوہ تو سر دست گیا، اب کیا کرنا چاہئے، آزاد[۹۲] سے مشورہ ہوا، راے یہ ٹھیری کہ اصل غرض قابل اشخاص کا تیار کرنا ہی، اس لئے مین خود دو چار

---

۹۱ یہ خط طلبہ ندوہ کی اسٹرائک اور دہلی مین حاذق الملک حکیم اجمل خان کی کوشش سے جو ندوہ کا اصلاحی جلسہ اس زمانہ مین ہونے والا تھا اس کے متعلق ہی، ۹۲ مولوی ابو الکلام آزاد

قابل طلبہ اپنے پاس رکھوں اور انکو کسی فن مین تیار کرون، اور صحیح مذاق ان مین پیدا کرایا جائے ان کے مصارف کا تکفل بھی (جنکو ضرورت ہو) میرے ذمہ ہوگا۔ اگر تم اس رائے سے متفق ہو تو لکھو اور کوئی طالب العلم اس کے قابل ہو اور میرے ساتھ رہنا چاہے تو اس کے نام سے مطلع کرو، نیز ایک وظیفہ فنڈ قایم ہونا چاہیئے، اس مین کچھ ماہوار تم بھی دو،

میان حمید الہ آباد جا رہے ہین، چارج دیچکے، شاید بمبئی ہوتے جائین، اب کی مولوی شبلی[۵۱] اور شبلی متعلم بھی اسٹرایک کے جرم مین نکالے جانے والے ہین،

؏ کردیا سفاک نے میدان صاف

ایک اسکیم حسب رائے مذکورہ بالا تیار کرو، اور اسکے کام ہملوگون مین تقسیم کرلئے جائین ایک حصہ میان حمید کے ذمہ بھی ہوگا،

شبلی

بمبئی - ۲۱ جون ۱۹۱۴ء

(۶۹)

برادرم،

مین نے مسعود کو لکھا تھا، اُنھون نے لکھا کہ درجۂ تکمیل مین کوئی اس قابل نہین، محسن کو بھی اسی مین شمار کیا ہی، بہرحال خلیل وغیرہ کو لکھدو۔ جب چاہین یہان چلے آئین،

عبد السلام کو تو الہلال مین بلایا ہی۔ مجھکو لکھا تھا کہ جون مین جاونگا، اگر وہان نہ جائین تو

۵۱ مولوی شبلی سلّمہ ندوی مولانا کے مخصوص شاگرد، اس وقت ندوہ مین مدرس تھے،

اور کوئی بند وبست کیا جائے، شبلی کے لیئے بھی بہت ٹھکانے ہین، ان مین تصنیف یا تقریر کا مادہ ہوتا تو مین اپنے ہان بلا لیتا، عبدالرحمٰن نگرامی بھی قابل تربیت[91] ہی

قبل اسلام عرب پر مین نے اجمالاً لکھا ہی، افسوس وہ اجزا یہان نہین ہین، لکھنؤ سے منگوایا ہی، بہر حال مناسب ہوگا تو سیرت مین تمہارے ہی نام سے شامل کر دونگا،[92]

مولوی سید علی بیچارون[93] کا کوئی ٹھکانا نہین، ان کی بڑی فکر ہی، بعض ارکان کو مین نے خط تو لکھا ہی کہ ان کو ہلاکت سے بچالین،

شبلی

بمبئی - ۲۳ جون ۱۹۱۴ء

(۶۰)

برادرم،

آج بھوپال سے خط آیا، حضرت عائشہ کی سوانح کا بہت تقاضا ہی یعنی جلد تیار کر دو، تم ایک مدت سے اسمین مصروف[94] ہو، استدراکات علی الصحابہ کا انتظار تھا، وہ مین نے تم کو دیدی (ہان اس کو مولوی شیر علی صاحب کے پاس فوراً بھیجدو) اب کیا انتظار ہی، مفصل جواب لکھو کسقدر ضخامت ہوگی، مجتہدات لکھ لئے ہین یا نہین، بیگم صاحبہ معقول معاوضہ دینگی، وہ یہ

---

[91] یہ سب بعض طلباء دار العلوم کے نام ہین [92] لیکن طول وضخامت کی وجہ سے سیرت مین داخل نہ ہوسکا اور ارض القرآن کے نام سے الگ شائع ہوا [93] دیکھو مکتوب ۷۹، اسٹرائک کے جرم مین الزام شرکت کی بنا پر ناظم جدید نے ان کو علیحدہ کرنا چاہا تھا، [94] دیکھو مکتوب ۷۷، ۵۹، ۸۳، ۸۴، ۸۷، ۸۱، ۸۸

بھی چاہتی ہین کہ اور ازواج کی بھی سوانح عمریان قلمبند ہو جائین، لیکن چونکہ جلد چاہتی ہین اور تم کو فرصت نہ ہوگی اس لئے کچھ اور انتظام کرنا پڑیگا، حضرت عایشہ کے متعلق میری خاص معلومات ہین مین تمہارا مسودہ دیکھتا تو رائے ظاہر کرسکتا،

ماسٹر دین محمد ندوہ سے موقوف ہوکر بمبئی آئے ہین، اُن کا کیا ٹھکانا کیا جائے ہفت مین لڑکر الگ ہوگئے،

عبید جاہلی کا دیوان نہایت پرتکلف لندن مین مع ترجمہ انگریزی چھپا مین نے لے لیا، معجم الادبا کی بھی چھٹی جلد آگئی، اس مین جاحظ کا بھی حال ہے، اسی کے کتاب دلایل النبوۃ کے سو نسخے ایک وقت ایک مصنف نے لوگون کے پاس دیکھے، آج ایک صفحہ موجود نہین! وذلک من جنایا الاشعریۃ،

شبلی

بمبئی - ۲۰ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۷)

حضرت عایشہ اور دیگر ازواج مطہرات کو ملاکر ایک مستقل

بھی شامل سیرت ہو اور مخصوصاً تمہارے نام سے ہو اس کی اشاعت اور اسکا نفع بھی تم ہی سے متعلق ہوگا، البتہ یہ ضرور ہے کہ صاف شدہ مسودہ مین ایک نظر دیکھ لون،

اگر ازواج کا حال، جدا سلسلہ مین تو مجھکو سیرۃ مین سے یہ حصہ بالکل الگ کردینا پڑیگا، عبدالسلام دو دو کام کیونکر کرین گے، ان کی زبان ادب آشنا ہی نہین،

میاں حمید حیدرآباد پہنچ گئے، مولوی شیر علی صاحب بھی غالباً وہاں لے لئے جائیں،

شبلی

۴ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۲)

برادرم،

مسند[1] عائشہ میرے پاس ہی، میں دیدونگا، طبقات میں لغویات زیادہ ہیں، اس سے کیا فائدہ، بخاری مسلم، ابوداؤد کافی ہیں، یہ کتابیں یہاں کسی انجمن سے مل جائنگی، شیخ عبدالقادر صاحب بھی لا سکتے ہیں، ان کے مجتہدات کے نوٹ میں دیکھوں تو بتاؤں کہ کسقدر اضافہ ہوسکتا ہی، فن درایت کی وہ خاص موجد ہیں، اس کو خوب پھیلا کر لکھ سکتے ہیں فقہیات اور اعتقادیات میں بھی انکا بڑا حصہ ہی، تم پورا ایک خاکہ دو چار صفحہ میں لکھ کر بھیجدو تو میں رائے دوں،

ہاں اسلم جیراجپوری نے بھی تو شاید حضرت عائشہ کی سوانح لکھی ہی، اس کو دیکھ لو کہ اس سے بہت الگ رہے یا بہت آگے نکل جائے،

تم نے لکھا کہ مسعود علی اطمینان دلاتے ہیں وہ کیا بات ہی؟

حمید کا خط حیدرآباد سے آیا، مولوی شیر علی کی پروفیسری کا یقین دلاتے ہیں،

شبلی

بمبئی، ۳ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

---

[1] یعنی مسند ابن حنبل جلد حضرت عائشہ،

(۷۳)

ترمذی مین اکثر مسایل مین حضرت عائشہ رضؓ کی اجتہادی مسایل کی تصریح ہی، ان کو الگ یکجا جمع کرلیا ہی یا نہین، ایک فہرست تمہارے ہات کی لکھی ہوئی میرے پاس ہی جسمین خاص حضرت عائشہ رضؓ کے معلومات ہین، ان پر جو اعتراضات ہین، ان کے تفصیلی جوابات پیش نظر ہین یا نہین تمہارا سرمایہ اجمالاً بھی پیش نظر آجائے تو اُسپر اضافہ کے متعلق اپنی راے لکھون، یون کیا بتاون اور کیا لکھون،

آج ایک حمایل مارصہ پر ہدیہ لیا ہے

شبلی

بمبئی - ۶ جولائی ۱۹۱۴ء

(۷۴)

مشرق کا مضمون تو بہت پرزور اور پرازلطافت[۱] ہی، البتہ ایک غلطی کی فوراً اصلاح کرادینی چاہیے مین نے یکمشت چندہ چھ سو دیا تھا مضمون مین چھ ہزار چھپ گیا ہی، اس قسم کی غلطی سے مضمون کا مضمون مبالغہ آمیز ہوجاتا ہی، غالباً مشرق نے خود یہ تصرف کیا ہی،

ایک کارڈ ابھی لکھ چکا ہون، جواہر خمسہ، اربع عناصر اور فلک ہی، یونانیون کے نزدیک

---

[۱] مشرق گورکھپور مین ایک بزرگ نے مولانا پر اعتراضات کا سلسلہ لکھنا شروع کیا تھا، اسکے جواب مین مکتوب الیہ نے جو مضمون لکھا تھا، اُس کی نسبت ارشاد ہی،

فلک کا عنصر، ایک عنصر خاص ہے لیکن یہ تشریح قطعی نہین، ممکن ہے کہ اور کچھ مراد ہو۔[۱]

شبلی

بمبئی۔ ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء

(۷۵)

عزیزی

قاری صاحب، ابھی تک تگ ودو مین ہین،

مسودہ دستور العمل پر کون لکھے، اتنا درد سر کسکو ہے کہ دونون دستور العملون کا مقابلہ کرکے وجوہ نقص بتائے، اصلاحی کمیٹی سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اپنا مسودہ شائع کردیتی، نواب صاحب ممبرون کو تار دیتے ہین کہ مین سے جواب نہین آتا، ۱۷ جولائی کو ان کی کمیٹی ہے، جو طے ہوگا شائع ہوگا مسودہ نے جو کچھ بھی پبلک کو مداخلت کا حق تھا وہ بھی اڑا دیا، مثلاً انتخاب نظامت مین جلسہ عام کی منظوری کی قید تھی، اب جلسہ عام کچھ نہ رہا، اور لطف یہ کہ اس کا کورم بھی صرف پچیس آدمیون سے پورا ہو جائیگا، سب سے مقدم بات یہ ہے کہ موجودہ باڈی جو جولائی سنہ ۱۹۱۳ء مین بالکل بے قاعدہ منتخب ہوئی، کیونکہ ان ممبرون نے منتخب کیا جنکی میعاد ممبری دو مہینے پہلے ختم ہو چکی تھی، وہ بعینہٖ قایم رہی اور وہی لوگ جدید ممبرون کو انتخاب کرینگے، اس لئے ارکان کی نوعیت ہمیشہ وہی باقی ہوگی جو تھی، حالت یہ ہے کہ ایک شخص بھی نہین جو قانون اور قاعدہ کو پڑھے اور قانونی حیثیت سے تیار ہو، ارسٹل، لکچرز وغیرہ مین صرف لفاظی درکار ہے وہ موجود ہے، باقی اصل ضابطہ اور قاعدہ کی بحث آجاتی

[۱] دیکھو مکتوب ۹۲۔

ہے تو سب رہ جاتے ہین، ابوالکلام صاحب کا تار آیا کہ تم لکھ کر بھیجدو، مجھپر یہ بہت جبر ہوتا ہے اور
بالکل جی نہین لگتا،

بہرحال ایک آرٹیکل لکھ کر وکیل مین بھیجدو جس مین صرف یہ بات دکھائی جائے کہ اصلاح
کے لئے جو ذرایع اب تک ممکن تھے مسودہ دستور العمل سے اب اس کا بھی استیصال کر دینا مقصود
ہے، اس لئے کہ موجودہ کمیٹی باوجود بے قاعدگی باقی رہی جلسۂ عام کا کوئی حق نہین رہا، ناظم کے
اختیارات کی وسعت اور عمومیت کی کوئی حد نہین رہی، البتہ ایک لطف کی بات ہے، ناظم کے
لئے لکھا ہے کہ مشاہیر علما سے ہو، معلوم نہین مولوی خلیل الرحمن نے یہ طے کر لیا ہے کہ ان کو لوگ
مشاہیر علما مین تسلیم کرتے ہین،

ماسٹر دین محمد بھی یہان آگئے

شبلی

۱۶- جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۶)

جواہر خمسہ کے متعلق آج تصریح ملی، یعنی ہیولیٰ، صورت، جسم، عقل، نفس، مجھکو دیا تھا لیکن
ذہول ہو گیا تھا، آج ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ مین یاد دلایا،

شیخ صاحب سے جواہر خمسہ کی نسبت کہدینا،

شبلی

۱۰- جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۷)

معلوم نہین امام مالک کے اجتہادیات کو تم نے کس حد تک لکھا ہی[۵۱]، موطا کی شرح زرقانی اس کے سیلئے نہایت مفید ہی، یہان ملتی ہی لیکن گران ہی،

میان حمید کے خط سے معلوم ہوا کہ مولوی سید علی[۵۲] بھی وہان سے لیئے جائینگے اور مولوی شبیر علی کا تو گویا فیصلہ ہو چکا، ایک دو جگہ اور خالی ہین، کسکی تحریک کرون، تمہارا وہان جانے مین کچھ بہت فائدہ نہین، اور علمی مذاق فنا ہوجائیگا، وہان کے مصارف بہت ہین،

شبلی

بمبئی - ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۸)

بدایۃ المجتہد ابن رشد، اور احکام القرآن ابوبکر عربی، منگوالو، امام مالک کی فقہ پر اُن سے کافی مدد ملے گی،

تم نے شروع کر دیا تو خیر ورنہ ابن تیمیہ کی لائف فرض اولین ہی، مجھے اس شخص کے سامنے رازی و غزالی سب ہیچ نظر آتے ہین[۵۳]، ان کی تصنیفات مین ہر روز نئی باتین ملتی ہین باربار دیکھنا

---

۵۱ مکتوب الیہ نے حیات مالک لکھنی شروع کی، اُسکے متعلق مشورہ ہی ۵۲ دار العلوم حیدرآباد مین، مولوی سید علی زینبی امروہوی، مدرس ادب دار العلوم ندوہ مولانا کے مخلصین مین تھے، ان کا ذکر آگے بھی آئیگا ۵۳ مولانا روز بروز ابن تیمیہ کے بہت معتقد ہوتے جاتے تھے، بلکہ ایک بار مکتوب الیہ سے یہ بھی فرماتے تھے کہ مین عقائد اور فقہیات ہر چیز مین ابن تیمیہ کو تسلیم کرتا ہون،

شرط ہی، اس شخص کی راے ہی کہ یہود و نصاری اگر اپنے مذہب پر قائم رہین (تثلیث چھوڑ کر) اور اعمال حسنہ بجالائین، تو اسلام انکو اجازت دیتا ہی، اسپر کافی بحث کی ہی، گو اصل نتیجہ کو کسیقدر ماند کر دیا ہی، تمام قران مجید سے استدلال کیا ہی،

شبلی

۲۸ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۷۹)

میرا سب[۱] کچھ جاتا رہا - انا للہ

شبلی -

الہ آباد - ۱۰ اگست سنہ ۱۹۱۴ء

(۸۰)

واقعہ حال[۲] نے میرے حواس کھو دیئے، اس لئے ممکن ہی کہ جواب نہ گیا ہو،

مین اب اعظم گڑھ مین ہون، اور ارادہ ہی کہ یہین مستقل قیام کرون، استقلال کا ہر طرح سامان کر رہا ہون، دار المصنفین کے لئے بنگلہ اور باغ وقف کرنا چاہتا ہون، چونکہ خاندان کے اور لوگ شریک ہین، اس لئے ان کو بھی وقف پر آمادہ کر رہا ہون، پندرہ بیگہ خام کا رقبہ ہی، اسی مین نیشنل اسکول بھی آجائیگا،

درجہ تکمیل کے لئے شایقین کو اطلاع دیتا ہی، اگر آؤ تو اعظم گڑھ آؤ تمہارے قیام کے لئے

---

[۱] اطلاع وفات مولوی محمد اسحاق برادر مولانا ۔ [۲] مرحوم وفات مولوی اسحاق،

الگ کمرہ مع ضروریات کے موجود ہی،

شبلی   اعظم گڑھ، ۵ ستمبر ۱۹۱۴ء

(۸۱)

تمہارا انتظار بہت[۵۱] رہا۔ مسعود آئے بھی اور چلے گئے، وہ تو اس ویرانہ کو علمی کوششون (دار المصنفین، تکمیل وغیرہ) کی جولانگاہ بننے کے قابل خیال کرتے ہین، کتابین بقدر ضرورت مہیا ہوگئی ہین، حجرہ سات الماریان بھر گئی ہین، وقف نامۂ باغ زیر تحریر ہے، بنگلہ کے بغل مین مختصر سا دار الضیوف بنگیا ہی، غالباً تمکو تکلیف نہ ہوگی لیکن آؤ تو چند روز ٹھیرو، پا در رکاب آنا پسند نہین، شائد اسوقت تک مسعود دوبارہ آئین، علی محسن وغیرہ امتحان کے بعد آئینگے،

ندوہ کی اب یہ نوبت پہنچی کہ آفتاب احمد خان کے ماتحت ملازم معائنہ کو آتے ہین اور دلی کے جلسہ کی تحریک کا جواب دیا جا رہا ہی،

شبلی - اعظم گڈھ، ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۴ء

(۸۲)

بھائی مجھکو[۵۲] اور لوگون کو کیون دق کر رکھا ہی، آنا ہی تو آؤ ورنہ الیاس احدی الراحتین،

شبلی

اعظم گڈھ، ۲۶ اکتوبر ۱۴ء

---

[۵۱] افسوس ہی کہ مکتوب الیہ اتفاقاً بیمار ہوگیا، اس لئے تاریخ مقررہ پر نہ پہونچ سکا،

[۵۲] مکتوب الیہ کے نام آخری خط، آہ جب وہ پہونچا تو لانے والا بستر مرگ پر دراز تھا،

۴۳-مولوی مسعود علی صاحب ندوی کے نام

(۱)

عزیزی، دعاؤ سلام،

خط پہنچا[۱]۔ مین بخوبی اندازہ کرتا ہون کہ تم کو میرے قطع تعلق کا کسقدر رنج ہوا ہوگا، لیکن بھائی چارہ کیا تھا، میرے لئے، دار العلوم کے لئے، قوم کے لئے یہی مفید تھا کہ اس بک بک اور زق زق سے رہائی حاصل کیجائے، اگر کام کرنا ہوگا تو کام بہت ہین،

ہان بہتر تو ہی کہ یہان آجاؤ، یہان نہایت عمدہ موسم ہی، گرمی نام کو نہین، تفریح بھی ہوجائیگی، بھائی مین تو عام لوگون کو بھی نہین بھولتا، تم کو کیا بھولون گا،

کئی لڑکون کو جوابی خط لکھ چکا ہون، اسیلئے مختصر پر اکتفا کرتا ہون،

شبلی۔ بمبئی ۲۲- جولائی ۱۹۱۳ء

---

[۱] مکتوب الیہ کا سال فراغت یہی ہی، اس لئے اس زمانہ سے خط شروع ہوتے ہین، یہ وہ زمانہ ہی جب مولانا نے دار العلوم کی معتمدی سے استعفا دیدیا ہی، اور تمام طلبہ بیقرار ہین، مکتوب الیہ کا ندوہ کی اصلاحی کوششون مین بڑا حصہ ہے، اس لیے ان خطوط مین زیادہ تر اسی کے متعلق واقعات ہین، ان خطوں مین نواب صاحب سے مقصود نواب سید علی حسن خانصاحب خلف نواب صدیق حسن خان مرحوم ہین، وہ اصلاحی کمیٹی کے سکرٹری تھے،

(۲)

عزیزی، سلام و دعا،

خط پہنچا، تمہارے وداعی جلسہ[1] کا حال پہلے ایک خط سے معلوم ہوا تھا، مین ایک نہایت ضروری لیکن پرکیف خدمت مین مصروف ہون، (سیرۃ نبوی) وہ جسقدر زیادہ ختم کے قریب آتی جاتی ہی، ذوق بڑھتا جاتا ہی، اسلیے اکثر یہ ارادہ ہوتا ہی کہ پہلی جلد تمام کرکے یہان سے نکلون، وہان یہ یکسوئی کہان لیکن بظاہر پہلے آنا پڑیگا، اس غرض سے کہ بعض امور مین میان حمید سے مشورہ رہ سکے،

ندوہ سے تعلق منقطع ہونا تو محال ہے لیکن یہ وہین آکر فیصلہ ہو سکتا ہی کہ تعلق کی نوعیت کیا ہو، لوگ تو لکھتے ہین کہ ابھی سے حالت بالکل بدل گئی ہے۔ درحقیقت اب وہ محض لونڈون کا مکتب رہ جائیگا،

تمہارے اشغال کی نسبت وہین آکر فیصلہ ہو سکتا ہی کیونکہ یہ باتین خط کتابت سے انجام نہین پا سکتین، دیر تک بالمشافہ تبادل خیالات رہنا چاہیے،

حالت موجودہ کا افسوس ضرور ہی لیکن ہمکو اس پیر بے مغز سے یہ سیکھنا چاہیے کہ اس نے دس برس متواتر کوشش مین کبھی ناکامی سے ہمت نہین ہاری، پبلک کی قوت ملک مین بڑھتی جائیگی اس سے کام لینا چاہیے، چند سازشی آدمی مفت مین ایک بڑے قومی کارخانہ کو دبا بیٹھین

[1] تکمیل تعلیم کے بعد مدرسہ سے جب مکتوب الیہ رخصت ہوئے، تو طلبہ و مدرسین نے نہایت گرمجوشی سے وداعی جلسے کئے، اس کی طرف اشارہ ہی،

اسکو قوم کیونکر دیکھ سکیگی، لیکن قوم کے متوجہ کرنے کی تدبیرین کرنی چاہئے،

تم عملی آدمی ہو، اس لئے قومی اشتغال مین اہل قلم سے تمہاری زیادہ ضرورت ہی،

شبلی

۱۴- اگست سنہ ۱۹۱۳ء

(۳۳)

عزیزی،

دعاؤ سلام، تمہاری تمام تجویزات سے مجھکو اتفاق ہی، لیکن اس کے لئے ضرور ہی کہ میرا قیام لکھنؤ مین ہو، لیکن لکھنؤ مین بار بار اسہال اور پیچش کے ایسے سخت دورے پڑتے ہین کہ بہت ڈر لگتا ہی، غالباً الہ آباد مین مستقل قیام مناسب ہوگا، اور لکھنؤ کا ماہوار دورہ،

سیرت مین دونون صاحبون کا تعلق بظاہر دقت طلب ہی، اس لئے کہ اب صیغہ عربی سے مقدم کام انگریزی کا آپڑا ہے، اور لائق مترجم (۱۰۰) مار سے کم مین نہین ملتا، تاہم یہ مشکل بھی حل ہوجائیگی یہ بھی ایک مشکل ہی کہ سیرت کی مدت سنہ مین ختم ہوجائیگی، معلوم نہین بھوپال اس کے بعد اضافہ کرتا ہی یا نہین، خیر ایسی باتین مہمات مین سد راہ نہین ہوسکتین، لیکن عزم و ثبات درکار ہی،

ایوب[5] سے معلوم ہوا کہ تم حیدرآباد آکر وکالت کا امتحان دینا چاہتے ہو، اس حالت مین وہ سب خواب اضغاث احلام ہین،

شبلی - حیدرآباد - ۱۰ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء

---

[5] مولوی محمد ایوب صاحب ندوی وکیل حیدرآباد،

(۴)

عزیزی

یہ کیا بات کہتے ہو کہ لکھنؤ اور تم لوگون سے متنفر ہو گیا ہون، تو پھر جی کر کیا کرونگا ؟

نظارۃ القرآنیہ مین جانا بیکار ہی بجز ۵۰ ماہوار کے اور کچھ حاصل نہین وہ تمہین کیا سکھا ئینگے

مین انشاء اللہ اوایل دسمبر تک لکھنؤ پہنچ جاؤنگا مستقل قیام کے لئے سب سے پہلے تو صحت شرط ہی

پھر ایک وسیع مکان کا ملنا، جو ۵۰ للعہ کرایہ تک کا ہو،

اتفاق کی بات نظامت پر ابھی دونون شرر[۵۱] اور مولوی عبدالودود بریلوی نے پر زور مضامین لکھے،

عبدالباری[۵۲] کو بھی لکھو، دوسرے ارکان کو آمادہ کرنا چاہئے، ارکان کا لکھنا خاص اثر رکھتا ہے، نواب علی حسن خان سب کچھ لکھ سکتے ہین لیکن لکھنا نہین آتا،

افسوس ہو اب مین بہت بیمار رہتا ہون ہفتہ مین بمشکل دو تین دن لکھ سکتا ہون،

شبلی

حیدرآباد - ۴ نومبر ۱۹۱۳ء

(۵)

افسوس یہ ہوا کہ تمہارے اور رشید السلام کے نام خطوط اعظم گڈھ کے پتہ سے بھیجے تھے

خیر، مکان کی حفاظت کا کیا بندوبست ہی، اور خوشنویس صاحب کیونکر کام کرتے ہون گے،

---

۵۱ مولوی عبدالحلیم صاحب شرر ۵۲ مولوی عبدالباری ندوی،

یہ تو بڑا ہرج ہوگا، معلوم نہین مقدمہ[۹۱] مین کیا ہو رہا ہی، پتہ کیا لگا ہوگا!

میان ماجد[۹۲] کا انگریزی مضمون دار المصنفین وغیرہ رجسٹرڈ بھیجدو،

عبد السلام تعین مضامین قرانی کے منتظر ہین، اُن سے کہو کہ خود کوئی کتاب قرآن مجید پر لکھتے تو کیونکر لکھتے، میرے کام مین ایسے بھولے بنجاتے ہین[۹۳]،

شبلی

الہ آباد، ۲۸-فروری سنہ ۱۹۱۴ء

(۶)

عزیزی،

اجلاسہ مین عبد السلام کے اور میرے[۹۴] خطوط غلط یا صحیح پڑھے گئے، پھر کیونکر ممکن ہی کہ وہ درج کارروائی نہ ہو، اور اس سے یہ لوگ سازش کا کام نہ لین، ان لوگون نے اپنی تمام خرابیون اور اسٹرائیک[۹۵] کے سارے زور کو صرف سازش اور میرے شرکت کی ادعا سے ٹھنڈا کر دینا چاہا ہی، اور البشیر وغیرہ بھی اثر ملک مین پھیلا دینگے،

---

[۹۱] مولانا کے کاغذات چوری گئے تھے اسکے متعلق استفسار ہی، دیکھو (۴۲) ۲۶، نیز ۴۴-۴، [۹۲] مسٹر عبد الماجد بی-اے [۹۳] دیکھو مکتوب ۶-نیز ۴۴ ۴، [۹۴] دیکھو ۴۴، [۹۵] مولانا کے استعفا کی بنا پر طلبہ ناظم جدید سے برہم تھے اسکے بعد اور بھی کئی باتین ناظم جدید کی طرف سے اشتعال انگیز ہوئین جن سے لڑکون مین جوش پیدا ہوا اور دو مہینہ تک انھون نے مدرسہ جانا چھوڑ دیا، تمام ملک مین ایک شور برپا تھا، طلبہ کی تائید مین ملک مین ۵۱ جلسے ہوئے بڑے بڑے اخبارات ان کے ہمزبان تھے، اس موقع پر مکتوب الیہ بھی لڑکون کے ساتھ تھے،

۲- تم نے مدرسہ الگ کرلیا اور فرض کرو چند روز چلا بھی سکے، تو بحث یہ ہے کہ کب تک؟ اور اس سے ان کو کیا نتیجہ ہوگا؟ وہ دیوبند وغیرہ سے لونڈے بلوالیں گے اور خود شہر مین وظایف پر پل جائینگے،

۳- عبدالسلام کو اب فیصلہ کرلینا چاہیئے، اگر لکھنؤ مین رہین تو ان سے تدریس ادب کا بھی کام لو، اور اگر وہ کلکتہ جائین تو سیٹر کے لئے کسی ایسے شخص کو لو، جو درس کے کام بھی آسکے،

۴، پورا اطمینان ہوجاتا تو مین بمبئی چلا جاتا،

۵، ماہوار مالی اعانت کی کیا سبیل ہے، اس مین میرا جو حصہ ہو بتادو،

۶- ماسٹر دین محمد کو بلالو، شاید لکھنؤ مین اس قدر ارزان لایق شخص نہ مل سکے،

شبلی

دہلی- اپریل ۱۹۱۴ء

(۷)

مولوی مسعود علی،

(۱) میری تمام ذاتی کتابون کی یعنی جو کتب خانہ کی نہین ہین، گو اور کسی کی ہون، مولوی عبدالسلام سے کہو کہ فہرست بناکر میرے پاس بھیجدین،

(۲) انگریزی کتابون مین مسٹر سنیٹ کی ایک کتاب ہے، مولوی عبدالماجد صاحب، بی-اے سے کہو کہ میرے پاس بھیجدین،

۱- بلاغت

۲- مسایل عقاید و کلام،

۳- مسایل حکمیہ و تمدن

۴- اخلاق

عبدالسلام قرآن مجید ایک طرف سے پڑھنا شروع کرین، جو آیت جس مد مین آئے الگ کاغذ پر اس عنوان کے تحت مین لکھتے جائین،

اُن الفاظ کو بھی یکجا کرنا چاہیے جو قرآن کے اصطلاحی الفاظ ہین، مثلاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، منافق، مومن، رکوع، سجود، وغیرہ یعنی قرآن مجید نے زبان مین کتنے اصطلاحی الفاظ اضافہ کیے،

ضروری

اکرام اللہ خان[۱] نے ایک یادداشت کی بیاض بنا دی تھی، جو لوگ کتاب مستعار لے جاتے تھے، اُسپر اُن لوگون کا نام لکھ لیا جاتا تھا، اس کو دیکھکر لوگون سے کتابین واپس لے لو، اور میری کتابون مین داخل کردو،

شبلی

اپریل سنہ ۱۹۱۴ء

(۸)

مولوی مسعود علی،

مین بار بار روکتا تھا کہ اسٹرائیک سے کیا نتیجہ ہوگا؛ لیکن آخر ہوئی اور لطف یہ کہ اسکی اتنی

---

[۱] مولوی اکرام اللہ خان ندوی، اڈیٹر الندوہ سلسلۂ جدید، دیکھو مکتوب ۱۱

قیمت ٹھیری کہ میری سازش تھی،

مجلس انتظامیہ اپنی رپورٹ شایع کرگی، اس مین بڑے بڑے نام ہین، اس کے مقابلہ مین بیچارے بچون کی کیا وقعت ہوگی،

بہرحال کیا حال ہی، اور کیا اسکیم ہی؟

یہ لوگ چھ برس سے میرے خلاف ارکان مین برہمی پیدا کرانے کی سازش اور کوشش کراتے رہے، وہ اسٹرائک نہین اور یہ اسٹرائیک ہی،

غریب لڑکے کیونکر بسر کرتے ہین، اور کب تک کرینگے، مکان کونسا ہی، وہ بھی تو خالی کرایا جائیگا،[۵]

شبلی

دہلی، ۱ اپریل ۱۹۱۴ء

(۹)

عزیزی،

حیدرآباد کی ماہوار، اب تک نہین آئی ورنہ روپیہ پہنچ گئے ہوتے، آج کل مین آئیگی یہ لکھو کہ درجہ تکمیل مین کون کون ہین، اُن کا امتحان آخری کب ہوگا؟

مین چاہتا ہون کہ دو چار قابل طلبہ اپنے ساتھ رکھون، کسی فن کی ان کو تکمیل کراؤن، ان مین سے جن مین تصنیف کا مادہ ہو ان کو تصنیف کے لئے تیار کیا جائے،

---

[۵] دیکھو ۵،

جو غیر مستطیع ہون سگے، ان کے مصارف کا بندوبست ہوگا، اس لئے ایسے طلبہ کی (اگر ہون اور پسند کرین) ایک فہرست لکھ بھیجو،

ماسٹر صاحب نے تو لکھا ہی کہ وہ نوکری چھوڑ کر یہان آتے ہین،

سید سلیمان کا کیا پتہ ہی،

شبلی

بمبئی، ۱۵ جون سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۰)

عزیزی،

تم لکھتے ہو کہ کوئی مستقل کام نہین، اصلاح ندوہ سے بڑھکر کیا کام ہی،

نواب صاحب بالکل اکیلے ہین، کوئی ان کو مدد نہین دیتا، حالانکہ یہ کام پھیلایا جائے تو بہت پھیل سکتا ہی،

اصلاحی مسودہ دہلی سے آگیا ہی، اب جلسہ کو لکھنؤ مین جمع ہوکر ترمیم و اضافہ کرنا اور اسکو شائع کرنا ہے،

اشاعت کا خود ایک کام ہی، پھر تمام ملک سے آراء کا طلب کرنا، اصلاحی کمیٹی کے ممبرون کے دایرہ کو وسیع کرتے جانا، مختصر انگریزی رپورٹین تیار کرانا وغیرہ وغیرہ، سیکڑون کام ہین ندوہ ایک دن مین تو درست نہین ہوگا،

معین الدین خورد کا ایک حسرت آمیز خط آیا تھا، ملجائے تو سلام کہنا، وہ ابھی میرے پاس

رہنے کے قابل نہین ہے ورنہ مین بلالیتا،

سید سلیمان نے محسن کی تعریف لکھی ہو کہ وہ ہمارے پاس رہنے کے قابل ہین، انشاپردازی کا بھی مادہ ہے،

خلیل صاحب[۱] اگر آئین تو بلالون، اُن کے لیئے وظیفہ تو مین خود اپنے ہان سے دونگا لیکن رہنے کیلئے اگر وہ سلیمان عبدالواحد[۵۲] سے بندوبست کرلین تو آسانی ہوگی، یہان بڑا مسلم ہستان کا ہے، کئی لڑکے ہوجائینگے، تو ایک کرہ لے لیا جائیگا،

شبلی

بمبئی، ۲۳-جون ۱۹۱۴ء

(۱۱)

عزیزی،

فوراً مطلع کرو کہ عبدالسلام کہان ہین، اگر وہ منظور کرین تو دو مہینہ یہان آکر رہین بشرطیکہ آزاد صاحب بھی اجازت دین،

سرکار بھوپال چاہتی ہین کہ ازواج مطہرات کے حالات پر ایک مستقل کتاب ہوجائے، عبدالسلام سیرت کی ضمن مین ان کے حالات لکھ چکے ہین، اب کچھ تفصیل اور علمی حیثیت اضافہ کردینی ہوگی،

ہان طلبہ مین سے کوئی شخص سیرت کے دفتر کے قابل ہو تو مطلع کرو،

خلیل صاحب تکمیل کے لئے یہان آئین تو آجائین، کچھ سیرت کا کام بھی دیدونگا کہ

طریقۂ تصنیف سے آشنائی ہو،

شبلی

بمبئی، ۳۰ جولن سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۲)

الندوہ نکلا، اگر تم ایسی خوشخط، صاف، اور عمدہ چھپائی کا انتظام کر سکتے ہو تو مین قطعاً ایک رسالہ کا انتظام کر دون، اور کوئی وجہ نہین کہ تم اکرام اللہ خان کے برابر کام نہ کر سکو،

شبلی

۲۹ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۳)

عزیزی،

بھائی وہ لوگ دار المصنفین ندوہ مین بنانے کب دینگے کہ مین بناؤن، میری اصلی خواہش یہی ہی لیکن کیا کیا جائے، حالانکہ اس مین انہی کا فائدہ ہی،

قاری عبدالولی نے ولایت سے مشین منگوائی ہی، پیشگی یہان آکر دیگئے ہین، اگر آگئی تو شاید وہ کام وقت پر دے سکین اور رسالہ نکل سکے،

ایک علمی رسالہ کی سخت ضرورت ہی، مین بالکل تیار ہون،

شبلی

۲۷ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۴)

عزیزی،

سخت حیرت ہوتی ہی کہ اس مین کرنے کا کیا کام ہی جسقدر رائین آگئی تھین، نواب صاحب ارکان لکھنؤ سے بلگران کی رائین لکھوا لیتے، اگر وہ نہ لکھتے تو خود رایون کا خلاصہ اور اس کے مطابق دستور العمل کو درست کر کے اخبارون مین بھیجدیتے، کم سے کم اخبارون مین وہ اصولی امور چھپوا دیتے جو ندوہ کے دستور العمل سے مخالف ہین، کام ہر جگہ ایک ہی دو آدمی کرتے ہین، باقی لوگ برائے نام ہوتے ہین،

خیر اب بھی نواب صاحب سے کہو کہ دونون دستور العملون مین جو اہم اصولی اختلاف ہین اس کو تو اخبارات مین شایع کر دین، اور خود دستور العمل جہان تک کہ ارکان کا متفق علیہ ہی اسکو شائع کر دین،

دلی جانا ہی تو فوراً جانا چاہیئے، پھر رمضان آجائیگا،

تمہارے پاس عبد الباری کے لیے جو خط بھیجا تھا وہ پہنچا یا نہین،

شبلی

۲۳ - جولائی ۱۹۱۴ء

(۱۵)

عزیزی،

خط پہنچا، واقعی ایک کارکن آدمی کے لیئے بے شغلی سے بڑھکر کوئی عذاب نہین لیکن تم نے لکھا تھا کہ تم نے کسی شغل کی بنیاد ڈالی ہی اور اب شروع کر دوگے، وہ کیا تھا،

قاری عبدالولی یہان آئے ہین، مشین خریدنا چاہتے ہین، اگر چھپنے کا انتظام ممکن ہوتا تو ایک ماہوار رسالہ کی بڑی ضرورت تھی، علمی سطح بالکل گر چکی اور انگریزی تعلیم بھی جہل کے برابر بن گئی، اصلاح کا کام اونچے ہاتون مین جانے سے کیا ہوگا، کام کرنے والے کہان ہین، اپنے دھندے سے کس کو فرصت ہی،

ایک کام کرنے کا تو یہ ہی کہ دارالمصنفین کا بندوبست کرو، راجہ صاحب محمود آباد نے مجھ سے کہا تھا کہ مین نے نجف کے پاس زمین لی ہی چاہو تو وہین تم کو بھی دلادون،

کہو تو مین اُن کو لکھون، اور تمام معاملات تمہارے ہات سے انجام پائین، اگر زمین ملجائی تو ایک مختصر پھوس کا بنگلہ اور چند اور چھپّر کے کمرے بنوا لیئے جائین، پھر کام چلتا رہیگا، غالباً وہان میری صحت بھی درست رہے،

سیرت مین دو کاتب یہان کام کر رہے ہین،

شبلی

بمبئی - ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۶)

عزیزی،

میری ایک قلمی نادر کتاب جہان آرا بیگم کی تصنیف مطلاّ و مذہب، منشی محمد علی کے پاس ہے، لوہے کی صندوق مین رکھوا دی گئی ہے، نیز ایک عالمگیر کا فرمان ہی، دونون چیزین ان سے

لہ مونس الارواح احالات شیخ معین الدین اجمیری، یہ نسخہ اب دارالمصنفین کے کتب خانہ مین ہے،

لیکن سردست تو نہایت حفاظت سے نواب علی حسن خان صاحب کے پاس محفوظ جگہ رکھوا دو، پھر مین آئندہ لکھونگا کہ وہ کہان بھیجی جائین، نہایت احتیاط سے ہر کام خود کرنا،

شبلی

۲۷ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۷)

عزیزی،

تمہارے استقلال سے بہت مسرت ہوئی، خدا قائم رکھے، مین نے (احباب نے بھی یہی مشورہ دیا) تو یہ عزم کرلیا ہی کہ جہان رہون ندوہ اپنے ساتھ رکھون، ندوہ در و دیوار کا نام نہین سید سلیمان وغیرہ کا نام ہی، ایسے اشخاص پیدا کرنے چاہئین، دو شخص آزاد کلکتہ سے بھیجے ہین، انگریزی کا بھی انتظام ہوگا،

جلسہ سالانہ کے متعلق ایک نکتہ بڑے تجربہ کے بعد قابل لحاظ ہے، مین دیکھتا ہون کہ اصلاح مین جسقدر زور آتا ہی، مخالفت کا زور اس سے بڑھ جاتا ہی، فرض کرو جلسہ سالانہ ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو کمزور رہے، لیکن اگر مخالفت کا قصد کیا جاسے تو یہ لوگ بے انتہا زور صرف کر دینگے، اور بڑے بڑے آدمی جلسہ مین شریک ہوکر اس کو اور باوقعت کر دینگے، اور عوام کو بلاکر ہر ناجایز کاروائی کو ووٹ سے منظور کرا لینگے،

نواب صاحب نے ضروری خطوط کا جواب نہین لکھا خصوصاً میرے بعض مسودات اب تک نہین آئے، پیارے صاحب کو لکھتا ہون وہ خبر تک نہین ہوتے مل جائین تو

تاکید سے یاد دلادو،

شبلی

۲ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۸)

عزیزی،

جو مصیبت مجھ پر پڑی، اس نے بہت دنون کے لیئے بیکار کر دیا،
اسپر یہ مصیبت کہ مرحوم کی زوجہ حال نے وفات کے ساتھ ہر قسم کے قانونی اور عدالتی بلکہ فوجداری جھگڑے شروع کر دیے، اب مجھکو یہان سے ملنا مشکل ہوگیا ہے،
مقدمات شروع ہو گئے اور ہم ہی دونون بھائی مدعا علیہم ہین،

شبلی

الہ آباد، ۱۸۔اگست سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۹)

آخر سارى دنیا لٹا کے گھر مین آیا، آؤ تو یہین آؤ، ہان اتنا اور کرو کہ میری کتابون کے دو صندوق اور کچھ کتابین، مطبوعات یورپ پیارے صاحب نے نواب صاحب کے خواب گاہ کے کمرے مین میرے سامنے رکھوا دی تھین، وہ بھی ساتھ لیتے آؤ، صندوق سواری گاڑی مین بزنگ روانہ کر دینا یہان چھڑا لیئے جائینگے،

سلہ مولوی اسحاق کا انتقال

میری کرسیان اور ٹری میز دفتر سیرۃ کی، اگر کم کرایہ مین آسکین تو اُن کو روانہ کرنا، اور قیمت کے قریب قریب محصول پڑ جاسے تو کچھ ضرور نہین،

شبلی،

از اعظم گڈھ، ۲۹- اگست ۱۹۱۴ء

(۳۰)

عزیزی،

خط پہنچا، موقوفی کی وجہ کیا قرار دی ہے،

اس وقت تیرا[1] سرٹیفکٹ دینا ان خبیثون کیلئے ایک دستاویز بن جائیگا اور فوراً تمام ملک مین غل مچا دینگے کہ مین ہی مقدمہ لڑا رہا ہون،

تلمذ حسین[2] نے میرے خط کے جواب مین ایک پمفلٹ چھپا کر تمام میمبرون کے نام بھیجا تھا، کسی کے پاس ہوگا، اس مین ماسٹر پیارے صاحب کی تعریف، میرے خط مین ہی، پمفلٹ مین میرا خط بعینہ نقل کیا ہی، اپنی راے لکھو،

معین الدین خرد کیا نصابی تعلیم پوری کریگا، اگر نہ کرنا چاہے تو اُسے بھی اپنے ہان کیون نہ لے لون علم کلام، اور خطابت و تقریر مین تکمیل ہوجائیگی،

اس صیغہ کے لئے میان حمید نے ۵۰ ماہوار دینا منظور کیا، ۵۰ مین بھی دون گا،

شبلی، ستمبر ۱۹۱۴ء

---

[1] پیارے صاحب سکنڈ ماسٹر دار العلوم کے متعلق [2] قاضی تلمذ حسین صاحب ایم اے سابق ہیڈ ماسٹر دار العلوم

(۳۱)

عزیزی،

درجۂ تکمیل یا تصنیف والون کے متعلق نقشہ ذیل کی خانہ پری کر کے بھیجدو،

۱۔ نام اور پتہ یعنی سکونت وغیرہ،

۲۔ مستطیع ہین یا غیر مستطیع،

۳۔ کس فن کی تکمیل چاہتے ہین، سردست صرف تفسیر اور ادب کی تکمیل کا انتظام ہوسکتا ہی

۴۔ کتنی مدت قیام کرینگے،

۵۔ مقصد زندگی کیا ہی،

۶۔ وضع و لباس و فرائض مین علما کی وضع کے پابند رہ سکتے ہین یا نہین، گو یہ جزئی بات ہے لیکن مین شیروانی اور بوٹ تک کو ناپسند کرتا ہون، قمیص بھیہ تو سخت ناگوار ہے،

مین صرف تعلیم نہین بلکہ تربیت بھی چاہتا ہون، ایسے لوگ درکار ہین جنکی صورت اور سیرت دونون عالمانہ ہو، علما کا ہمیشہ قاضی ابو یوسف کے زمانہ سے ایک خاص لباس رہا ہے طلبہ بھی اسی کے قریب قریب استعمال کرتے تھے،

سرائیر سے کے منتظم دلیسر نہین ہین، مدرس حال گو اُن کے نزدیک ناقابل ہین لیکن انکو فوراً موقوف نہ کرینگے، اور شاید اس مین کچھ دیر لگے،

درجۂ تکمیل والون کے ساتھ شبلی یہان چلے آئین، جب تک کوئی انتظام نہ ہو وہ تکمیل مین رہین اور اگر دفتر تصنیف سیرۃ مین وہ کوئی کام انجام دے سکے تو مین اس مین

منتقل کردون گا،

شبلی

اعظمگڈھ ، ۱۵ ، اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۳۴)

عزیزی،

تمہاری خاموشی سخت حیرت انگیز ہے، مین صرف تمہارے خطوط کے انتظار مین گھر نہ جاسکا اور اب اتوار تک اور انتظار کرنا پڑیگا،

عبدالباری آتے ہین،

علیگڈھ کا مشن آیا یا نہین اور کب آئیگا!

مین نے نواب صاحب کو تار دیا تھا، ان کو ملا یا نہین،

یہ مشن نہ قوم کا منتخب کردہ ہے نہ اصلاحی کمیٹی نے اس کو تسلیم کیا ہے، اس لیئے نواب صاحب یا مولوی نظام الدین صاحب کو اس کے قبول کرنے اور اس مین شامل ہونے کا حق نہین،

درجۂ تکمیل مین کون کون لڑکے تیار ہین، ادھر کئی لڑکون نے خط لکھے،

باغ کے پہلو مین سڑک پر جو سرکاری بورڈنگ ہے اس کے خریدنے کا بھی بندوبست ہو رہا ہے، جس سے سڑک کا سامنا ہو جائیگا،

شبلی

اعظم گڈھ ، ۱۵ ، اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

مولانا ... المصنفین،

(۲۴۳)

عزیزی،

تم نے جو کچھ لکھا، ہمدرد دیکھ کر میں نے سب کچھ سمجھ لیا تھا، اور اسی وقت آزاد اور حاذق الملک کو خطوط لکھے، بہرحال صاف کارروائی یہ ہے کہ نواب صاحب کو لکھدینا چاہئے کہ مجھکو اصلاحی کمیٹی کی منظوری بغیر کوئی حق نہین کہ مین اس کمیشن کو قبول کرون،

مولوی نظام الدین حسن[۱] نہایت ضابطہ کے پابند ہین، اسلئے وہ ذاتاً شریک ہوسکتے ہین، لیکن اصلاحی کمیٹی کی طرف سے نہ شریک ہونگے، اُن کو اسی امر کو خوب ذہن نشین کردو، باقی جو کارروائی مناسب ہو کردو،

شبلی

اعظم گڈھ ۲۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۴۴)

عزیزی،

اچھا ہے، بقرعید کے بعد ہی آئین،[۲] مین بھی ابتک مکان پر نہین گیا، عید کر آؤن، جو شخص کم از کم نحو و صرف پر اچھی طرح قادر نہ ہو، اور عربی پیچیدہ عبارت کے صحیح پڑھنے پر قادر نہ ہو، وہ درجۂ تکمیل کے قابل نہین،

کتب خانہ کی کتابین ابھی میرے پاس باقی ہین، کوئی آدمی جائے تو اس کے ہات

---

[۱] مولوی نظام الدین حسن بی۔ اے ایل ایل۔ بی، لکھنؤ، [۲] طلبائے دار المصنفین،

بھیجدون، فتح الباری کی ایک جلد بھی رہ گئی،

نواب صاحب کو خط لکھا، خدا جانے پہنچا یا نہین، کوئی جواب نہین آیا،

مولوی فضل الرحمن سے کتابون کی عام فہرست بھجوا دو یعنی جسقدر کتابین اُن کے ہان ہون

قاری عبد الولی کے ہان میان اسحاق مرحوم کا مرثیہ چھپنے کو بھیجا، مہینہ بھر ہو چکا خبر تک نہین، ہو سکے تو تاکید کرکے چھپوا دو،

شبلی

اعظم گڈھ، ۲۱-اکتوبر ۱۹۱۴ء

(۲۵)

عزیزی،

افسوس تم مجبوراً ایسی جلدی چلے گئے کہ تمام فیصلہ طلب باتین رہ گئین، نواب صاحب کا یہ حال کہ کسی خط کا جواب تک نہین آتا،

بہ تحقیق معلوم ہوا کہ مولوی نظام الدین صاحب نے صحیح اور صاف صاف رپورٹ لکھی لیکن کمیشن ان کی رپورٹ کو چھپانا چاہتا ہی یعنیہ بھیجنا نہین چاہتا،

سید سلیمان آتے آتے رہ گئے یعنی بیمار ہو گئے،

عبد الشکور کا ایک قصیدہ[۱] ملا، تمھارے پتہ سے جواب مانگا ہی جواب کی کیا حاجت ہی

---

[۱] ابو الحسنات عبد الشکور بہاری طالب علم ندوہ

بقرعید کے بعد آجانا چاہیے،

قصیدہ مین کچھ غلطیان اور کمزوریان ہین لیکن طبیعت مین قابلیت ہی، اس لئے بہت جلد یہ خامیان نکل جائینگی،

خوب سوچا، ٹاٹ مین حریر کا پیوند نہین لگ سکتا، ولن یصلح العطار ما افسد الدھر پھر اچھی قوتون کو کیون ضایع کیا جائے، دار المصنفین - درجہ تکمیل، سرائے[51] میر کا درجہ ابتدائی پورا جامعہ اسلامیہ کا مصالحہ ہی، کام کرنے کی ضرورت ہی، سرائے میر والے چند بار آئے، وہ تمھارے بہت آرزومند ہین، وہان کے موجودہ عملی ناظم اور بانی مدرسہ مولوی شفیع کی خواہش ہی کہ تم ناظم یا نائب بن جاؤ، اور وہ واعظ بن کر قصبات کا دورہ کرتے رہین کہ مالی حالت کی طرف سے اطمینان ہو جائے، وہ کہتے ہین کہ مجھکو نظم ونسق نہین آتا،

کلکٹر صاحب کے ہان وقف نامہ کی تعیین اسٹامپ کی درخواست دی تھی، کل حکم آگیا آٹھ آنہ سیکڑہ شرح ہی، اب تکمیل وقف نامہ مین کوئی انتظار نہین، البتہ مستورات کیلئے پھر یہا جانا پڑیگا، بقرعید کی صبح کو جاونگا،

انسپکٹر مدارس آئے تھے، وہ سرائے میر کو دو مہینہ کے بعد دیکھین گے اور امداد کی پوری توقع ہی، مولوی عبد الودود[52] کل ملنے آئے تھے، بیکاری سے گھبرا گئے ہین،

نیشنل اسکول کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا، نئے کمرون کی بنیادین پڑ رہی ہین،

---

[51] دیکھو ۱۰-۴۸-۶۵

[52] ندوی،

تم بھی اپنی نسبت اب کوئی قطعی فیصلہ کرلو،

شبلی

اعظم گڈھ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

(۲۶۹)

عزیزی،

الٹی گنگا بہاتے ہو، پہلے آزاد، سلیمان لکھین، تب اصلاحی کمیٹی کام کرے، بھائی ان لوگون کو قانون سے کیا خبر، اور کس کو غرض ہی کہ تمام دستور العملون کو پڑھے اور مقابلہ و ترمیم و تنسیخ کرے، دلّی مین یہ تماشا دیکھ چکا،

پہلے خود نواب صاحب، خوب اچھی طرح قانون پر تیار ہوجائین، معمولی دفعات کو چھوڑ کر اساسی اور اصولی باتون کو لے لین، پھر اور ممبرون کو دونون دستور العمل دکھاکر اور بھیج کر رائین لکھوائے، لوگ خود کچھ نہ کرینگے، لیکن اگر سکرٹری صاحب اپنی یادداشت بھیجین تو لوگ دستخط کر دینگے، علی گڈھ تک مین یہی کام ہوتا ہی، کام ایک ہی کرتا ہی، اور لوگ فقط ساتھ دیتے ہین،

نواب صاحب کسی اور کو کیون تلاش کرتے ہین، آفتاب احمد خان، عبید اللہ خان، اور عبد الحق جو کچھ کر رہے ہین تنہا، لہ ہی ہین خبارات ہرگز ایک حرف نہین لکھین گے،

زمیندار بیچارہ نے لکھنا چاہا، لیکن واقفیت نہین بیچارہ اتنا لکھ کر رہ گیا کہ عبارت اچھی نہین،

نواب صاحب کو فوراً چند مہم باتون کے متعلق یادداشت لکھ کر شایع کرنی چاہئے افسوس ہی

انھون نے بالکل سکوت اختیار کیا، ورنہ مین خود لکھ کر بھیجدیتا، وہ تو خطون کا جواب تک نہین دیتے پھر مین کیا کرون،

فقط دستور العمل کے شایع کرنے سے کچھ حاصل نہین، کون تمام دستور العمل پڑھتا ہی اصولی امور کو نمایان کرنا چاہیئے یعنی،

۱۔ مسودہ ندوہ کے رو سے بھی ارکان موجودہ جدید ارکان کا انتخاب کرینگے، اور یہی سلسلہ اور اُن کی ناجائز کثرت کا اثر ہمیشہ متعدی ہوتا رہیگا،

۲۔ دستور العمل قدیم مین ناظم کا تقرر جلسہ سالانہ عام پر موقوف تھا، اب پبلک کو اتنا دخل بھی نہین رہا۔

۳۔ جلسہ سالانہ عام، کا کورم پچیس (۲۵) شخصون کا رکھا گیا ہی، سات کروڑ مسلمانون کی قسمت پچیس (۲۵) کے ہات مین ہوگی، اور اس طرح کے اصولی امور نمایان کرنی چاہیئن،

شبلی

اکتوبر ۱۹۱۴ء

(۴۷)

عزیزی،

بھائی تمہارا ایسے مقدمہ مین پھنسنا تو بہت بُرے نتایج پیدا کریگا، تم سے بہت سے کامون کی امید تھی،

تم ... کی ... گیا ... ہین،

مین یہان تکمیل کا درجہ کھول دون گا، تم طلبہ کے نام سے مطلع کر دو، اور خود ان کو لکھدو کہ مجھسے خط کتابت کرین،

مین نے یہان اپنا مستقل انتظام کر لیا ہی، ہر طرح کا آرام اور پھیلاؤ ہی، تعلیمی کام شروع ہو گئے ہین، کسی طرف سے کوئی رکاوٹ نہین، بالکل ایک بادشاہت معلوم ہوتی ہی اور افسوس ہوتا ہی کہ مین نے کیون اتنے دن پاجیون مین بسر کئے

باغ ہی، بنگلہ ہی، حکومت ہی، گھر بیٹھے ہین، اسکول ہی، تعلیمی انجمن ہی، اور سب حسب دلخواہ کام کرتے ہین، نہ کہ وہان سگانِ بازاری کے ساتھ عوعو مین مبتلا ہونا،

دار المصنفین[1] بھی شروع ہو جائیگا،

شبلی،

اعظم گڈھ، ۴ ستمبر ۱۹۱۴ء

(۲۸)

عزیزی،

بھائی جو اسکیم پیش نظر ہے، اس مین تمہاری سب سے زیادہ ضرورت ہی لیکن مجھکو خیال ہے کہ تم نہ آسکو گے، تمہارا طبعی میلان قاعدہ کے مطابق لکھنؤ اور اطراف لکھنؤ مین پبلک کام کرنے کا ہوگا، اسلئے مین نے تم کو نہین لکھا، بہرحال تم آؤ تو کیا کہنا لیکن مستقلاً یہان رہنا ہوگا،

بنگلہ اور باغ مین خاندان کے اور لوگون کی شرکت ہی اس لئے باضابطہ وقف نامہ تکمیل

[1] آئندہ خطون کا اکثر سلسلہ دار المصنفین سے ہی،

پا جائے تو پوری اسکیم شروع کی جائے،

شبلی

اعظم گڑھ - ۱۱ ستمبر ۱۹۱۴ء

(۲۹)

عزیزی،

افسوس بخار مین یہ خط لکھ رہا ہون، اسلیئے مختصر ہوگا، مین اگر صحیح رہا تو دار المصنفین کی تجویز، اور اعظم گڑھ مین عام تعلیم کی اشاعت، ان دونون کامون کو وسیع پیمانہ پر جاری کرون گا، بنگلہ کی درستی ہو رہی ہی اور کتب خانہ وسیع کیا جا رہا ہی، تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ کون کام تمھارے مناسب ہوگا، مکان .... والد مرحوم کا خالی ہی، یعنی مین نے کرایہ سے روک رکھا ہی اور اس کا کرایہ اپنے ذمہ لے لیا ہی کیونکہ وہ مکان والد نے مظفر کو دیدیا تھا، وہ مکان نہایت کافی ہے طلبہ دار التصنیف اور دار التکمیل کے لئے بھی اس مین کافی جگہ ہی، میرے بنگلہ اور نیشنل اسکول سے قریب بھی ہی،

لیکن اصلی سوال تمھارے الاؤنس کا ہی جو کام تم سے تعلق ہوگا، اس کے لیئے ضرور ہی کہ تمھاری پوزیشن معزز ہو، اس لئے یا تو معاوضہ معقول ہو جسکی نسبت ابھی کوئی اطمینان کے قابل انتظام نہین، یا اگر آنریری کام کرو تو مصارف کا بار پڑیگا، اگرچہ مکان مفت ہوگا اور دیگر مصارف بھی بہت کم تاہم آخر مصارف ہون گے،

میرے پاس اسوقت صرف بھوپال کی ماہوار، اور اپنا ذاتی وظیفہ ہی، دار المصنفین کیلئے

کئی برس کے بعد، آمدنی کی صورت نکلیگی، وظایف تکمیل کا کسیقدر انتظام یون ہوا ہی کہ ۳۰ ماہوار میان حمید دینگے، اور اسی قدر ایک اور صاحب، کتب خانہ، بنگلہ، باغ کی وسعت اور ترمیم مین بہت مصارف پڑ رہے ہین اور پڑینگے، اور یہ سب اپنی ذات سے کر رہا ہون اور کرنا پڑے گا،

شبلی

اعظم گڈھ - ۱۰ ستمبر ۱۹۱۴ء

(۳۰)

فوراً یہان آؤ تو تمام اسکیم کا فیصلہ کرسکوگے، افسوس مجھکو بخار آرہا ہی، مین ہر چیز کا مقابلہ کرسکتا ہون لیکن بیماری سے سخت بدہمت ہوجاتا ہون،

شبلی

۲۰ - ستمبر ۱۹۱۴ء

(۳۱)

افسوس تم سے اتنا نہین ہوسکتا کہ میری تعزیت یا عیادت کو آؤ، دور ہی سے باتین کرتے ہو،

شبلی

اعظم گڈھ

۲۲ - ستمبر ۱۹۱۴ء

(۳۴۲)

عزیزی

مین ایک مفصّل اسکیم لکھ چکا ہون، اب جو آنے والے ہون فوراً آجائین تاکہ ایک صحیح اسکیم قایم ہوجائے، شبلی متعلم بھی اور اور لوگ بھی،

تم اپنی نسبت فیصلہ کرلو کہ کہان رہنا بہتر ہی، لکھنؤ سے بالکل قطع تعلق مناسب معلوم نہین ہوتا، ورنہ ایک عمدہ اسکیم یہ بھی کہ سرا سے پیر کا نظام تمہارے ہات مین ہوتا، اگر اس کا کچھ تدارک یعنی تلافی ہوسکے تو سرا سے پیر کے ارادہ سے آجاؤ، سیرا دورہ بھی اکثر رہیگا،

سید سلیمان بیمار ہوگئے، اور میرے پاس نہ آسکے،

یہ بہ تحقیق معلوم ہوا کہ علی گڈھ والے مولوی نظام الدین کی رپورٹ بھوپال نہ بھیجینگے،

آج ٹکٹ نہ ملا، اس لئے بیرنگ،

شبلی

۱- نومبر ۱۹۱۴ء

(۳۴۳)

عزیزی!

سخت افسوس ہی کہ آنیوالے ابتک نہین آچکے مین گھر جاکر عین بقرعید کے دن چلا آیا

ملے مولانا کی زندگی کا سب سے آخری خط یعنی وفات سے ۱۳ دن پہلے کا، اس وقت مولانا کے اصلی خیالات کیا تھے اس خط سے معلوم ہونگے۔

دو مکان خالی کرا لئے ہین، اور اُن کے کرایہ کا نقصان گوارا کر رہا ہون شبلی متعلم، یا تو بالکل بیکار تھے یا اب پندرہ تک، ان کو کوئی کام نکل آیا، اگر اسی قسم کے بیچ لچے لوگ ہین تو یہ کیا کرینگے خود یہان لوگ اکثر دریافت کرتے ہین کہ طلبہ کب تک آئینگے،

یہان کافی گنجائش ہے، مدرسین کا ضروری اسٹاف بھی ہو جائیگا، مستطیع جسقدر چاہین، آسکتے ہین، اور کچھ غیر مستطیع بھی، انتظار میرے لئے نہایت تکلیف دہ چیز ہے علی محسن وغیرہ کیا کر رہے ہین،

تمہاری نسبت یقیناً سکرامیر مین رہنا بہتر ہے، اور چھ مہینہ کی رائے ٹھیک ہے، تم کو ہر بات کا تجربہ ہو جائیگا، اختیارات جسقدر چاہو لیجائینگے،

افسوس ہے کہ مجھکو اصولی امر مین اختلاف ہے، مین تیس برس سے مسلمانون کی حالت پر غور کر رہا ہون، خوب دیکھا، اصلی ترقی کا مانع وہی گران زندگی ہے جو سید صاحب سکھا گئے، ہندو اسی سے بازی سے لیگئے، اور قیامت تک لیجائینگے، مین اپنے مصارف برابر گھٹا رہا ہون، سرمائی کچھ نہین بنوائی، پرانی چھینٹ کی اچکن اس سال کو بھی ختم کریگی اور اور انشاء اللہ اخیر سادگی تک آجاؤنگا، بھائی ظاہری ٹیپ ٹاپ سے کیا ہوتا ہے، یہ سچ ہے کہ لوگ بدحیثیت کی وقعت نہین کرتے، لیکن یہ اُن لوگون کے لئے ہے جنکو دو چار دن کا تجربہ ہو، جن لوگون مین برسون آدمی رہ چکا اور رہیگا، وہان ظاہری ٹیپ ٹاپ محض بیکار ہے، غیر سبب سے طے ہو جائیگا،

شبلی

اعظم گڈھ، ۵ نومبر ۱۹۱۴ء

۴۴۔ مولوی ضیاء الحسن صاحب بی۔ اے ندوی کے نام

(۱)

عزیزی!

خط پہنچا، مین نے چونکہ استعفا[^۱] دیدیا، اور مدار المہام کے ہان سے منظور بھی ہوگیا، صرف اعلیٰ حضرت کی منظوری باقی ہی، اس لئے جلد یہان سے روانگی کا قصد ہی، لیکن ابھی متعین نہین کہ کہان جاؤن گا، میری صحت کیلئے ضروری ہی کہ چار پانچ مہینہ تک صرف سیر و تفریح کرون، مین چاہتا ہون کہ چند روز تک آپ کا میرا ساتھ رہتا تاکہ مین ادب اور فلسفہ کی بعض کتابین آپ کو پڑھاتا، اور مضمون نگاری کی بھی تعلیم دیتا،

دیکھئے خدا کب موقع لاتا ہی،

شبلی

۴۔ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء

[^۱]: حیدرآباد کی نظامت سررشتہ علوم و فنون سے، مولانا اس کے بعد ندوہ تشریف لائے ہین اور چار برس لکھنؤ مین مکتوب الیہ مولانا کی صحبت مین رہے، اس لئے درمیان کا کوئی خط نہین ہے اس کے بعد وہ لکھنؤ سے علیگڈھ گئے اور مکاتیب شروع ہوئے، ر ۵۲ نظام دکن،

(۲)

مبارک۔ تمہارے پاس ہونے کی بیحد خوشی ہوئی، اور تمہاری نسبت حسن ظن بڑھ گیا، فرائد معانی و بیان مین ہی، مطوّل وغیرہ کی بہ نسبت کسیقدر بجدت ہی۔ کلکتہ مین ایک حصہ اس کا چھپا ہی، مولوی فاروق صاحب کے ایک عزیز گورکھپور مین ہین ان کے پاس بھی جدید الخط نسخہ ہے،

اب تو تم ضرور کالج مین پڑھو گے، الندوہ مین تم پر نوٹ دون گا،

شبلی

۲۵ جون ۱۹۰۹ء

(۳)

عزیزی

۱۔ مین تو مدت سے یہین ہون،

۲۔ معجم الادبا[۱] کی جو جلدین عربی زبان مین چھپی ہون اس کو وی پی بھیجدیجیے،

۳۔ اورنگ زیب کے مضامین کے پرچے یہان تو بالکل نہین لیکن وکیل امرت سر نے اُن کا پمفلٹ شائع کر دیا ہی، آٹھ آنہ قیمت ہی، وہان سے منگوا لو،

۴۔ موسیٰ بن عقبہ مشہور مورخ ہی، اس کے مختصر حالات تمام رجال کی کتابون مین ملینگے، فرصت ہوگی تو اس کا اور مدینۃ العلوم[۲] کا حال نقل کرا کر بھیجدون گا،

---

[۱] مصنفہ یاقوت رومی، عربی زبان کی تراجم مین سب سے مبسوط کتاب ہے [۲] ازنیقی کی مدینۃ العلوم جو کشف الظنون کا ماخذ ہی،

آج بیگم صاحبہ بھوپال کے شکریہ کا جلسہ[۵۱] ہے میں ایک نظم بھی پڑھونگا،

پھر ہردوئی اور بنارس کے دربار میں جانا ہی،

مین نے علوم القرآن[۵۲] لکھنا شروع کردیا،

ہارویز[۵۳] صاحب سے درجہ تکمیل کے نصاب کے متعلق خط کتابت کرنی چاہتا ہون،

شبلی

۱۹- نومبر ۱۹۰۹ء

(۴)

عزیزی

ہان تجارب[۵۴] الامم بھی بھجوادو،

سلیمان یہین ہین،

ڈاکٹر[۵۵] صاحب کے متعلق الگ مفصل خط لکھونگا،

بنارس دربار مین گیا تھا، کل آیا ہون زکام کی بہت تکلیف ہی۔ رجال کی کتابین یہان بھی کہان ہین۔ تہذیب التہذیب کے اخیر حصے ابھی نہین آئے جسمین موسی بن عقبہ کا حال ہی،

شبلی - ۲۷- نومبر ۱۹۰۹ء

---

۵۱ متعلق عطیہ ماہوار ندوہ ۵۲ صرف ایک فصل لکھی تھی جو تہذیب الاخلاق اور تبصرہ مین چھپی، ۵۳ پروفیسر عربی علیگڈھ کالج، درجہ تکمیل ادب ندوہ کے لئے ان سے مشورہ مطلوب ہی، ہارویز صاحب جرمن یہودی مستشرق ہی،

۵۴ مصنفہ ابن مسکویہ مطبوعہ یورپ ۵۵ ڈاکٹر ہارویز پروفیسر عربی علیگڈھ کالج،

(۵)

عزیزی،

امید ہے اصلاحات کا ترجمہ کرا رہا ہوں،

نیکولسن کی کتاب[۵۱] مورۃ میں نے دیکھی ہے،

محرم کے زمانہ میں، میں نہیں کہہ سکتا کہ کہاں رہوں گا، لیکن انشاء اللہ میں خود ڈاکٹر صاحب سے علیگڈھ آکر ملونگا،

جن کی نسبت آپ نے سرٹیفکیٹ[۵۲] کے لئے لکھا ہے، ان کی کوئی عبارت عربی میں بھجوا دیجئے، یون نادانستہ کیون کر لکھوان،

شبلی

لکھنؤ - ۵ دسمبر ۱۹۰۹ء

(۶)

عزیزی،

نصاب[۵۳] بھیجتا ہوں،

عربی عبارت[۵۴] تو بہت معمولی ہے، اس سے گئی گذری اور کیا ہوتی، سرٹیفکیٹ لکھوں گا تو یہ لکھونگا

---

۵۱ لٹریری ہسٹری آف عربیا، ۵۲ مولانا کی عادت تھی کہ بغیر واقفیت کامل کسی کو سرٹیفکیٹ نہیں دیتے تھے منصور احمد ایم-اے علیگڈھ سے تحصیل عربی کے لیئے یورپ جاتے تھے اور ان کو کسی وظیفہ کے لئے سند درکار تھی،

۵۳ نصاب دار العلوم ندوہ ۵۴ منصور احمد صاحب کی عربی عبارت،

کہ عربی عبارت معمولی لکھ سکتے ہین، یہ ان کے کیا کام آئیگا، اس کے علاوہ جب ڈاکٹر صاحب اُن کو سرٹیفکٹ دینگے تو اسکے سامنے میرے سرٹیفکٹ کی کیا ضرورت، اور لندن مین اسکی کیا وقعت ہوگی، باوجود اس کے تم کہو تو بھیجدون، لیکن الفاظ کمزور ہون گے،

شبلی

۹ ستمبر ۱۹۱۰ء

(۷)

عزیزی،

سلام علیکم، ہان مضمون ضرور بھیجو، الندوہ کا انتظام اب مستقل اور مستحکم کر دیا گیا ہے، عبدالسلام نے مستقل اڈیٹری قبول کر لی ہے،

کتاب العمدہ[۱] کا ریویو باقی رہ گیا ہے، اب کے پرچہ مین نکلیگا، لیکن یہ ظاہر ہے کہ نہایت کوتہ قلمی کرنا پڑی ہے

شعر العجم مین ۵۰ سے زیادہ کمیشن نہین ملسکتا، اگر میر صاحب[۲] اس قدر منظور کرین تو مین مطبع کو لکھدون، وہ کتابین دیدینگے، اور تم میر صاحب سے قیمت لے لو،

اورنٹیل کانفرنس کا مضمون متعلق قرآن مین نے عربی مین نہین دیکھا، پتہ بتاؤ تو مہیا کیا جاسکے،

---

[۱] لابن رشیق القیروانی مطبوعہ مصر، ریویو الندوہ نمبر ۱۰، ۱۱ ج ۷

[۲] میر ولایت حسین صاحب منیجر بک ڈپو علی گڈھ،

عمارت[۵۱] اب زمین سے اوپر آگئی، اب امید ہوئی ہی کہ جلد بنے،

شبلی

۲۲- دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء

(۸)

مطبع کو لکھدیا، وہان سے کتابین سے لو، مین رنگون کہان جا سکتا تھا[۵۲]،

تین ہزار جو مصطلحات[۵۳] کے سبلئے ملے ہین، یہ کالج کی زمین مین مدفون ہون گے،

دلی سے جلسہ سالانہ ندوہ کی دعوت آئی ہی، منظوری کا فیصلہ ۱۶ جنوری کو ہوگا، اگر جلسہ وہان ہوا تو اب کے بہت سے نئے کام کے ارادے ہین،

شبلی

۴ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

(۹)

عزیزی،

یہ کیا معاملہ ہے، کیا میر ولایت حسین صاحب یہ چاہتے ہین کہ کتابین ڈیوٹی شاپ مین رکھدی جائین، اور فروخت ہونے کے بعد اس کی قیمت دی جائے، اس طرح مین نے کبھی معاملہ نہین کیا نہ اب کرتا،

اور اگر یہ نہین ہی تو قیمت بھیجکر کیون نہین منگواتے، یون کیون مطبع سے طلب کرتے ہین،

[۵۱] ندوہ کی، [۵۲] کانفرنس کے اجلاس مین [۵۳] علمی اصطلاحات کی اردو ڈکشنری لکھنے کیلئے کانفرنس کو ملے تھے،

جلسہ سالانہ ندوہ دلی میں قرار پایا، علی گڈھ کے لوگوں کو کثرت سے شریک ہونا چاہئے،

شبلی - ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

(۱۰)

عزیزی،

میں انشاءاللہ دو تین دن میں وہاں آتا ہوں اور جناب ڈاکٹر صاحب سے ملوں گا، پروفیسر ابوالحسن سے کہدو کہ میرے لئے گسٹ ہاوس میں انتظام رکھیں گے،

سخت افسوس ہے کہ تم جلسہ میں نہ شامل ہوسکوگے، ۲۸- مارچ کو اخیر جلسہ ہے، یہاں بعض لڑکے عربی تقریریں خوب تیار ہورہے ہیں، ایک لڑکا اس قدر ادیبانہ عربی بول سکتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے شمس العلماء بلگرامی[۹۲] لڑکوں کی تقریر سنکر بہت محظوظ ہوئے،

عمارت تیزی سے بن رہی ہے، نہایت شاندار عمارت ہوگی، اُس پاس کے سرکاری کالج اور بورڈنگ ابھی سے دب گئے،

فبس الناس کے متعلق تفسیر کبیر اور کشاف میں کوئی اختلاف قرارت مذکور نہیں، حالانکہ ان دونوں کو اس کا التزام ہے،

اور الیاس کا لفظ کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا، جملہ نہایت لغو ہوجائیگا،

شبلی - ۱۲- فروری سنہ ۱۹۱۱ء

---

[۹۱] خواجہ مولوی عبدالواحد صاحب ندوی اسسٹنٹ ایڈیٹر الہلال [۹۲] شمس العلما سید علی بلگرامی،

(۴۵) مولوی عبدالسلام صاحب ندوی کے نام

(۱)

مآثر رحیمی کے مضمون[۵۱] کی تصحیح اور درستی مین بہت توجہ کرنا، برا چھپیگا تو مجھکو بہت رنج ہوگا، رپورٹ کا کیا حال[۵۲] ہے؟

سلیمان پر بھروسا نہ ہوتا تو مین کوئی مضمون لکھ بھیجتا خیر! اب ڈاروِن کی تھیوری پر لکھ رہا ہون[۵۳]،

شبلی

اعظم گڈھ، ۱۶ مئی سنہ ۱۹۰۶ء

(۲)

عزیزی عبدالسلام،

رسالہ ادیب کی نسبت تم نے جو ریمارک لکھا ہے، وہ ایڈیٹوریل مین لکھا جس سے

---

۵۱ دیکھو ۱۱-۱، مضمون الندوہ مین نکلا ہے، ۵۲ طلبا سے دار العلوم کے جلسہ دستار بندی کی رپورٹ مکتوب الیہ مولانا کے حسب حکم ترتیب دے رہے تھے، ۵۳ دیکھو ۴۳-۱۲، مضمون الندوہ ج ۷ مین چھپا ہے اس تاریخ کے دوسرے ہی دن مولانا کے پاؤن مین سدمہ پہونچا تھا،

قیاس ہوتا ہی کہ میرا لکھا ہوا ہی، مجھکو اس سے نہایت افسوس ہوا۔ میرا وہ طرزِ عبارت نہین ہے، اور جو مصرع تم نے نقل کیا، اس کو تو مین اپنے حق مین ازالۂ حیثیت عرفی سمجھتا ہون، آئندہ احتیاط رکھو کہ ایسے مبتذل اور عامیانہ فقرے درج نہ ہونے پائین[۵۱]،

شبلی

دہلی۔ ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

(۳)

مولوی عبد السلام صاحب،

خط پہنچا، میان نعیم سے پوچھو کہ اگر اُن کو وقت اور فرصت مل سکے تو دفتر سیرت[۵۲] سے وہ وہین بیٹھے چند گھنٹون کیلئے ترجمہ کی خدمت قبول کرلین۔ معاوضہ بقدر کارگذاری جو وہ تجویز کرین، مضامین قابل ترجمہ مین بھیجا کرون گا،

سیرت مین سے تم چند ممتاز یہودیون کے قتل یعنی کعب بن اشرف وغیرہ جو ابتدائے ہجرت مین قتل کرائے گئے، ان روایتون کو تہذیب التہذیب وغیرہ سے اور اصول درایت سے جانچو، مولوی چراغ علی نے اسپر ایک خاص رسالہ لکھا ہی لیکن اس کی تنقید کی حاجت ہے جو یہان نہین ہوسکتی، دوسرے یہ کہ انھون نے صحابہ کو وجہ صغرسن ناقابل اعتبار بتایا ہے

۵۱ مکتوب الیہ اس زمانہ مین الندوہ کے سب اڈیٹر تھے، انھون نے الہ آباد کے رسالہ ادیب پر الندوہ نمبر ۳ جلد، مین ریویو کرتے ہوئے یہ لکھا تھا: حال مین الہ آباد سے ادیب ظاہری شکل و صورت مین اس آب و رنگ سے نکلا کہ تمام لوگ پکار اٹھے

ع اس طرح کا جمال ہو ایسا شباب ہو،

۵۲ مکتوب الیہ اسوقت مددگار سیرت تھے، اس تعلق سے یہ خطوط ہین،

یہ کافی نہین،

مسلم گزٹ کا اب کون اڈیٹر ہی، لہ

میان حمید کو حیدرآباد یا لنڈن کی جگہ پر بلاتے ہین، مین تو پسند نہین کرتا لیکن حمید سے مین نے دریافت کیا ہی، اگر وہ چاہینگے تو جسقدر اس کام کی تکمیل کے مراتب باقی ہین پورا کر دونگا،

شبلی

۱۹- ستمبر ۱۹۱۳ء

(۴)

مولوی عبد السلام،

تم اسقدر بھولے کیون بنجاتے ہو، تم خود اگر قرآن مجید پر کوئی کتاب لکھتے تو کن عنوانون کو لیتے، انہی کو شروع کرو، پھر مین بتاتا بھی جاؤنگا، سر دست چند حسب ذیل ہین

۱- زبان کی تہذیب، غیر قابل اظہار چیزون کو دوسری طرح سے ادا کرنا، مثلاً

لامستم النساء، اذا جاء احد منکم من الغائط

۲- احکام توراۃ کے خلاف احکام،

۳- تاریخی ترتیب قرآن، سورتون کی تعیین تو آسان ہی، اتقان مین بھی مذکور ہے لیکن صحاح ستہ سے مستنبط کرنا چاہیے پھر جہانتک ممکن- آیتون کی ترتیب-

---

سلہ مولوی وحید الدین سلیم کے بعد سے ۲ سیرت کے تعلق سے قرآن مجید پر مولانا مکتوب الیہ سے کچھ لکھوانا چاہتے تھے، یہ عنوان اور سواد بار بار بھیجتے تھے دیکھو ۱۳-۴-۲-

۴۔ مدنی اور مکی سورتون کی خصوصیات امتیازی،

تعجب ہے کہ تم نے مقدمہ[۱] سرقہ کے متعلق کچھ نہین لکھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ مولا کی نسبت اگر کچھ ثبوت نہین ملتا تو اسکو چھوڑ کیون نہ دیا جاسیے،

مبیضہ کی جلد مین دار المصنفین کا انگریزی مضمون ہے، وہ رجسٹرڈ بھیجدو،

میان مسعود سے کہدو کہ شیخ عبد اللہ وکیل علی گڈھ کا خط آیا ہے کہ اوقاف کی ممبری قبول[۲] ہے

شبلی

الہ آباد - ۲۶ - فروری سنہ ۱۹۱۴ء

(۵)

مولوی عبد السلام،

تم جاتے ہو تو رسالہ کا کیا حشر ہوگا[۳]، میان مسعود اکیلے کیا کر سکینگے، لیکن اگر یہی قصد ہے تو اکرام اللہ خان کو سے لو، مین اُن سے کچھ سیرت کا کام لونگا، اور ۲۵ پچیس معاوضہ دون گا،

اگر اور کوئی شخص تصنیفی استعداد رکھتا ہو تو بتاؤ کسی اور کو بھی تو تیار کرنا چاہیے،

تم الہلال مین جاؤ مضائقہ نہین، لیکن یہ شرط کر لو کہ تم الہلال مین جذب نہ ہو جاؤ یعنی جو

---

[۱] متعلق مقدمہ سرقہ، مولا، ملازم تھا دیکھو ۴۲، ۶۶، نیز ۴۳، ۱۵۱ [۲] مولانا نے اوقاف اسلامی کی اصلاح کی جو تحریک شروع کی تھی، مولوی مسعود علی ندوی اس کے مددگار تھے، [۳] خیال تھا کہ ایک علمی رسالہ نکالا جائے، اور مکتوب الیہ اس کے سب اڈیٹر ہون لیکن وہ اب الہلال کلکتہ مین جاتے ہین،

لکھوا اپنے نام سے لکھو، ورنہ تمہاری زندگی پر بالکل پردہ پڑجائے گا، اور آئندہ ترقیون کے لئے مضر ہوگا،

تم ایک مہینہ یا چالیس دن کی تعطیل لے سکتے ہو،

کس قدر افسوس کی بات ہی کہ کاتب کا سخت ہرج ہو رہا ہی۔ کاتب کا پتہ قاری عبدالولی سے ملیگا، اسی محلہ مین رہتے ہین، ان کو بلا کر لاؤ، اور مسودہ یا کاپی لکھنے کے لئے اجزا دیدو، ایک دفتی مین چھوڑ آیا ہون جسپر لکھا ہی کہ براے کاپی، اس مین سے ایک دو جزو دیدو، جب وہ ہو جائے تو نئے اجزا دیئے جاین، یہ کام بڑی مستعدی سے کرو، ورنہ بیچارا ایک ایک ان کا سخت ہرج ہو رہا ہے،

کاتب نے پہلے یہان خود کو بھی لکھا تھا، شاید ان کو خط نہین ملا،

شبلی

از آباد ۳۰ مارچ ۱۹۱۴ء

(۶)

جناب مولوی ناصر حسین کے بھائی مولوی ذوالقرنین صاحب، انساب معانی مستعار لیگئے ہین ان سے مانگ لاؤ،

مسودات مین تم نے جو احکام کی تاریخ کا ذخیرہ جمع کیا ہی وہ میرے سنہ کے بیٹھے مین ہے نواب صاحب کے ہان سے لیکر میرے پاس بھیجو، لیکن رجسٹرڈ۔ اور طبق پر اپنا نام بھی لکھو کہ واپس جائے تو تم کو ملجائے،..

اخلاق نبوی کا ذخیرہ بھی اسکے ساختہ، تجدد، بسٹرڈ،

شبلی

الہ آباد - ۱۷ مارچ ۱۹۱۴ء

(۷)

مولوی عبدا... سلام

بھائی تم ناراض ہوگئے، البشیر وغیرہ کا مجھپر کیا اثر پڑسکتا ہی، ہمدرد یا کسی نے تمہارے متعلق ایک حرف بھی نہین کہا، یہ خبر بھی تمہین نے دی، میری غرض تو صرف اس قدر تھی کہ کام بھی کرتے جاؤ،

تم کہتے ہو کہ اپنے ہواخواہون کی مبالغہ آمیز سفارش کرتا ہون بھائی تم سے بڑھکر کون ہواخواہ ہوگا کہ باوجود میرے منع کرنے کے تم نے سلسلہ مضامین نہ چھوڑا،

مولوی ابوالکلام یہان نہین ہین لیکن تمہارے بہت طالب ہین اور مجھسے وعدہ لیا ہی کہ الہلال مین جانے کی اجازت دون گا،

اور الہلال مین جاؤ تو ناراض ہوکر کیون جاؤ،

تم میری[۱] وجہ سے، یا مین تمہاری وجہ سے بدنام ہوچکے، پھر اخیر مین ناچاقی یہ کسقدر

[۱] مکتوب الیہ نے مولانا ے مرحوم کے معتمدی دارالعلوم کے استعفٰے کے بعد ایک طالب علم کو مولانا کی طرف سے جو خط لکھا تھا، اور جسکو مخالفون نے بددیانتی سے اڑاکر اخبارون مین شائع کرادیا تھا اور جسپر اخبارات مین مخالفت و موافقت کا ہنگامہ برپا ہوگیا تھا، یہ تمام خط اسی واقعہ سے متعلق ہی، دیکھو ۱۴-۵

افسوس کی بات ہی،

شبلی

دہلی - ۲۱، اپریل ۱۹۱۴ء

(۸)

مولوی عبدالسلام،

سات الماری کتابین جو جا بجا سے آئین اسقدر مخلوط ہو گئی ہین کہ کتابون کا پتہ لگنا مشکل ہو گیا ہی، صرف مستعملہ کتابین پیش نظر ہین، کتابون کی پشت پر چٹین لگائی جا رہی ہین اور فن وار لگائی جائینگی، لیکن آج کل کوئی محرر تک پاس نہین،

مقتطف جلد بندھ کر آئے تو بھیجدون،

تم نے اپنے خط کی معذرت[۵۱] مین لکھا تھا کہ وہ ہیجان اور جوش کی حالت کا تھا، گویا اصلی خیالات نہ تھے لیکن اعتصاب کا مضمون لکھ کر اس خط پر رجسٹری کر رہے ہو، اس کے علاوہ تمہاری تحریرون کا اثر اس لئے بیکار جاتا ہی کہ لوگ ابتک سمجھ رہے ہین کہ تم میرے پاس ہو اور کرایہ کے مضامین لکھ رہے ہو،

---

۵۱ دیکھو مکتوب ۷، اخبارات مین مکتوب الیہ نے اپنے خط کی معذرت مین لکھا تھا کہ وہ خط ہیجان اور جوش کا نتیجہ تھا یعنی مضمون سے کے بعد دارالعلوم کے طلبہ نے ناظم کے خلاف جب اسٹرائک کردی تھی تو بعض علما نے کہا کہ یہ اسٹرائک ناجائز ہے، مکتوب الیہ نے اس کے جواز مین الہلال کلکتہ مین جسکے وہ اسوقت سب اڈیٹر تھے ایک سلسلہ مضامین شروع کیا تھا، دیوبند کے مولوی شبیر حسن نے ان مضامین پر ایک تردیدی مضمون لکھا، دیکھو ان کے لئے الہلال جلد ۴ درج ۵

شبیر حسن نے صاف اظہار کیا، میں نے چاہا کہ اس کا دفعیہ کر دیا جاتا لیکن خیال ہوا کہ شاید تمہاری مرضی کے خلاف ہو، تمہاری ضد اور ہٹ بھی عجیب چیز ہے،

ندوہ والے یہ اخیر چال خوب چلے، آفتاب احمد خان کانفرنس کی حیثیت سے ندوہ کے معائنہ کو آتے ہیں، تلمذ حسین ان کے رہنما ہوں گے، پورا دارہے مولوی نظام الدین کو بھی برائے بیت لے لیا ہے،

تمہارے مضامین دیکھتا ہوں، مولوی ابوالکلام صاحب اجازت دیں تو نام لکھا کرو، ایسے مضامین گمنام ٹھیک نہیں، اس سے کیا فائدہ کہ ایک شخص کی زندگی گم ہو جائے، تمہاری قوت اور نمود سے بہر حال ہماری سوسائٹی کو فایدہ ہی ہوگا،

شبلی

اعظم گڈھ - ۵ اکتوبر ۱۹۱۴ء

ڈاکٹر دن

۴۶۔ مولوی عبدالباری صاحب ندوی (اسسٹنٹ پروفیسر دکن کالج پونہ)

کے نام

(۱)

عزیزی،

خدا تمہارے عزم وارادہ[۵۱] مین استقلال و برکت دے، ہمت بلند دار کہ الخ

مین نے جو کچھ کہا تھا وہ قطعی ہے، یہ ممکن ہے کہ کوئی عہدہ دار صاحب مخالفت کرین، اس

ئی قطعی فیصلہ مین نہین لکھ سکتا، انشاء اللہ اوایل جولائی مین وہان پہنچ جاؤنگا، موسم یہان

ہے اور خوشگوار ہے، شب کو رضائی کی ضرورت ہوتی ہے،

بقف کے متعلق مسٹر جیناسے مفصل بحث ہوئی،

یہان ایک جلسہ بھی میری تحریک سے ہوگا گورنر بمبئی وقف کے موید ہین،

بجتہ ہی کا حماسہ ہات آیا،

شبلی، بمبئی

(۲)

عزیزی،

ہان مجھکو بہت تعجب ہوا کہ تم آئے اور بغیر ملے چلے گئے مینے دوبارہ دریافت کیا تھا، اقبال[۵۲]

سلہ یعنی عربی کی تکمیل کے بعد انگریزی کی تحصیل ۵۲ اقبال احمد بی۔ اے وکیل الہ آباد، مولانا کے ایک عزیز،

بہت خوشی سے تم کو اپنے گھر پر رکھتے، افسوس تم علی گڑھ[۵۱] سے چلے گئے خیر اب استقلال سے ایک جگہ جم کر رہو

آئندہ مراحل کیلئے بھی مجھ سے جو کچھ ہو سکتا ہے مین ہمیشہ موجود ہون،

اب کی لیگ کو مجبوراً اپنی اسکیم (بظاہر) بدلنی پڑی سلف گورنمنٹ کا حاصل کرنا رزولیوشن مین داخل کیا گیا، اور باتفاق منظور ہوا، تاہم حسب موقع تاویل کیلئے سوٹ ایبل کی قید بڑھا دی گئی، جلسہ کا عام رنگ جمہوریت کا تھا، گو اس مین مغالطہ بھی دیا گیا،

سیرت بدر تک پہنچی،

(۳)

ہان بھائی اب مین اپنا سایہ رہ گیا ہون،

یہ حیرت انگیز بات ہی کہ بھوک مین کمی نہین، لیکن اگر دونون وقت کھاؤن تو کوئی دن کھانے کے قابل نہین رہتا،

علی گڈھ کے لڑکے اب ہم لوگون سے بھی آگے ہین، بلکہ سچ یہ ہی کہ ان کی حالت شوریدگی تک پہنچ گئی ہی، آزاد[۵۲] وہان جائین تو لڑکے ان کی گاڑی کھینچین،

جمون سے ایک انجمن کا سخت تقاضا آیا ہی، اخیر مارچ مین کوئی جلسہ ہی کشمیر کا ارادہ تو کرتا ہون اور کشش کے اسباب بھی ہین خصوصاً یہ کہ حکومت کے بڑے ارکان میرے دوست اور شاگرد ہین لیکن مار گزیدہ از ریسمان می ترسد، ایک دفعہ اسقدر صدمہ اٹھا چکا ہون کہ

---

۵۱ یعنی علی گڈھ کالج سے، ۵۲ مولوی ابوالکلام آزاد،

ابتک نہین سنبھلا[۹۱]،

سیرت چل رہی ہی، اب نظر آتا ہی کہ واقعی ایک ایسی تصنیف کی سخت ضرورت تھی، یہ دوسری بات ہی کہ مین پورا کر سکونگا، یا نہین،

چند اخلاقی اور تاریخی نظمین لکھنی شروع کی ہین، ایک دو الہلال مین نکلی ہین، قرن اول کے اخلاقی واقعات نظم مین آجائین تو اچھا ہی،

راجہ صاحب[۹۲] بغیر اس کے بہت بگھلاتے کہ شیعہ ممبر بنائے جائین اور اسکو احتشام علی وغیرہ منظور نہین کرتے کہ اُن کی نمود مین فرق آجائیگا،

آغاخان کی لیڈری ؎ خوش درخشید ولے دولت مستعجل بود،

اب کی مسلم لیگ کی صدارت میان شفیع[۹۳] کو ملی، لوگ کہتے ہین کہ روح اور فرشتہ کا تناسب ہی لیکن ؎ اس گنہگار کو درکار تھا ایسا ہی شفیع[۹۴]،

شبلی

لکھنؤ، یکم مارچ ۱۹۱۳ء

(۴)

عزیزی،

السلام علیکم، آزاد کا کیا ٹھکانا، وہ کشمیر جائین تو زنانہ کو کیا کرین یہ بلا ان کے ساتھ

---

[۹۱] پہلی بار کشمیر جاکر مولانا سخت بیمار پڑ گئے تھے، [۹۲] راجہ سر علی محمد خان والی محمود آباد، [۹۳] آنریبل میان محمد شفیع لاہور، [۹۴] اس موقع پر مولانا نے جو نظم لکھی تھی اس کا ایک مصرع ہی،

ہے، مین وہان کے ملیریا سے سخت خایف ہون، اسلئے ہمت کرکر کے رک جاتا ہون، غالباً

منصوری جاؤن یا پھر وہی بمبئی،

سیرت سادہ طور پر فتح مکہ وحنین تک پہنچگئی، اب اطمینان سے اس کو دوبارہ دیکھنا

ہے کہ چھپنے کے قابل ہو، عبدالسلام کو بھی بلالیتا ہون،

امتحان کے بعد تا افتتاح اسکول تم کہان رہوگے،

الہلال کو گویا اب کی فتح ہوئی یعنی ڈیپوٹیشن ٹوٹ گیا لیکن راجہ صاحب وغیرہ

اسلئے مجھ سے ناراض ہین، حالانکہ مین نے اس مین کوئی دلچسپی نہین لی،

شبلی

۳۱- مارچ سنہ ۱۹۱۳ء

(۵)

عزیزی،

سلام ودعا، خط ملا کشمیر کیا آؤن، اب بمبئی کے قابل بھی نہین رہا یعنی دن بھر دروازے

بند رکھتا ہون، ہوا ذرا خنک ہوگئی ہے تو اس کی برداشت نہین ہوسکتی، ایک مرتبہ صرف

اسی بے احتیاطی سے بخار آچکا، بھائی تیل تمام ہوچکا بخدا اب مجھ مین کچھ نہین رہا غذا

۲۴ گھنٹون مین سب ملاکر پاؤ بھر، بات کرنا گران ہوتا ہے، حالانکہ بخار وغیرہ کی

کچھ شکایت نہین،

میرے خلاف اس قدر طوفان برپا رہا لیکن لکھنے کی طاقت نہ تھی اور اب تک

کوئی مفصّل تحریر نہ لکھ سکا...... کو بہت دنون سے جانتا ہون، ان کا سفلہ پن تو ہمیشہ سے معلوم ہی لیکن اسقدر بدنفسی کا خیال نہ تھا، سخت خیریت یہ ہی کہ اب تک میری طرف سے ان کی نسبت کوئی بات وجود مین نہین آئی ہین نے کسی کی شکایت تک نہین کی،

ابتدا یون ہوئی کہ...... وغیرہ نے ان کو یقین دلادیا کہ اس سے آپ کی آزادگوئی ثابت ہوگی، اس کھڑی مین وہ آسے اور پھر یہ لوگ اور بڑھانے گئے، یا شاید اور کوئی وجہ ہو، بھائی بات یہ ہی کہ،

خاطر یک دو کس ارشاد شود از تو بس است
زندگانی بہ مراد ہمہ کس نتوان کرد

یہان بعض عمدہ کتابین ہات آئین، انساب سمعانی نہایت نایاب اور ضخیم کتاب یورپ نے فوٹو مین چھاپی، جامع مسجد کے کتبخانہ مین قفال کی کتاب محاسن الشریعۃ کا قلمی نسخہ ہے جو نایاب ہی،

سیرت ہوتی جاتی ہے، غزوات پر ریویو لکھ رہا ہون، افسوس سید سلیمان کو آزاد نے چھین لیا، عبدالسلام اچھے ہین لیکن لا یغنی مغناہ،

بھائی مین تو اب چراغ سحر ہو رہا ہون، تم لوگ اب اپنی ذمہ داری کو محسوس کرو، مین اپنے عیوب کو سب سے بہتر جانتا ہون، امرء اعرف بنفسہ، لیکن علمی صحیح مذاق کا پھیلانا اپنا کام سمجھتا رہا، اگر اس مین ذرا بھی کامیابی ہوئی ہو تو مسلم گزٹ کے مصنوعی معایب کے قبول کرنے پر آمادہ ہون، سخت افسوس یہ ہی کہ ہر حیثیت سے زمانہ مین خرباز اری بڑھ گئی ہے، نیک و بد

کی تمیز مطلق نہین، ابھی آغاخان علی محمد خان، محمد علی کو آسمان پر چڑھایا، ابھی اُوپر سے زمین پر دی پٹکا، اپنی گرہ کی عقل نہین، مسلم گزٹ کی ہر تحریر کو ایک لونڈا پڑھ کر سمجھ سکتا ہی کہ معاندانہ اور یکطرفہ ہے، لیکن سیکڑون احمق اس کی حرّیت کے قائل ہین،

ایک نظم الہلال مین اپنے نام سے بھیجدی ہی، زیادہ پُرجوش ہے، لوگ اور برا مانین گے،

مدینہ یونیورسٹی کی تجویز مین، قسطنطنیہ کو لکھنؤ سے تو اڑدہوا، خیر لیکن بہت ضروری چیز ہے

افسوس ہے کہ اب ہمت نہین کہ اس کے متعلق کچھ کرسکون، پہلی سی بات ہوتی تو مدینہ جانا کیا مشکل تھا،

شبلی

بمبئی - ۱۰ - جون سنہ ۱۹۱۳ء

(۶)

عزیزی،

خط پہنچا، ہان آنکھ خوب پختہ ہوگئی، یہ سال تو گیا، جیتا رہا تو اگلے برس قدح ہوگی،

مئی تک تو ضرور بمبئی چلا جاؤنگا، پارسال اپریل ہین مین گیا تھا، اپریل مین میرا گرہ ناقابل برداشت ہوجاتا ہی، یاردن نے میرا صندوق جس مین (۲۰۰) کے نوٹ اور ضروری کاغذات تھے میرے نوکر کو ملا کر سرقہ کرادیا، پولیس نے بھی یون ہی تحقیقات کرکے اغماض کیا،

دارالعلوم مین اندھیر مچا ہوا ہی، مولوی تک رو گیا، تین دن کی سخت مطالبہ کے بعد بہت ہی شرائط پر اجابت ملی

سیرت نبوی عنقریب نطبع جائگی، گو ابھی پہلا حصہ بھی مکمل نہین ہوا،

شبلی - الہ آباد، ۹ - مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

(۷)

سلام علیکم جو خبرین تم نے سنین، ایک بھی صحیح نہین، اب مین کشمیر کے سفر کے قابل کہان ہون، ؏ از ضعف بہر جا کہ نشستیم وطن شد،

شبلی

۱۶ - مارچ ۱۹۱۴؁ء

(۸)

عزیزی،

مین ابتک یہین اعظم گڈھ مین رہا اور گھر جو تین چار کوس ہی نہ جا سکا، ارادہ جانے کا تھا لیکن اتوار یا دو شنبہ تک تمہارا انتظار کرونگا، فرضاً اگر گھر گیا بھی تو اُس وقت تک آجاونگا، مین واقعات حال[1] سے اسقدر افسردہ ہوگیا ہون کہ اب کسی بات سے طبیعت شگفتہ نہین ہوتی،

شبلی

اعظم گڈھ - ۱۲ - اکتوبر ۱۹۱۴؁ء

---

[1] بھائی کی وفات،

(۴۷) مولوی معین الدین ندوی کے نام

(۱)

عزیزی معین الدین! جو مصیبت مجھپر پڑی، شاید تمہین معلوم نہین، عزیز بھائی اسحاق نے جو میرا دست و بازو تھا انتقال کیا، مین مدت تک کسی کام کے قابل نہین رہا،

دار التصنیف کا بس انتظام ہو گیا تھا، شوال مین یہ کلاس کھل جاتی لیکن اب کیا کہون،

شبلی، الہ آباد، ۱۴ اگست ۱۹۱۴ء

(۲)

عزیزم،

جواب طلب باتین پہلے لکھ چکا ہون، ندوہ کے طلبہ کا مختلف مقامات ملک مین پھیلنا مقاصد ندوہ کیلئے زیادہ مفید ہے، بہ نسبت اسکے کہ ندوہ ہی مین رہین، یا پرائیوٹ تعلقات پر اکتفا کرین،

سید سلیمان کیلئے بھی مختلف کوششین کر رہا ہون، اگرچہ سردست صرف ۳-۴ مہینے کیلئے مجھکو انکی ضرورت ہے

انتظامی جلسہ مین سالانہ جلسہ کی تاریخ معلوم ہوگی، اگر تار کے ذریعہ سے مطلع کرو تو بہتر ہے،

مسعود علی بڑے تقاضہ سے مجھکو بلاتے ہین، یون بھی آنے والا تھا لیکن وہان کہین میری جمعیت خاطر مین فرق نہ آئے، خلاف مزاج باتونکے دیکھنے سننے کا اب قابل نہین رہا،

شبلی - ۴ جولائی ۱۹۱۴ء

(۴۸) مولوی سید ابوظفر دسنوی ندوی کے نام

(۱)

سؤر[1] کے چند خصائل بدہین، قرآن مجید مین تو صاف حرمت کی تصریح ہی حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر، توریت[2] و انجیل کا حال مجھکو معلوم نہین،

عوام کو رام کرنا تو بہت آسان ہی، آنحضرت صلعم کے صحیح اخلاق، تواضع، فیاضی، عفو وغیرہ کا بیان مؤثر طرح کیا جاسے تو عوام پر بھی نہایت قوی اثر ہوتا ہی،

وقف اولاد کا ڈیپوٹیشن عنقریب کلکتہ جائیگا،

سنسکرت کے پڑہنے والے نہین[3] ملتے،

تم وہان کیونکر پہنچے؟

شبلی

۶ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء

(۲)

مین آج کل سخت عدیم الفرصت ہون،

---

[1] ایک عیسائی نے مکتوب الیہ سے سؤر کی وجہ حرمت پوچھی تھی، مکتوب الیہ نے مولانا سے دریافت کیا

[2] توراۃ نے بھی سور کو حرام بنایا ہی، انجیل کو حلال و حرام سے تعلق نہین، [3] یعنی ردّ آریہ کی غرض سے دار العلوم مین طلبہ نہین ملتے،

ابن خلدون اور ابن خلکان مین ابن خلکان زیادہ معتبر ہے، گو ابن خلدون فلاسفر ہے، خطیب بغدادی چوتھی صدی مین تھا،

شبلی - ۱۱ جنوری ۱۹۱۲ء

(۴۳)

نعمت خان عالی سخت متعصب شیعہ تھا، عالمگیر کے باورچیخانہ کا مہتم تھا، سیرت غزوۂ بدر تک پہنچی۔ ناظم کوئی مقرر نہین ہوا،

شبلی - ۲۰ جنوری ۱۹۱۳ء

(۴۴)

عزیزی، السلام علیکم،

سوّر نہایت بے عزت جانور ہے، کوئی جانور ایسا نہین ہے کہ اپنی جفت کی نسبت اسکو غیرت نہ ہو اور دوسرے سے اس کا تعلق پسند کرے، لیکن سوّر اس سے مستثنیٰ ہے، اس کے علاوہ طبعاً اس کی غذا فضلہ ہی، اور وہ نہایت ذوق سے کھاتا ہی، مجھکو خود یہ مشاہدہ گذرا ہے،

حضرت عیسیٰ نے شادی نہین کی تو یہ ان کی رہبانیت تھی، ان کی یہ عام تعلیم تھی، اُن کا مقولہ ہی کہ سوئی کے ناکہ سے اونٹ نکل جاسکتا ہی لیکن صاحب دولت خدا کی سلطنت مین داخل نہین ہوسکتا" شادی نہ کرنا تمدن کے خلاف ہی، اس لئے وہ کسی خاص آدمی کے لیئے جائز ہوسکتا ہی لیکن سوسائٹی کے لئے مضر ہے،

رسول اللہ نے ۲۵ برس تک خدیجہؓ کے سوا جو شادی کے دن ... برس کی تھیں

کسی سے شادی نہین کی، یہ شباب کا بلکہ انحطاط کا زمانہ ہی، اسلئے اگر مقصود ہوائے نفس ہوتی تو اس زمانہ مین اور شادیان کی ہوتین، جو شادیان کین اکثر پولیٹیکل تھین یعنی اُن کے ذریعہ سے بڑے بڑے عرب کے قبایل سے اتحاد پیدا ہوا اور اُن مین اسلام پھیلا،

ازواج مطہرات کی تفصیلی حالات دیکھو تو صاف معلوم ہو جائیگا، اس بحث پر سرسید و مولوی امیر علی نے اچھا لکھا ہے، کم از کم مولوی امیر علی اور سرسید کی تصنیفات پڑھنی چاہئے،

شبلی، ۲۲ جنوری ۱۹۱۳ء

(۵)

۱- ہندوستان نہ دار الحرب ہی نہ دار الاسلام بلکہ دار الامن ہے کسی کا مال غصب کرنا کسی حالت مین بھی جائز نہین،

۲- بنک کا سود میرے نزدیک جائز ہے، شاہ عبد العزیز صاحب کا فتوی اس کے متعلق چھپ گیا ہے،

۳- وقف کی کارروائی جاری ہے، ابھی وفد پیش نہین ہوا

شبلی

۱۲ فروری ۱۹۱۲ء

(۶)

دار الامن کے احکام مین تنوع ہے، یعنی وہان سے ہجرت واجب نہین اور نہ جہاد

۱؎ مولانا مرحوم نے فقہ حنفی کی رو سے ہندوستان کے دار الحرب اور منافع بنک کے سود ہونے پر ایک پورا رسالہ لکھا ہی جو عنقریب شائع ہوگا

جائز ہے لیکن ربا جائز[۱] ہے جس طرح لا ربا بین الحربی والمسلم

وقف کے مسئلہ مین انشاء اللہ کامیابی ہوگی، اسی مہینہ مین اس کا فیصلہ ہو جائیگا
مین پیکٹ وغیرہ بھیجنے کا کام نہین کرسکتا، سید سلیمان کو لکھو وہ مجھ سے البلاغ لے
لین اور تم کو بھیجدین،

جلسہ سالانہ مین آؤ،

شبلی، ۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء

(۷)

سلام مسنون، یہان کی سند گورنمنٹ مین مسلم نہین ہی،
الشیر[۲] دیوبند سے تنخواہ پاتا ہے جی چاہے تو جواب لکھ سکتے ہو، ان بیچارون کی
روٹی یون ہی چلتی ہے،

شبلی

لکھنؤ، ۱۹ مارچ ۱۹۱۳ء

(۸)

عزیزی،
دعا، یہان نوکری ملنا باہر کے لوگون کو سخت مشکل ہی، مین یہان ۸ برس تک
ملازم رہا، اس زمانہ مین بھی کسی عزیز کو کوئی ملازمت نہ دلا سکا،

---

۱ فقہائے احناف کے نزدیک ۲ مراد آباد کے ایک اخبار کا نام،

میرے لئے جو کچھ ہوجاتا ہی وہ مخصوص حالت ہی اور بغیر میری کوشش کے ہوتا ہی،
تم اگر تصنیفی لیاقت مین ترقی کرتے تو مین سیرت مین لے لیتا،

شبلی

۳۰- اکتوبر ۱۹۱۳ء - حیدرآباد - کاچی گوڑہ

(۹)

عزیزی،

دعا، تمہارے ایک ہم وطن اور شاید قرابتی بھی مولوی عبدالغنی صاحب اسٹنٹ اکاؤنٹنٹ جنرل جو علمی مذاق بھی رکھتے ہین، ان سے مین نے تمہارے متعلق ذکر کیا تھا، اونھون نے کہا کیا وہ یہان سو للعہ کی ملازمت منظور کرینگے، میرے حوالہ سے تم ان کو خط لکھو، شاید وہ کوئی صورت نکالین، میری تائید کی ضرورت ہوگی تو مین موجود ہون، بات یہ ہی کہ مین نے اپنے بیٹے کے لئے بھی کبھی سفارش نہین کی لیکن موقع آجائے تو ہر طرح کی تائید کرسکتا ہون، مین نے تمہاری تعریف بھی ان سے کردی ہی،

یہان تعلیمات کے افسر لطیفی صاحب ایک شخص بمبئی کے ہین، وہ پنجاب مین سویلین تھے، انگریزی دان ہین، عربی سے واقف نہین،

شبلی

۱۱- نومبر ۱۹۱۳ء حیدرآباد، کاچی گوڑہ

ضمیمہ مکاتیب جلد اول

۴۹۔ صفی الدولہ حسام الملک نواب سیّد علی حسن خان صاحب کی نام

(۱)

مطاعی! ایک نہایت ضروری امر گذارش ہی، آپ کو معلوم ہوگا کہ یورپ مین علوم شرقیہ کے علما کا ایک مجمع ہی جسکو اورنٹیل کنفرنس کہتے ہین، یہ نہایت معزز کنفرنس ہی، اور تمام یورپ و مصر و شام کے علما جمع ہوتے ہین اس دفعہ اس کا اجلاس اٹلی مین ہی، ریاست حیدر آباد نے سید علی بلگرامی کو اسکی شرکت کیلئے بھیجا ہی اور پنجاب گورنمنٹ نے ہماری مسٹر آرنلڈ کو مین بھی انشاء اللہ جاونگا، آپ قصد کرین تو متعدد فایدی ہین

(۱) ریاست کی ناموری،

(۲) آپ کو یونیورسٹی کا فیلو ہونا آسان ہوگا،

(۳) آپ کی عہدہ ڈایرکٹری کی گورنمنٹ کے نزدیک نہایت وقعت بڑھجاے گی،

(۴) واپسی کے وقت مصر و قاہرہ کی سیر،

لطف صحبت الگ، خرچ بہت سے بہت ایکہزار، مع خرچ واپسی، جواب سے مطلع فرماے،

شبلی نعمانی، ۱۳ جولائی ۱۸۹۹ء

(۲)

مخدومی، تسلیم، والانامہ ورود فرما ہوا، آپ کو نہین بلکہ ریاست کو مبارکباد دیتا ہون کہ اسکے علمی ترقی کے آثار شروع ہوگئے،

آپ یقین فرمائین کہ مین آپ کے حق مین دعاے خیر کیا کرتا ہون اسلئے نہین

کہ آپ دولت مند ہین، اس کو تو مین کینہ پن سمجھتا ہون بلکہ اس لئے کہ آپ کی ذات سے
ایک ایسی زمین کی تربیت کی امید ہی جہان کبھی علم کی ہوا بھی نہین چلی تھی،
آپ کی یہ تجویز کہ مین قوم کے روپیہ سے جاؤن، آپ کے علمی مذاق کی دلیل ہے
لیکن اس کے دو پہلو ہین (۱) میری مالی اعانت، تو اس کی ضرورت نہین، اور اگر کسی قدر ہے
تو اس کو حمیت نفس نے رفع کر دیا ہی (۲) قوم کی علمی قدر دانی کا ثبوت، تو اس قدر دانی کا ثبوت
اور لوگون پر بھی ہو سکتا ہی،
مولانا! اصل یہ ہی کہ ابھی ملک کی یہ حالت نہین کہ اس قسم کے کام تحسین کی نگاہ سے
دیکھے جائین، آپ کو تو یہ پہلو پیش نظر ہی کہ قوم نے ملکر ایک اچھا کام کیا، اور عام زبانون پر
یہ ہوگا کہ شبلی دریوزہ گری کر کے یورپ گیا،
مین جس وقت اچھا ہو گیا یعنی گھر سے نکلنے کے قابل ہوا تو سب سے پہلے آپ کی ملازمت
کا قصد کرونگا، لیکن ہنوز دہلی دور است، آپ کو میرے اشتداد علالت کا اندازہ نہین،
مختصر یہ ہی کہ مین نے وصیت نامہ تک لکھوا دیا تھا، اور باوجود عدم دولت مندی کے
اس بیماری کی بدولت قریباً میرے ہزار روپیے صرف ہوئے،
اسی زمانہ مین سفیر کابل مقیم شملہ نے دس ہزار روپیہ نقد کے معاوضہ پر ابن خلدون کے
ترجمہ (بحکم امیر صاحب) کے لئے مجھکو لکھا، مین نے انکار کیا، اگرچہ اب صحیح ہو کر بھی مین
نے انکار لکھا،
ہان ایک خوشی کی بات یہ ہی کہ امیر صاحب انگریزی علوم و فنون جدیدہ کے ترجمہ

سکا ایک محکمہ قائم کرتے ہین، فارن آفس سے مشورہ بھی لے لیا ہی،

اس مین ۴ انگریز اور ۱۲ مترجم نوکر ہون گے مجھکو بمشاہرہ معتدبہ اس محکمہ کا سکرٹری کرنا چاہتے تھے لیکن مین نے اس لحاظ سے انکار کیا کہ کلکتہ مین پابندی کے ساتھ رہنا مین پسند نہین کرتا، اور محکمہ وہین قائم ہوگا، تاہم میرے ذریعہ سے مترجمون کا انتخاب ہو رہا ہی

جب صحراے افغانستان مین یہ اونچ پیدا ہوئی ہی تو بھوپال کا مرغزار تو بڑی قابلیت رکھتا ہی، والتسلیم

مکاتیب سلاطین کا نسخۂ قلمی آج ارسال کرتا ہون رسید عنایت فرمائیگا،

شبلی

اعظم گڈھ، ۹- اگست ۹۹ء

(۴)

مکرمی،

والانامہ اور روداد پہنچی،

مین ایک مہینہ سے حیدرآباد مین ہون، آتے ہوئے خیال تھا کہ آپ سے ملتا آؤنگا لیکن سرکار عالیہ کی علالت سے خیال ہوا کہ آپ پریشانی کی حالت مین ہون گے بہرحال یہان آیا تو نواب مدار المہام بہادر نے مجھکو روکنا چاہا، یہان ایک خدمت امور مذہبی کی ہی جسکا بجٹ کئی لاکھ کا ہی، یہ خدمت مجھے دئے جانے کی تجویز ہوئی، لیکن ابتک مین نے منظور نہین کی،

یہان ایک بڑا جلسہ میرے لکچر کے لئے ہوا جسمین قریباً ڈیڑھ ہزار بزرگون کا مجمع تھا، لکچر کا سبجکٹ علم کلام تھا، ایک صاحب قلمبند کرتے گئے تھے چنانچہ جسقدر قلمبند ہوا وہ چھپکر شائع ہوگا اور خدمت اقدس مین پہنچیگا،

مین مولوی سید علی صاحب بلگرامی کے دولت خانہ پر مقیم ہون، ان سے آپ کا ذکر بھی آیا، آپ سے بھوپال کی ملاقات کا ذکر کر کے آپ کی تعریف کی، مین مناسب سمجھتا ہون کہ آپ جناب نواب صاحب مرحوم و مغفور کی عربی تصنیفات مطبوعۂ مصر و ہندان کو تحفۃً ارسال فرمائین،

روداد رسالہ مین نے دیکھی اور نہایت مسرت ہوئی، خدا کرے روز افزون ترقی ہو، مین تو چاہتا ہون کہ واپسی مین خود مدارس کو دیکھکر ایک یادداشت لکھون لیکن آپ فرمائین تو روداد ہی پر اپنی راے لکھکر اخبارات وغیرہ مین بھیجدون انگریزی روداد مولوی سید علی صاحب نے لے لی، مدت کے بعد آپ سے ہمکلامی کا لطف ملا، اس لئے خلاف عادت درازنفسی تک نوبت آئی، والسلام

شبلی نعمانی

۲۷ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

(۵)

مکرمی!

آپ کا اس سے پہلے کوئی والانامہ نہین آیا،

کالج مین جو رقم آپ دے چکے بھلا وہ کیا ملتی ہی، اردو کیلئے جو جلسہ لکھنؤ مین بصدرنشینی نواب محسن الملک ہوا تھا، اس کے لئے جو شہر سے چندہ آیا تھا، اس کو مین مانگ رہا ہون وہ تو ملتا ہی نہین، کالج کے چندہ مین سے بھلا کون دیتا ہی،

آپ اپنے فرائض پوچھتے ہین، کیا قواعد انجمن آپ کے پاس نہین بھیجے گئے ارشاد ہو تو اب بھیجدون،

ندوۃ العلما کی طرف سے میری اڈیٹری مین ایک ماہوار علمی رسالہ نکلنے والا ہی انشاء اللہ ذور کا پرچہ ہوگا، آپ کبھی کبھی اس مین اظہار خیالات فرمائین،

انجمن کی طرف سے مین مصحفی اور میر تقی وغیرہ کی مصنفہ تذکرۃ الشعراء چھپوانا چاہتا ہون کیا آپ کے کتب خانہ مین ان تذکرون مین سے کوئی ہی!

مین آج کل مثنوی مولوی روم پر ایک بڑا مفصل ریویو لکھ رہا ہون، مع سوانح عمری مولانا روم،

شبلی

۲۱- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

(۷)

مکرمی،

والانامہ پہنچا، دریافت خیریت سے اطمینان ہوا،

میرا ب کے سخت ہرج ہوا، مدتون سے تصنیف کا کچھ کام نہ کرسکا، اس لئے

ندوہ سے چند مہینوں کی رخصت لی، یہاں نہایت تنہائی اور سکون کا مکان ہے، شہر سے دور باغ ہے، بنگلہ ہے، دور دور تک آدمی کا پتہ نہیں، کتب خانہ ہے، غرض بڑے اطمینان سے مصروف تحریر ہوں،

بمبئی اور حیدرآباد چلئے لیکن وہ ممالک گرمی اور برسات کے کام کے ہیں جب کہ یہاں آگ برستی ہے، یا سخت گھمس ہوتی ہے، اس وقت تک میں کچھ لکھ لوں گا غرض کم از کم ایک مہینہ کے بعد چلئے، آئندہ جو رائے ہو اس سے مطلع فرمائیگا،

نواب صدرالدین خان بڑودہ اپنے چھوٹے بچہ کو ندوہ میں بھیجتے ہیں، میں نے لکھدیا ہے کہ ابھی ٹھیر جائے،

ہسٹری آف پرشین لٹریچر مصنفہ براون، میرے کتبخانہ میں نہیں نکلی لیتا آؤنگا،

جناب نواب صاحب کی خدمت میں تسلیم،

شبلی

اعظم گڈھ، ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء

(۷)

مکرمی،

تسلیم، جلسہ[1] قرار پاگیا، ایک ہزار تخمینہ مصارف ہے حصہ رسدی آپ پر بھی آیا ہے، قیاض الفوائد کی نقل کا بہت اصرار ہے، کسی کاتب کو وہاں مقرر کر دیجئے کہ وہاں بیٹھکر نقل کرے، اجرت وہ خود دینگے بلکہ دے رہے تھے، میں نے کہا پھر منگوالوں گا،

[1] آئندہ خطوط ندوہ کے اصلاحی جلسہ کے متعلق ہیں جسکے نواب صاحب ممدوح سکرٹری تھے اور جس کا ہونا دہلی میں قرار پایا تھا،

کاتب نہ ملے تو قمی صاحب جو مقبرہ گولا گنج مین رہتے ہین، اُن کو بلوا لیجئے،

شبلی

۸- اپریل ۱۹۱۴ء

(۸)

مکرمی، تسلیم

خط پہونچا، واقعہ یہ ہے کہ یہان کا جلسہ عام دہین کی اصلاحی کمیٹی کی فرع ہی اس بنا پر تار صرف سکرٹری کے نام بھیجا گیا، باقی حکیم صاحب اور دیگر صاحبون کے نام الگ خطوط جائینگے، حکیم صاحب کل کام کرتے ہین لیکن ان کی کثیر الاشغالی کا یہ حال ہی کہ ان کا ایک دن کا کام مہینہ مین ایک مہینہ مین بھی انجام نہین دیسکتا، اسلئے ان سے فروگزاشت ہو جائے تو کیا تعجب ہی، مین صحت کے لحاظ سے یہان مقیم ہون،

یہان کے جلسہ کی مخالفت کی کاروائی بہت زورشور سے کردی گئی ہی اور اخبارات کو اپنے موافق کیا جارہا ہی، یہ خیال ہی کہ خود لکھنؤ سے مخالفت کی ایک بڑی پارٹی شریک جلسہ ہوگی اور ہر قسم کی ابتری ڈالیگی،

آپ صاحبون کو بھی پوری جمعیت کے ساتھ آنا چاہئے، اگرچہ لڑائی مقصود نہین بلکہ خواہش یہ ہی کہ غیر طرفدار لوگ، معاملہ کا بہ آسانی تصفیہ ہونے کی راہ نکالین،

شبلی

دہلی ۱۷- اپریل ۱۹۱۴ء

(۹)

مکرمی،

مقامی کمیٹی جلسہ کے انتظام مین مصروف ہی، باہر سے بہت سے لوگ آتے نظر آتے ہین خطوط آرہے ہین، مولوی خلیل الرحمن صاحب منشی سخاوت علی، نواب وقار الملک، مولوی حبیب الرحمن خان کے مواجہہ مین مختلف جلسے معاملات کے طے ہونے کے ہوے، گو مین شریک نہ تھا، اب تک جو امور طے ہوے بظاہر قابل اطمینان ہین، دیکھئے اگر اخیر تک قائم رہ جائین، ایک خاص امر مین زیادہ بحث ہی اور وہ ۱۰ سے جلسہ کا انعقاد ہی،

بہرحال دو ایک دن مین آخری نتائج معلوم ہوجائینگے اور مطلع کرونگا، کوئی امر بغیر آپ کی اصلاحی کمیٹی کے منظوری کے طے نہ کیا جائیگا، ابھی تک مسودہ ہی،

گرمی حد سے زیادہ ہی، ہر وقت بھی پیش ہے،

میان مسعود کو بلوا کر خط دکھا دیجیے گا، والتسلیم

شبلی

۲۹- اپریل ۱۹۱۴ء

(۱۰)

مکرمی،

پرسون یہان اصلاحی کمیٹی کی مجلس شوری منعقد ہوئی، بہت دیر تک بحث رہی

مسٹر محمد علی نے اس بات پر زور دیا کہ یہ کمیٹی پچھلے واقعات کی تنقید سے تعلق نہ رکھے بلکہ صرف یہ پیش نظر رکھے کہ اب ایسے قاعدے بنائے جائین اور پبلک مداخلت کو اس قدر قوی کیا جائے کہ کسی کو خود غرضانہ کارروائیون کا موقعہ نہ ملے، غرض یہ قرار پایا کہ ۲۴ مئی کو ایک جلسہ مدعو کیا جائے جس مین تمام ارکان جمع ہون اور پورا خاکہ اس طرح مرتب کر لیا جائے کہ بار بار اجتماع کی ضرورت پیش نہ آئے، ہر طرف کی توسط کے لحاظ سے ان لوگون نے دہلی کو مقام جلسہ تجویز کیا، اور مجھسے کہا کہ تم نواب صاحب کو لکھو کہ وہ تمام ارکان کے نام گشتی خطوط جاری کر دین خط مین جلسہ کی اہمیت ظاہر کیجائے اور لکھا جائے کہ بار بار آپ لوگون کو سفر کی تکلیف نہ دی جائیگی لیکن اسدفعہ تشریف لانا ضرور ہے، ارکان کے نام آپ کو معلوم ہونگے یعنی مسٹر محمد علی، پیرزادہ مولوی محمد حسین بتوسط حکیم اجمل خانصاحب، مولوی عبد اللہ صاحب فتحپوری، مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسر مولوی غلام الثقلین، آپ اور حکیم صاحب، اور مولوی نظام الدین صاحب، کارروائی جلد کر دیجئے، آپ کو دہلی آنا پڑیگا، مین صرف اسی لیئے روک لیا گیا، ورنہ بمبئی جانا ضروری یہان گرمی بہت تکلیف دہ ہی،

آپ کی مقامی کمیٹی کیلئے بہت کام باقی ہین، آپ نقائص موجودہ کی تحقیقات بھی کر سکتے ہین اور شائع کر سکتے ہین، مرزا سمیع اللہ بیگ کی رپورٹ تعلیم ضرور قابل اشاعت ہے،

خطوط اسقدر جلد جاری ہونے چاہئین کہ ۲۴ تک لوگ دہلی آسکین، مولوی غلام الثقلین

کو خاص طرح سے تاکیداً لکھئے،

میرے خاص ضروری کام جو پیارے صاحب سے متعلق ہین، اسکے لئے دوسرا صفحہ ملاحظہ فرمائیے،

شبلی

(۱۱)

مکرمی،

تسلیم، حکیم صاحب شملہ چلے گئے، جلسہ مشورہ صرف ایک ہوا، اس کی کیفیت لکھ چکا ہون، حقیقت یہ ہو کہ طریقۂ کارروائی ہر ہ۲ بٹی کو اچھی طرح متعین ہوسکیگا کہ دونون کمیٹیون مین کام کیونکر تقسیم ہو، بے شبہہ پچھلے واقعات اور خرابیون کے پیچھے پڑنا چندان سودمند نہین لیکن اب جو کچھ ہو رہا ہی، اس کی خبر تو رکھنی چاہیئے،

وہان کے ارکان کو صرف اصلاح کی ضرورت پر متوجہ کرنا چاہیئے، اور جب نیک نیتی اور بے غرضی سے کام ہوگا تو آپ کا دائرہ خود بخود بڑھتا جائیگا، اڈیٹر مسلم گزٹ کو ہموار کرنا ضرور ہے،

تعجب ہو کہ مسٹر محمد علی سے بھی وہ لوگ ناراض ہین، حالانکہ وہ وہی کہتے ہین جو ڈاکٹر ناظر حسن وغیرہ کہتے ہین، نظامت کی نسبت نواب اسحاق خان نے تو جلسہ عام مین تسلیم کرلیا کہ ناقص اور بے ضابطہ ہی، یہ بھی یقینی ہو کہ موجودہ ارکان سب بے قاعدہ ہین، اور نئے سر سے انتخاب کی ضرورت ہی، اسیوقت نظامت کا بھی قطعی فیصلہ ہوگا،

جلسۂ عام وہ لوگ لکھنؤ مین کرنا چاہتے ہین اور نظامت کو باقاعدہ بنانا چاہتے ہین

اس کے متعلق بغیر مواجہہ اور آپکے مشورہ کے کوئی راے عرض نہین کرسکتا،

کیا یہ توقع ہی کہ حکیم عبدالولی صاحب اور مولوی نظام الدین حسن صاحب دہلی مین آئین، دہلی کی روداد، آپ یا مولوی نظام الدین حسن صاحب کی طرف سے مختصراً قلمبند ہوکہ سرکار بھوپال کے پاس جانی چاہیئے، اور یہ کہ اس کا پہلا اجلاس ۲۴ مئی کو دہلی مین ہوگا، ارکان کا نام بہ تفصیل لکھا جائے، اور یہ امر کہ اگر منتظمین نے اصلاحین منظور کین، اور ان پر عمل کیا تو اطلاع دیجائیگی،

شبلی، ۱۹ مئی ۱۹۱۳ء

(۱۴)

مکرمی،

کئی خط جواب طلب لکھ چکا ہون، مخالفون نے اب یہ مشہور کرنا شروع کیا ہی کہ مین نے ندوہ کا نصاب تعلیم ملحدانہ رکھا تھا جو اب تک جاری ہی، نواب اسحاق خان کی یادداشت مین بھی اس کا اشارہ ہی،

نصاب تعلیم مطبوعہ ندوہ سے کسی کے ذریعہ سے منگوا کر ایک میرے پاس بھیجدیجئے اور زیادہ مل سکے تو زمیندار اور وکیل مین بھیجدیجئے کہ اس مین سے عربی کتابون کے نام چھاپ دین اور مخالفین سے پوچھین کہ اس مین کونسی کتاب ملحدانہ ہی

مسعود علی کہان ہین، مسودات رجسٹرڈ اور بیمہ کرا کے بھجوائیے بذریعہ ڈاک کے،

شبلی، ۷ جون ۱۹۱۴ء بمبئی

مکرمی،

معلوم نہین آپ کیا کر رہے ہین، مین نے جو ترمیمات بھیجی تھین ان کو آپ نے کیا کیا، ندوہ نے اپنے قواعد اخبارات مین شائع کردیئے،

اصل نقطۂ بحث یہ ہی کہ موجودہ کمیٹی اور ارکان باضابطہ ہی، اور یہ قائم رہیگی، تغیر صرف اسقدر ہی کہ جن ممبرون کی جگہ خالی ہوتی جائیگی، جدید قاعدہ کے موافق ان کی جگہ نئے ممبر منتخب ہون گے،

لیکن اصل بات یہ ہی کہ چونکہ ایک دفعہ محض بے ضابطہ اور دھاندلی سے ۳۵ کے بجائے ۱۵ ممبر کی تعداد کردی گئی، اور ایک ہی جلسہ مین ۵ جدید فوراً انتخاب کر لئے گئے جو ایک خاص پارٹی کے تھے، اس لئے ان کی کثرت ہمیشہ کمیٹی کو یک طرفہ رکھتی ہے، موجودہ قواعد مین اس کثرت کی کوئی دوا نہین، وہ سب ممبر باقی ہین اور جدید ممبرون کے انتخاب مین ہمیشہ اس کثرت کا اثر باقی رہتا ہی،

پیرزادہ صاحب کے دستور العمل مین ایک حد تک اس کا علاج ہی، لیکن آپ کی طرف سے کوئی کاروائی نہین ہوئی، آپ کو اپنا دستور العمل بعد غور اور مشورہ فوراً شائع کردینا چاہئے تھا، ورنہ اب فوراً کرنا چاہئے، اخبارات کو بھی متوجہ کیجئے،

ابھی صرف ایک ٹکڑا دستور العمل کا چھپا ہی، پورا چھپ جائے تو مین اچھی طرح سے تنقید کرکے آپ کے پاس اپنی رائے بھیجدون گا، کلی امور، تقرر ممبران، اور تقرر ناظم

اور شرکت قوت قومی ہی بجدید دستور العمل مین جو کچھ قومی قوت کی شرکت تھی وہ بھی جاتی رہی اب ساری قوت صرف چند ارکان کے ہات مین ہی،

مولوی ابوالکلام صاحب کو بھی لکھیے، منتظر جواب،

شبلی

۶ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

(۱۴)

مکرمی،

مین بمبئی آگیا،

ندوہ کی اصلاحی اسکیم، فوری اور معمولی چیز نہین، موجودہ انقلاب نہ ہوا ہوتا تب بھی اس کی ضرورت تھی، ندوہ کو اپنی اصلی وسعت پر لانا ہی، نہ صرف ایک دارالعلوم کی درستی، پہلے آپ حکیم صاحب[1] کے ذریعہ سے مطبوعات ذیل ندوہ کے دفتر سے دو دو جلدین طلب کرلین،

۱۔ مسودہ دارالعلوم،

۲۔ رپورٹ سہ سالہ دارالعلوم،

۳۔ ابتدائی رپورٹین ندوہ کی یعنی ابتدائے قیام سے چند سال تک،

۴۔ مضامین اربعہ،

---

[1] حکیم عبدالولی مرحوم المتوفی سنہ ۱۹۱۴ء

ان سے معلوم ہوگا کہ ندوہ کا اصلی مقصد دو چیزین تھین،

نصاب کی اصلاح، اس مین دو مقصد پیش نظر تھے، ایک یہ کہ ہر فن کے اہل کمال پیدا ہون جس کا ذریعہ درجہ تکمیل قائم کرنا تھا،

دوسرے جدید ضرورتون سے باخبر علما کا پیدا کرنا جسکے لئے انگریزی زباندانی اور علوم جدیدہ کی تعلیم بھی ضروری تھی، اس بنا پر یہ دو امور دارالعلوم کی تعلیم مین اصل الاصول ہین ورنہ مدارس قدیمہ پہلے سے موجود تھے،

دوسرا مقصد رفع نزاع تھا، یعنی باہمی تعصبات کا کم کرنا، اور مقاصد مشترکہ مین تمام فرقہ ہائے اسلام کا مل کر کام کرنا، مثلاً اشاعت اسلام وغیرہ،

مطبوعات ذیل ملجائین تو چند روز کیلئے مجھکو بھی بھیجدیجئے،

اصلاحی اسکیم کا دوسرا مرحلہ، دستور العمل کی درستی ہے یعنی ممبرون کا صحیح طریقہ انتخاب اور سب کمیٹیون کا تقرر جیسا کہ علی گڑھ مین سنڈیکیٹ ہے،

یادداشت کی کاپیان اہل الرائے لوگون کے پاس بھیجنی چاہیئے، ساتھ ہی دستور العمل کی ایک ایک کاپی، اور خواہش کرنی چاہیئے کہ اور لوگ بھی ان کاغذات کو دیکھکر اصلاحی اسکیم کے متعلق اظہار رائے کرین، یعنی جو بات خیال مین آئے تحریر فرمائین،

مین یہان بالکل سکون کی حالت مین ہون، اگر ذرا بھی انتشار ہوا تو سیرت کے کام مین خلل پڑیگا، اسلئے وہان کی استبدادی اور سازشی کاروائیون سے

حالات سُننا نہین چاہتا،

شبلی

بمبئی،

(۱۵)

مکرمی،

تسلیم، والانامہ پہنچا، معلوم نہین دستورالعمل تمہید، اور اصلاح عبارت کے ساتھ چھپا ہی یا وہی پیرزادہ[۱] صاحب کی لڑھر عبارت ہی،

دستورالعمل کثرت سے چھپے، تمام اہل الرائے کے پاس بھیجا جائے، رائین طلب کی جائین، پھر سالانہ جلسہ کا بندوبست ہو، یہ عملی صورت ہی،

میرا تو یہ حال ہو کہ مین نے اچھا وسیع قطعہ دارالمصنفین اور دارالتکمیل کیلئے لے لیا ہو اور جو قوت اور افادہ وہان بیکار جا رہا تھا اُسکو موزون اور مناسب موقع پر صرف کرونگا،

دو تین مہینہ کے بعد آپ کو تکلیف دونگا کہ آپ خود بھی دیکھ لین،

اگر آپ کے ہان اب بھی کچھ فالتو اور زائد کتابین ہون تو دارالمصنفین کے کتبخانہ کو عنایت کیجئے، سات الماریان تو اب تک ہو چکین،

شبلی

اعظم گڈھ - ۲ نومبر سنہ ۱۹۱۴ء[۲]

---

[۱] پیرزادہ محمد حسین صاحب دہلوی سابق جج، مترجم رحلۂ ابن بطوطہ، [۲] وفات سے ۱۲ دن پہلے کا خط،

۵۰. مولوی محمد ریاض حسن خانصاحب المتخلص بہ خیال و دانش

رئیس رسول پور ضلع مظفر پور کے نام

(۱)

مخدومی، مکرمت نامہ کا شکریہ، عربی اخبار خود میرے پاس بہت سے آتے ہین، یعنی ثمرات الفنون، السلام، طرابلس، المنار، الہلال، لیکن معلوم نہین آپ کس مذاق کے طالب ہین، اگر علمی مضامین چاہتے ہین تو مصر کا ماہوار رسالہ المقتطف طلب فرمائے اور اگر پالٹیکس وغیرہ مقصود ہی تو قاہرہ کا اخبار المؤید۔ میرے پاس جو اخبار آتے ہین، ان کو فرمائیے تو ملاحظہ کے لئے بھیجدون،

ہان الفاروق کی قیمت لوگون کے اصرار سے ۳؎ کر دی گئی، لوگون کو مطلع کر دیجئے،

شبلی۔ ۱۰ اگست ۱۸۹۹ء

(۲)

مکرمی، والا نامہ پہنچا، مشکور فرمایا، آپ کا نام ارکان اعانت کی فہرست مین درج کیا گیا اور مستقل خریدارون کے رجسٹر مین بھی درج کیا گیا، آپ کے خط کے آنے سے پہلے دو جگہ سے اطلاع آئی، ایک اور صاحب نے نامہ دانشوران کا ترجمہ شروع کر دیا ہی، لیکن ابھی دفتر مین نمونہ نہین آیا، اطلاعاً عرض ہی، نامہ دانشوران کے ترجمہ مین بعض جگہ

ابہام وتفصیل کے سلئے اور کتابون کی طرف بھی رجوع کرنا پڑے گا، غالباً آپنے خود اس کا اندازہ کیا ہوگا، کتاب مذکور مدت تک میرے استعمال مین رہی ہے لیکن اس وقت پیش نظر نہین اس سلئے صفحات کی تعداد محض تخمینی لکھدی گئی۔ اس کتاب کی دوسری جلد بھی شایع ہوگئی ہے، المرأۃ المسلمۃ، یہان ملتی ہے ۶؍ قیمت ہی،

شبلی ، ۲۲- جون ۱۹۰۳ء

دفتر انجمن ترقی اردو، حیدرآباد (۳)

مین نے آپ کو آج جو خط لکھا ہی، اسمین جواہر القرآن کا نام غلطی سے لکھا گیا، اس کے بجاے نجوم الفرقان سمجھئے، بو علی سینا کے حالات مین نامۂ دانشوران والون نے سلطان محمود کے تعصب مذہبی اور ابن سینا کی گرفتار کرنے کا حکم اس کی طرف سے لکھا ہی، یہ محض غلط ہی، نوٹ مین اس کی تردید کرنی چاہئے،

شبلی ، ۲۷- اگست ۱۹۰۳ء

(۴)

مولوی شہباز کی سوانح عمری مین نے بھی دیکھی ہی بہت اچھی ہی، لیکن نا تمام ہی اوران کا بیان ہے کہ تکمیل کا سامان نہین کیمسٹری کی اصطلاحات کا ترجمہ نہین بلکہ صرف اصلی الفاظ چھپوا لئے گئے ہین کہ مترجمین کے پاس الگ الگ جلدین بھیجدی جائین، والسلام

شبلی

حیدرآباد، ۱۲ جنوری ۱۹۰۴ء

(۵)

مکرمی،

خط پہنچا، مسودہ بوقت فرصت دیکھونگا کہین کہین تغیر و ترمیم کی ضرورت معلوم ہوتی ہے، بو علی سینا کے متعلق حبیب السیر وغیرہ مین جو کچھ ہے اور جس کی تقلید نامہ دانشوران مین کی ہے لغو محض ہے،

طبقات الاطبا اور تاریخ الحکما شہرزوری جو نہایت معتبر کتابین ہین اور ابن سینا کا مفصل حال انمین ہے اور خوارزم کے تعلقات اور مفارقت کا بھی ذکر ہے، ان مین کہین اس واقعہ کا پتہ نہین، یہ شیعون کی گھڑت ہے،

شبلی ۷۔ ستمبر ۱۹۰۵ء

(۶)

تسلیم، خط اور تار ملا، قطعی ارادہ تھا بلکہ اب بھی ہے کہ ۲ جنوری تک وہان پہنچ جاؤن لیکن جناب نواب صاحب ڈھاکہ اصرار فرماتے ہین کہ دو تین دن اور رہ جاؤ، ان کی بات اٹھائی نہین جاسکتی، اگر دو تین دن کا معاملہ ہے تو پہنچ ہی جاؤنگا، اور اگر ریاستی شان کے موافق اس مین کچھ امتداد ہوا تو مجبور ہونا پڑے گا، نواب صاحب فرماتے ہین کہ ندوہ کے متعلق مین مفصل گفتگو کرنی چاہتا ہون، اور ایک عام جلسہ مین تم اس کے مقاصد بھی بیان کرو بہرحال یہ حالت ہے، وہان کے جلسہ کیلیئے اتوار کی پابندی کیا ہے، رات کو جلسہ ہوگا،

شبلی، ۳۱ دسمبر ۱۹۰۶ء، ڈھاکہ

(۷)

خط پہنچا، نہایت[1] افسوس ہوا، میں اس دولت کو آغاز شباب میں کھو چکا ہوں لیکن ابتک یہ حالت ہو کہ کسی کو جب دیکھتا ہوں کہ اس کے والدین سر پر موجود ہیں تو بخدا عجیب حسرت ہوتی ہو، آپکے رنج و افسوس کا کچھ میں ہی خوب اندازہ کر سکتا ہوں دیوان پر حسب ارشاد نام لکھدیا ہو، اس وقت اتفاق سے لفافہ نہ تھا، اس لیئے کارڈ سے کام لینا پڑا معاف فرمائے گا،

شبلی

۲۲ مارچ ۱۹۰۶ء، لکھنؤ ندوہ

(۸)

تسلیم، والانامہ اور رباعیاں پہنچیں، رباعیوں کا کیا کہنا، کاش ان کا موقع استعمال بھی صحیح ہوتا، میری شاعری محض عطائی ہو، نہ کبھی اسمیں اشتغال رہا نہ برسوں کچھ کہنے کا اتفاق ہوتا، اب کے ندوہ کے اجلاس سالانہ واقعہ ۱۴ اپریل میں فارسی لٹریچر (نظم) کی پوری ہسٹری دکھائی جائیگی، یعنی ابتدا سے اس وقت تک کا کلام بہ ترتیب زمانہ جمع کیا جائیگا،

نادر الوجود دواوین بہم پہنچائے گئے ہیں، اس کے ساتھ قطعات و فرامین شاہی کی بھی نمایش ہو، جلسہ بنارس میں ہے، کیا آپ تشریف نہیں لا سکتے، حامد اچھے ہیں

---

[1] مکتوب الیہ کی والدہ ماجدہ نے انتقال کیا تھا۔

لیکن یہان نہین ہین، اخوان کی خدمت مین سلام شوق،

شبلی

لکھنؤ، ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء

(۹)

مین پٹنہ سے فوراً کلکتہ چلا آیا، یہین آپ کا تار ملا آپ جو بندوبست کرین اس سے مطلع فرمائین، ندوہ کے مکان کی بدحیثیتی اسکو ابھرنے نہین دیتی، اس لئے ہر طرف سے ہٹکر اب ادھر توجہ کرنی پڑی، اسی بنا پر کلکتہ کا سفر بھی ہے، اگرچہ ابھی کوئی صورت نہین پیدا ہوئی، ایک معقول شاہی عمارت بہت ارزان لکھنؤ مین مل رہی ہو خیال ہے کہ اسی کو لے لیا جاے، بہرحال جو صورت ہو اس سے اطلاع دیجئے گا، ادھر نہ آسکا تو بعد کانفرنس سہی،

شبلی

کلکتہ، امرتالین نمبر ۵

(۱۰)

تسلیم،

مجکو یہ خیال نہین ہو سکتا تھا کہ آپ بغیر میرے پہنچے اعلان دیدینگے، بہرحال آپ کی زحمت و تکلیف کا افسوس ہی، اگرچہ آپ خود کمال محبت سے اسکو زحمت نہ خیال فرمائین مین ۳۰ دسمبر تک تو ڈھاکہ رہونگا، نواب سلیم اللہ خان صاحب کے خاص خطوط بڑے

اصرار سے آئے، اُدھر نواب محسن الملک کا تقاضا ہے غرض کانفرنس جانا اور اخیر وقت تک رہنا ضروری ہے، واپسی کے بعد ایک دن آرام لینے کیلئے کلکتہ مین بھی قیام ضروری ہے پھر آٹھ جنوری کو آگرہ مین امیر صاحب کا جلوس دیکھنا ہے، اس اثنا مین وہان آنا ہوسکیگا میرا خیال تھا کہ آپ خود بھی شریک کانفرنس ہونگے، لیکن تعجب ہے کہ آپ کی تحریر مین کوئی اشارہ نہین، اسکے جواب مین جو کانفرنس کے پتہ سے بھیجئے گا تحریر فرمائیے کہ کیا جلسہ مظفرپور کے لیے تعطیل کے دن کی ضرورت ہوگی، رات کا وقت مناسب ہوگا، جسکے لئے تعطیل کی پابندی نہین، والتسلیم،

شبلی، ۲۲- دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء

(۱۱)

مکرمی،

تسلیم، مین تیسری چوتھی جنوری تک انشاء اللہ مظفرپور پہنچ سکونگا، اس لئے ان مین سے کوئی تاریخ مقرر کرکے مجکو ذریعہ خط یا تار کے ایجوکیشنل کانفرنس ڈھاکہ کے پتہ سے مطلع کیجئے، پرسون یہان میرا لکچر تاریخ اور اسلام پر تھا، مرزا شجاعت علی صاحب خان بہادر صدر انجمن تھے، ڈھاکہ مین کیا آپ نہ ہون گے،

شبلی، ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء

(۱۲)

مکرمی، تسلیم کل کے خط مین آپکے اشعار کی داد رہ گئی، واقعی آپ کا کلام بہت

شستہ اور صاف ہوتا ہی، مجکو اسقدر گمان نہ تھا، کل ہی آپ کی نظم اردو بھی ایک پرچہ مین دیکھی، کیا کہنا ہی، لیحی مجکو نہین پہنچی، پارسل پہلے آچکا تھا، خط اور بلٹی کل پہنچی، طرہ یہ کہ اسٹیشن ماسٹر نے ایک اور شخص شمشیر خان نامی کو دیدی، اُن کی بھی ایک بلٹی مظفر پور سے لیچی کی آئی تھی، کہتا ہی کہ مجکو اشتباہ ہوا، ایک عجیب بات یہ ہی کہ بلٹی مین جو آپکے یہان سے آتی ہے کبھی وزن نہین لکھا ہوتا، چنانچہ بلٹی واپس ہے، اس سے ان لوگون کا یہی مقصود ہوتا ہوگا کہ جس قدر وزن چاہین بیان کرین، پہلی دفعہ بھی تو کرایہ بہت سا خالی تھا، مین نے طول اس لئے دیا کہ آپ شاید اورون کو جو بھیجتے ہون دہان بھی یہ معاملات پیش آتے ہون اور لوگ آپ کو اطلاع نہ دیتے ہون، زخم اب براے نام ہی تکلیف مین بھی کمی ہی، مولوی اعجاز حسین صاحب کی خدمت مین تسلیم،

شبلی، ۲۶ جون

(۱۴۳)

تسلیم،

والا نامہ پہنچا، شکریہ، ہان تشنج تو نہین لیکن ابھی زخم کی جگہ خام ہے کل میر اکبر حسین صاحب جج سابق کے ہان سے دعوت کا رقعہ آیا تھا مین نے یہ جواب لکھا،

آج دعوت مین نہ آنیکا مجھے بھی ہی ملال لیکن اسباب کچھ ایسے ہین کہ مجبور ہون مین
آپ کے لطف و کرم کا مجھے انکار نہین حلقہ در گوش ہون ممنون ہون مشکور ہون مین
لیکن اب مین وہ نہین ہون کہ پڑا پھرتا تھا اب تو اللہ کے افضال سے تیمور ہون مین

دل کے بہلانے کی باتین ہین یہ شبلی ورنہ جیتے جی مردہ ہون مرحوم ہون مغفور ہون مین

شبلی، الہ آباد، ۲۳ نومبر ۱۹۰۶ء

(۱۴)

مکرمی،

مین بمبئی جا رہا ہون، راہ مین بھوپال ٹھہرنا پڑا، یہان آپ کا خط ملا، مجکو معلوم نہ تھا کہ آپ کا عزیز[1] ندوہ مین تعلیم پا رہا ہے، جب معلوم ہوا تو مین نے اُسکو بلایا اور واقعی اُسکو دیکھکر مین نے محسوس کیا کہ مین اپنے کسی حقیقی عزیز کو دیکھ رہا ہون، افسوس ہے مین فوراً سفر کو روانہ ہوا ورنہ اس کی تعلیم وغیرہ کی اچھی طرح جانچ کرسکتا، مین بمبئی پاؤن ہوا سے بہار رہا ہون، وہان سے حیدرآباد کا قصد ہے، غالباً شاہ سلیمان صاحب بھی ہونگے ندوہ کی تعمیر کی حالت دیکھکر دل بیٹھ جاتا ہے اور سب منصوبے غلط ہو جاتے ہین،

شبلی، ا دسمبر ۱۹۰۶ء

۱۵

مکرمی،

تسلیم، آپ کا خط جب آتا ہے تو بجد اتھوڑی دیر رشک مین مبتلا رہتا ہون کہ کاش یہ خط مجھکو نصیب ہوتا، وقف کے متعلق لوکل کمیٹی قائم ہوگئی ہے، اور عام آرا کے مطابق اس مسئلہ پر ایک رسالہ لکھ رہا ہون، جو تمام علما کے دستخط سے مزین ہوگا پھر انگریزی مین

[1] مکتوب الیہ کے بھانجے مولوی ابوالمجد سید محی الدین احمد صاحب جعفری ندوی ۱۲

ترجمہ ہوکر میموریل کے ساتھ گورنمنٹ مین جائیگا شعرالعجم کا پہلا حصہ مدت ہوئی مطبع مین چھپ چکا
لیکن ہنوز روز اول ہی، دوسرے حصہ مین حافظ کا حال ختم ہو چکا ہی، امیر خسرو کی باری ہی
ان کے تعلق بہت استیعاب کرنا چاہتا ہون، ان کی نہایت نادر تصنیفات سب مہیا
ہوگئی ہین عطیۂ بہاولپور کا حال علیحدہ مطبوعہ مضمون سے معلوم ہوگا، اب فی الجملہ انگریزی
گورنمنٹ کو بھی توجہ ہوئی ہے، نتائج کچھ دنون مین ظاہر ہونگے، پانون بن گیا، آمد تو نہین
آورد ہی، رفتہ رفتہ شاید ترقی ہو، والتسلیم

شبلی، لکھنؤ، ۱۱ مارچ ۱۹۰۸ء

(۱۶)

تسلیم،

جی ہان، ہمارے خاندان مین بندوق کا ٹکس بندھ گیا ہی یعنی سالانہ ایک جان
عزیزی اسحق کی نواسی تھی جو اس کی بھینٹ چڑھی، دو تین سال کی عمر تھی، ایک اور بچہ
زخمی ہوا لیکن رو بہ صحت ہی، وقف کا رسالہ مین لکھ چکا، اب چھپ کر شائع ہوگا، پھر
انگریزی مین ترجمہ اور عام میموریل وغیرہ شعرالعجم علی گڈھ مین طبع ہو رہی ہی، دوسرا حصہ
امیر خسرو تک پہنچا ہی،

شبلی، ۱۲ر اپریل ۱۹۰۸ء

(۱۷)

مکرمی، والانامہ پہنچا، حالات معلوم ہوئے، خدا کا شکر ہی کہ اب آپکے بھائی صاحب

افاقہ ہی، مجکو واقعی شکایت تھی کہ آپنے ان کا حال کیون نہین لکھا، یہ ظاہر ہے کہ یہ ایک قسم کی اجنبیت کی صریح دلیل تھی، مین یہان تحریک وقف کے متعلق آیا ہون کہ سب لوگونکو متفق الرائے کرون، عنقریب ایک جلسہ ہوگا، غزلین ہورہی ہین لیکن بہت پھیکی ایک دو شعر لکھتا ہون،

مطلع

توبہ از بادہ نہ کار من ناکس باشد — این قدر ہم اگرم عقل بود بس باشد

چہ عجب گر نگہ مست تو افتد بر ما — بادہ بیرون فتد از جام چو سرشار افتاد

شیوۂ مہر ز خوبان نتوان داشت طمع — کہ مرا کار بہ این طایفہ بسیار افتاد

محتسب از پے وجمعے ز حریفان بکمین — شب لیا رندی پنہان تو دشوار افتاد

(۱۸)

مکرمی،

تسلیم مین بہت مستعجل تھا، اسلئے آپ کو اطلاع نہ دے سکا کہ رسول پور جانے کے لئے مین وقت نہین نکال سکتا تھا، رسالہ کا انگریزی ترجمہ کون کرے گا مسلمان اتنے قابل کہان اور ہین تو کوئی کام بغیر اجرت کیون کرینگے اور اُن کی اجرت کہان سے آئیگی، پھر یہ بھی ضرور ہوگا کہ پہلے اردو مین ترجمہ ہو، رسالہ چھپ رہا ہے، مین نے اس کے کچھ پروف المنار کے اڈیٹر سید رشید رضا کے پاس بھیجدیئے تھے، انھون نے بڑی شکرگزاری کی اور لکھا کہ مین نے علماے مصر کو آمادہ کرنا چاہا لیکن ان لوگون نے ہمت نہ کی، المنار مین یہ رسالہ بہ تدریج شائع ہوگا، خوشی کی بات ہے کہ

ہندوستان کی آبرو مصر مین قائم رہی، ہان سب سے ضروری بات یہ ہی کہ آپ ندوہ کے سالانہ جلسہ مین تشریف لائین، اسکے نہایت مقدم امور طے کرنے ہین جن مین ایک نومسلمون کی حفاظت اسلام ہے، جسکو مین بڑے پیمانہ پر شروع کرنا چاہتا ہون، آپ جدید عمارت دیکھکر بھی خوش ہون گے، مولوی اعجاز حسین صاحب کو بھی ضرور لائیے، جرجی زیدان کی صرف ایک حصہ کا انگریزی مین ترجمہ ہوا ہی، مارگولوس نے کیا ہی جو اسلام کا سخت دشمن ہے، اور درحقیقت اسی انگریزی ترجمہ نے مجکو رد لکھنے پر آمادہ،

شبلی، لکھنؤ، ۱۲ فروری ۱۹۱۲ء

(۱۹)

این خط شوق دعوت خاص است عام نیست

جناب من، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ اس سال ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ چوتھی اپریل سے تین دن تک منعقد ہوگا، اُسمین نہایت اہم مذہبی اور قومی مطالب پیش ہونگے اور طریقہ کارروائی آغاز کیا جائیگا، یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ محض اس جلسہ کی شرکت کیلئے سید رشید رضا جو مصر و شام کے سب سے بڑے عالم ہین مصر سے روانہ ہو چکے اور ۲۲ مارچ کو بمبئی مین آجائینگے، سید صاحب اس رتبہ کے شخص ہین کہ جب کبھی ترکی سلطنت مین جاتے ہین تو گورنمنٹ کی طرف سے ان کا سرکاری استقبال کیا جاتا ہی، اس بنا پر ضرور ہے کہ

تمام بہی خواہان قوم اس موقع پر تشریف لائین اور جو مشکلات اس وقت قوم کو درپیش ہین ان کو حل فرمائین، اس بنا پر مین آپ کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ آپ ضرور اپنی تشریف آوری سے مجکو مطلع فرمایئن تاکہ آپکے قیام وغیرہ کا انتظام کیا جاے

شبلی نعمانی، مارچ ۱۹۱۲ء

بالن جی ہوٹل بمبی، (۱۲۰)

جناب من، السلام علیکم و رحمۃ اللہ، سیرت نبوی جو تصنیف ہو رہی ہے مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرت ؐ کے متعلق لکھا ہے، اس سے پوری واقفیت حاصل کی جاے تاکہ ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجت الزامی کے طور پر پیش کئے جائین اور جہان انھون نے غلطیان اور بد دیانتیان کی ہین، نہایت زور و قوت کے ساتھ ان کی پردہ دری کی جاے، اس بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کی گئی ہین، جو آنحضرت ؐ کے متعلق تصنیف ہو چکی ہین، لیکن ان سب کا اردو مین ترجمہ کرنا ناممکن ہے، اس لئے یہ راے قرار پائی ہے کہ جن صاحبون کو اس سے ذوق ہو ان کے پاس ایک ایک کتاب بھیجدی جاے، وہ مطالعہ فرما کر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جاے، اس بنا پر آپ سے درخواست ہے کہ کیا آپ بھی اس کام مین حصہ لینا پسند فرمائین گے،

شبلی نعمانی

(۲۱)

جناب من،

تسلیم، ہان جواب خط کی مجکو شکایت تھی، تاہم یقین تھاکہ کوئی قوی سبب ہوگا، مسئلہ وقف مین واقعی سو کے سو نمبر ملے، جو دفعات مین نے نکال دینے چاہے ہے اور جسکے متعلق الگ تحریر چھاپکر شائع کی تھی سب نکل گئے مین نے مسٹر جناح سے ان کے نکال لینے کا وعدہ لے لیا تھا،

جمعہ کے مموریل کے متعلق غزنوی کے سوال پر گورنمنٹ نے جو جواب دیا مسٹر شفیع نے لکھا ہے کہ اب اس تحریک کی ضرورت ہی یا نہین، آپ کی کیا راے ہے؟

اشاعۃ الاسلام ایک ہلکا خاکہ ہی، میرا نصب العین ایک مذہبی عام انجمن ہے ندوہ ہوسکتا تھا لیکن وہ مولویون مین پھنس گیا اور یہ فرقہ کبھی وسیع الخیال اور بلند ہمت نہین ہوسکتا، حالانکہ اب تمام تفرقہ ہاے باہمی کے نظرانداز کرنے کا وقت ہے، ہر صوبہ مین مستقل انجمن ہونی چاہیئے، دورہ کا ارادہ تھا، لیکن گرمی کی آمد ارادون کو سرد کیئے دیتی ہی منصوری اور کشمیر کا مسئلہ پیش آگیا جو طے پا جاے،

سیرت فتح مکہ تک پہنچ گئی گو ابھی نظر ثانی اور ثالث باقی ہی وقت اسی حصہ مین ہے، آگے بہت جلد جلد کام ہوگا، سب مباحث اور ان کے خاکے پیش نظر ہین، یورپ کے خیالات کا بڑا حصہ سامنے آگیا، سب تارون کی ایک ہی صدا ہے کچھ غلط فہمیان، کچھ ناواقفیت کچھ تعصب باقی ہیچ، ایک جلد خاص یورپ کے نذر

ہوگی، یورپ کی ذخیرۂ تاریخی پر ایک الگ دیباچہ قریباً ۱۰۰ صفحون کا ہوگا، تمام تصنیفات اور مصنفین کے نام اور حالات اور ریویو یہ مباحث ان سے الگ ہین،

شبلی، ۱۸ مارچ ۱۹۱۳ء

(۲۲)

مکرمی، تسلیم، والا نامہ پہنچا، فتاوی ابن تیمیہ کو دریافت کرتا ہون، اگر ہوگا تو بھجوا دون گا، اب کے مین یہان تفریح و غزل کے لئے نہین آیا، بلکہ اسلئے کہ بظاہر جو تھوڑی سی زندگی نظر آتی ہے، اس کو سیرت نبوی کی خدمت مین صرف کردون اس لیے جو کچھ کرسکتا ہون سیرت ہی پر صرف کرتا ہون،

انساب سمعانی کا نہایت عمدہ نسخہ یورپ نے فوٹو کے ذریعہ سے چھاپا ہے اور باوجود ضخامت کبیر کے صرف ۱۶-۱۷ روپیہ قیمت رکھی ہے مین نے ایک نسخہ لے لیا ہے

اگر آپ صرف سیر بھر تازہ اور عمدہ گھی بھیجین تو مین ممنون ہونگا لیکن شرط یہ ہے کہ اگر سیر بھر سے ایک ماشہ بھی زیادہ ہوا تو گو گستاخی ہو مگر واپس کردون گا، اور تازگی کے لئے یہ شرط ہے کہ اسکو بنے ہوے دو تین روز سے زیادہ عرصہ نہ گذرا ہو، یہان گھی کے سوا ہر چیز ملتی ہے مین نے وطن کے بھی مختلف قرابتون مین فرمائش بھیجدی ہے، اور مقدار وہی مقرر کی ہے جو آپ سے کی ہے، والسلام

شبلی

بمبئی، ۱۸ - مئی ۱۹۱۳ء

(۲۲۳)

مکرمی،

تسلیم- آٹھ مہینہ سے ایک وقت کی غذا ہے اور پھر مختصر سے مختصر، سیرت جلد اول قریباً طیار ہے، کاپیان لکھوانی شروع کردی ہین،

ندوہ کا اب کیا ذکر۔ اگر دیکھئے تو،

برجاے... آواز زاغ است وزغن،

چند روز سے الہ آباد مین ہون،

ہان دار المصنفین کی تجویز الہلال مین کیا نظر سے نہین گزری، ضرور دیکھئے آپ اس کے خاص مخاطب ہین، اس کیلئے خود وہان تک آونگا، یہ میرا اخیر کام اور زمرہ مصنفین کی دائمی خدمت ہے،

شبلی

الہ آباد، ۲۶ فروری ۱۹۱۴ء

(۵۱) ایم مہدی حسن صاحب کے نام

از ۱۸۹۰ء تا ۱۹۱۴ء

(۱)

جناب بندہ! نامہ والا ملا، محمڈن کلب جو قائم کیا گیا ہی بے شبہہ اس کی اعانت ایک ضروری چیز ہے، لیکن افسوس ہے کہ مین اپنی کوئی تصنیف نذر نہین کر سکتا، میری تصنیفات سے جو اسوقت معرض بیع مین ہین، المامون و الجزیہ ہین، یہ دونون کتابین سید صاحب نے کالج کیلئے چھاپی ہین، (المامون پر سید صاحب نے جو دیباچہ لکھا ہی اوسکو آپ ملاحظہ فرمائینگے) مجھکو حق تصنیف مین صرف ایک نسخہ عنایت ہوا تھا وہ دے نہین سکتا، گذشتہ تعلیم کی کوئی جلد باقی نہین رہی، پیام یار اُسکو دوبارہ چھاپ رہا ہے، اس وقت تک مین نے اپنی کسی تصنیف کو نہ خود چھاپا نہ اس سے فائدہ اوٹھایا، اس لئے محمڈن کلب مین کوئی تصنیف پیشکش نہین کر سکتا ہون،

لہ اردو کے مشہور انشا پرداز جناب ایم، مہدی حسن صاحب تحصیلدار اکبرپور (کانپور) مولانا کے مخلص احباب مین مین ہین، ان خطوط کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ اولاً کسطرح بیگانہ وار ایک اتفاقی ضرورت سے ایک دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھتا ہے، ایک ہی دو خطون کے ردوبدل کے بعد شناسا نظرین ایک دوسرے پر پڑنے لگتی ہین، اور آخر محبت کی ادائین یہان تک بڑھتی ہین، کہ ادبی ناز و نیاز کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہی،
ایم۔مہدی حسن صاحب کی فرمائش ہے کہ ان خطوط کا کوئی حصّہ الگ نہ کیا جائے، اس لئے معمولی اور دو سطری بلکہ ایک حرفی خطوط بھی رہنے دئے گئے ہین،

ریویو کا جو تذکرہ آپ کے خط مین ہے وہ شاید مناسب نہ تھا، گو آپ کا منشا، نہ ہو لیکن اس سے تنبیہ ادرہوتا ہی کہ ریویو گویا کتاب کا ایک قسم کا معاوضہ ہی، حالانکہ مصنف کی یہ بڑی پست فطرتی ہے کہ وہ لوگون سے ریویو لکھانے کا شایق ہو، اگر کوئی شخص کسی معقول کتاب پر ریویو لکھنے کی قابلیت رکھتا ہی تو ہر حالت مین اوسکو لکھنا چاہیئے، لیکن ریویو کوئی آسان چیز نہین ہے، ہمارے ریویو نگارون کے لئے یہی بہت ہی کہ اون کی یہ قابلیت تسلیم کیجاوے، نہ کہ اوس سے کسی مصنف پر احسان رکھا جاوے، ملک مین شاید ایسے مضمون نگار دو تین سے زیادہ نہین ہین، جن کے ریویو سے کسی مصنف کو خوشی ہو سکے، خدا کرے آپ کا محمڈن کلب کامیاب ہو، اور بیہودہ قسم کی کتابین، (ناول وغیرہ) اوسکی الماریون کے آغوش مین نظر نہ آئین، والسلام

شبلی، از علیگڈھ، ۸ مئی ۱۸۹۰ء

(۲)

تسلیم، آپکے مفصل عنایت نامہ مورخہ، ۲ مئی ۱۸۹۰ء کا اسقدر مختصر جواب، آپکو بھی تعجب ہوگا، لیکن مین نہایت اضطراب و تعجیل کی حالت مین یہ عریضہ لکھ رہا ہون، آپ کے حسن اخلاق اور بالخصوص میری گستاخ تحریر سے درگذر کرنیکا ممنون ہون مین اسوقت علیگڈھ سے دور ہون اور ۲۳ جون تک وہان نہ پہنچ سکونگا۔

خطبات احمدیہ میرے پاس عمدہ نسخہ ہی، شاید مین کلب کو نذر کر سکون، غالباً مین اس مہینہ کی کسی تاریخ گورکھپور آسکون، والسلام

شبلی، ۲ جون ۱۸۹۰ء، اعظم گڈھ

(۳)

مکرما! آم پہونچے، اس غریب نوازی کا مشکور ہون، ہان مجھکو خود افسوس ہے
کہ ایسے محبون کی خدمت سے بہت کم مستفیض ہو سکا، لیکن امید ہی کہ خط کتابت کے ذریعہ
سے مخلصانہ تعلقات قائم رہینگے، والسلام
شبلی نعمانی، ۱۳ جون ۱۸۹۰ء

(۴)

جناب من! نامہٴ والا وردد فرما ہوا، فہرست کیا بھیجتا، کوئی کتاب معقول نہ تھی آپ
فرماتے ہین کہ اردو کی تمام عمدہ کتابون کے نام لکھو، افسوس اردو مین ابھی بنے ہی کیا
میرے دانست مین اردو کی تمام عمدہ کتابین آپ کے پاس موجود ہین، آبِ حیات،
نیرنگ خیال، حیات سعدی وغیرہ، تہذیب الاخلاق، بس یہی اس زبان
کا گنجینہ ہے، اور غالباً آپ کی لائبریری مین یہ سب کتابین موجود ہین، مولوی آزاد نے
دیوان ذوق ایک خاص ترتیب سے چھاپا ہی، بے شبہہ وہ دیکھنے کے قابل ہے،
آزاد کی باقی تصنیفات دربار اکبری وغیرہ بھی عنقریب چھپینگی، اور امید ہے کہ آپ کی
نگاہ سے گذرین، ہماری زبان مین ردیان تو بہت جمع ہین مگر کام کی چیز ڈھونڈیے تو
مشکل سے ملیگی، وہ بھی دو چار سے زیادہ نہین، آج کل کالج کے کام نے مجھکو تصنیف سے
بالکل معذور کر دیا ہے، مگر یہ عارضی حالت ہے، صرف شروع سال مین کام بڑھجاتا ہی، امید
ہے کہ نصف اگست سے پورا موقع حاصل ہو، والتسلیم شبلی ۔ ۹ جولائی ۱۸۹۰ء

(۵)

قدرافزائے من، والانامہ مدت کے بعد ملا، آپنے اپنی معذرت کی ناحق تکلیف اٹھائی آپکے لطف اخلاق کی پوری تصویر اتبک میری آنکھون مین ہی جب جب آپنے یہان دفتر سے کتابین منگوائی ہین مجھکو اطلاع ہوتی رہی ہے، مین آج کل **الفاروق** لکھ رہا ہون، طبری کی باقی جلدین آگئین، اب کوئی حالت منتظرہ نہین رہی، البتہ زورِ قلم اور مساعدت وقت درکار ہے، دعا فرمائے کہ اس پُل صراط سے زندہ وسلامت اُتر دن حضرت عمر کی لائف "رہ بردم تیغ است قدم را،" والسلام

شبلی، علیگڈھ

(۶)

جنابمن، سفرنامہ میرے ہان سے ملتا ہی، مگر مین آج کل سفر مین تھا، اب علیگڈھ پہنچا ہون، لیکن سردست اسکی جلدین یہان نہین رہین، آگرہ کو لکھا ہی، جسوقت کتابین آجائینگی، فوراً تعمیل ارشاد ہوگی، آپ تار وار نہ بھیجین، والتسلیم

شبلی، ۲۷- اکتوبر ۱۸۹۴ء

(۷)

مخدومی، آپ کی عنایت آمیز لطیفہ نکتہ خیز، والانامہ کا جواب کیا لکھون، عنایت نامہ کیا میری ہمدردی کا قابل قدر سرٹیفکٹ ہی، مین سچ کہتا ہون کہ اُسکو پڑھکر پہلا خیال جو میرے دلمین آیا یہ تھا کہ یہ لٹریچر کسی تصنیف مین صرف ہوتا تو وہ نہایت

عمدہ تصنیف خیال کیجاتی، فوٹو کا اشتہار غلط چھپا، مین نے اخبار آزاد مین اس کی تصحیح کر دی ہے، الفاروق مین کوشش بھی ہے کہ تمام خوبیون کی جامع ہو، دیکھئے کہان تک کامیابی ہوتی ہے، امید ہے کہ آپ کبھی کبھی یاد فرمایا کرین، مین سفر مین تھا، اس وجہ سے خط دیر مین ملا اور جواب مین تاخیر ہوئی، جواب لکھئے تو اعظم گڈھ کے پتہ سے لکھئے، والتسلیم

شبلی نعمانی، الہ آباد، ۱۴ ستمبر ۹۸ء

(۸)

جناب من، تسلیم، خط پہنچا، الفاروق، کانپور مطبع نامی مین بڑے اہتمام سے چھپ رہی ہی، ایک حصہ جس کے ۲۱۳ صفحے ہین پورا چھپکر تیار ہوگیا ہی، لوح طلائی اور لاجوردی چھپ رہی ہے اور اس کا کاغذ اتنا نفیس دیا گیا ہی کہ ہندوستان مین آجتک ویسا کاغذ کبھی استعمال نہین کیا گیا، جو قدردان صاحب چرمی کاغذ پر لوح چھپوانا چاہتے ہین وہ دیکھینگے تو اس کاغذ کو چرمی کاغذ پر ترجیح دینگے،

افسوس ہے کہ مین بیمار ہون اور لکھنؤ مین حکیم عبدالعزیز صاحب کا علاج کر رہا ہون "الفاروق" کے کل صفحے کم و بیش چھ سو ہونگے، "کلیات قاآنی" اس پتہ سے منگوا لیجئے، مرزا محمد شیرازی ملک الکتاب محلہ عمر کھاڑی نمبر ۱۲۸ بمبئی، والسلام

شبلی نعمانی

از دفتر ندوۃ العلما، لکھنؤ، گولہ گنج، ۱۹ ستمبر ۱۸۹۸ء

(۹)

جناب من، مدت کے بعد آپنے یاد فرمایا، میرا یہ حال ہے کہ پورے چھہ مہینے سے بیمار ہون اور ابتک بیماری چلی جاتی ہے، ہان الفاروق چھپ گئی، لیکن مطبع سے آتے آتے ڈیڑہ دو ہفتہ صرف ہوجائینگے، اُس وقت تعمیل ارشاد ہوگی، والتسلیم

شبلی نعمانی، اعظم گڈھ، ۳/۹۹

(۱۰)

پایہ فزائی من، مدت ہوئی البشیر مین قاموس الاسلام کے عنوان سے ایک مضمون دیکھا، نیچے مہدی حسن کے دستخط تھے، حیرت ہوئی کہ یہ وہی مرزاپوری دوست ہین، یا نذیر احمد و آزاد کی دو روحون نے ایک قالب اختیار کیا ہی کئی دن تک دیکھتا اور احباب کو دکھلاتا رہا،

دو تین ہفتہ ہوے، وہی برق ایک اور افق پر چمکی، اس سے زیادہ ہوش ربا اور خیرہ کن تھی، مصمم ارادہ ہوا کہ آپ کی ضرور مبارکباد لکھون لیکن حیدرآباد کی، مصائب آمیز زندگی کسی دلی جوش کے اظہار کا موقع کہان دیتی ہے، غرض وہ چوٹ زخم کا چور بنکر دل مین رہگئی، آج آپ کا بھیجا ہوا البشیر پہنچا اور وہ چوٹ ابھر آئی زیادہ کیا کہون، خدا آپ کو آپ کے دست و قلم کو آپ کی صنعتگری طبع کو قائم رکھے۔ بخدا مجھکو خوشی سے زیادہ آپ پر رشک ہوتا ہی، کبھی کبھی خط بھی لکھا کیجئے، مین الغزالی لکھہ چکا، اور مطبع مین جاچکی، علم کلام کی تاریخ بھی ختم ہوچکی،

اب جدید علم کلام پر لکھ رہا ہون، یہ دونون حصے ساتھ چھپینگے، اگر یہان اطمینان سے رہنا پیش آتا تو بڑے بڑے کام انجام پاتے، لیکن ہر وقت رکاب مین پاؤن ہی جو گھڑی ٹلتی جاتی ہے، اسی پر حیرت ہی مولوی سید علی صاحب پرسون میرے پاس تشریف لائے تھے، ۲۲ مارچ کو ولایت جاتے ہین،

۶ دوستان رفتند و من ہم میروم، والسلام

شبلی، حیدر آباد، ۱۸ مارچ ۱۹۰۱ء

(۱۱)

مکرمی، اردو کے ساتھ آپ کو جو عشق ہی، اب اس کے اظہار کا موقع ہی دستور العمل ارسال ہی جو کچھ ہو سکے کیجئے،

شبلی، حیدر آباد، ۵ مئی ۱۹۰۱ء

(۱۲)

مجی، ماتمی جدول کا خط ملا،

مدت ہوئی مین نے آپ کو انجمن اردو کے متعلق متعدد خطوط لکھے، جب کسی کا جواب نہ آیا تو تردد ہوا، مدت کی پوچھ گچھ کے بعد پتہ لگا کہ آپ کا رفیق و ہمدم آپ سے چھوٹ گیا، مجھکو بھی افسوس ہوا، لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ آپ جیسے فلسفیانہ مزاج آدمی کو اس مرحلہ مین ذرا ثابت قدم رہنا تھا، خیر اب تو ناچار وہی کرنا پڑا جو عقلا پہلے ہی کرتے ہین،

بدقسمتی سے انجمن نے ابتک صرف ایک کتاب شائع کی یعنی گوتم بدھا، اور سری کرشن کی سوانح اور فلسفہ اچھی کتاب ہے، عسہ قیمت ہے، آپ چاہین تو بھیجدی جاے

دبیر و انیس پر محاکمہ مدت ہوئی طیار ہے، لیکن یہان کچھ ایسی الجھنون مین پڑکر اب تک مطبع مین نہین گیا، شاید عنقریب نوبت آے، قریباً تین سو صفحے ہوگئے ہین

فارسی شاعری کی باری دو ایک برس کے بعد آئیگی، البتہ ایک مبسوط تذکرہ میرے ایک شاگرد میری ہدایت سے مرتب کررہے ہین، پرشین لٹریچر کو مین نے منگاکر دیکھا، پہلا حصہ تو کچھ نہین دوسرے کا وعدہ ہے، پروفیسر براؤن کی فارسی مہارت مسلم ہے، دوسرا حصہ نکلیگا تو ضرور اچھا ہوگا،

خیام کی یورپ نے قدر کی، لیکن اگر وہ سحابی استرآبادی سے واقف ہوتے جس کی دس ہزار فلسفیانہ رباعیان موجود ہین تو انکی اور بھی آنکھین کھلتن کئی سو رباعیان اس کی میرے پاس موجود ہین، کبھی سنئے گا،

مین نے ارادہ کیا ہے کہ اردو اشعار کا ایک عمدہ مجموعہ طیار کیا جاے جس کی ترتیب علمی حیثیت سے ہو، کچھ کام ہوچکا ہے، آپ اس کے متعلق کوئی معقول مشورہ دے سکین تو عنایت ہے،

مین مثنوی مولوی روم پر تقریظ لکھ رہا ہون، ایک نئی کتاب ہوگی،

سامان ایسے نظر آتے ہین کہ علی گڈھ کے دام مین مین دوبارہ گرفتار ہون اگرچہ یہ وہ دام ہے کہ،

نالہ از بہر رہائی نکند مرغ اسیر　　　　خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نبود

اس پیرانہ سری مین خدا نے مجھکو پھر باپ بنایا، کتاب سے گھبراتا ہون تو اس سے جی بہلاتا ہون، شاہ صاحب کہان ہین، بیگم صاحبہ کوئی نیا ثمرات آیا یا نہین،

شبلی، حیدر آباد، ۲ مئی سنہ ع

(۱۴۲)

مکرمی، عنایت نامہ پہنچا، آپ کا تو خط بھی ایک دلچسپ آرٹکل ہوتا ہی لیکن اگر اُس کی داد دون تو ہم دونون "حاجی" ہوے جاتے ہین،

ایک جلد خاصہ آپ کے لئے رزرو ڈ رہیگی، بے شبہہ غزالی کو بھی بہت کچھ سمیٹا ہے اور اس کے چند در چند اسباب جمع ہو گئے، ایک تو وہی کہ ع رکھون کچھ اپنے بھی مین چشم خونفشان کے لئے، دوسرے حیدر آباد مین رہ کر زیادہ پھیلنا ممکن نہ تھا، بے شبہہ یہ اخلاقی کمزوری ہے، لیکن ضروریات زندگی چند روز تک یہان رہنے پر مجبور کر رہی ہین، اور دوسرے اڈیشنون مین اسکی تلافی کا موقع باقی رہتا ہی، سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مین علماء وغیرہ کو جس سطح پر لانا چاہتا ہون اس کے لئے زینے درکار ہین، الغزالی پہلا زینہ ہے، دوسرا تاریخ علم کلام پھر اصلی سطح یعنی علم کلام جدید ہی جو زیر تصنیف ہی، تاریخ علم کلام آگرہ چھپنے کے لئے جا چکی، رعد غزالی ہی سے عہدہ برا نہ ہو سکے، اس لئے دوسری طرف رخ کرنا پڑا، غزالی مین اگر کھل کھیلتا تو علماء برسون بلکہ قرنون کے لیے ہاتھ سے نکل جاتے

اور مجھکو ان سے کٹ کر الگ ہوجانا منظور نہین بلکہ ۶ یین توڑ دیا ہون ....
قاموس الاسلام، یا لائبریری کے لیے کانفرنس مین ہر طرف سے قبول کی صدا تو آئیگی، لیکن کام کرنے والے تو وہی چند ہین اور ان کا حال معلوم،

آج کل بہت بیمار رہا اور اب بھی ہون، ذرا اطمینان ہو تو وطن آؤن اور آپسے بھی ملون، آپ نے رعد کو لکھا ہی کہ صورت بھی اچھی چاہتا ہون، لیکن یہ دائرہ مرزاپور سے آگے کہان بڑھ سکتا ہی، اس موقع پر بے ساختہ دوست یکتا، وحید یاد آگیا، کہین ملین تو سلام کہدیجیے گا، والسلام

شبلی (ناظم علوم وفنون) ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء

(۱۴)

حبیبی، مدت کے بعد زیارت ہوئی، بہت لکھنے کو جی چاہتا ہی لیکن سخت لرزہ وبخار مین مبتلا ہون، تقریظ مثنوی کمبخت رعد کے قبضۂ غصب مین ہی، دو برس ہوچکے،

شبلی ندوہ لکھنؤ، ۲۳ نومبر ۱۹۰۵ء

(۱۵)

جناب من، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عنایت نامہ پہونچا، آپ کا پتہ تبدیل کردیا گیا، ہر دو حضرات کیخدمت مین دیلو بھیجدئے گئے، مجھے امید ہی کہ آئندہ بھی خریدارون کے بڑھانیکی کوشش کرکے ندوہ کو ممنون احسان کرتے رہین گے، شعبان مطابق اکتوبر کا الندوہ بنارس آپ کی خدمتمین بھیجا گیا تھا، غالباً بنارس سے آپ کے

یہان پہونچے، رمضان کا پرچہ زیر طبع ہی، انشاءاللہ تعالیٰ چھپکر آپکے مقام پر پہونچے گا،

شبلی نعمانی، الندوہ، لکھنؤ

(۱۶)

مین نے اب کی بڑی سخت تکلیفین جھیلین، دو مہینہ تک لرزہ و بخار مین مبتلا رہا۔

اب بھی سخت ناطاقتی ہے، مضمون اُردوے معلّیٰ یا اخبار وکیل، یا مخزن لاہور مین بھیجد یجیے،

خریدارون کے پیدا کرنے کا شکریہ،

مین اب آپ سے بہت قریب ہون ضرور دو ایک روز کیلئے تشریف لائے ورنہ بڑی شکایت ہوگی

شبلی، الہ آباد، کوٹھی لیاقت حسین کوتوال، ۶ جنوری ۱۹۰۶ء

(۱۷)

خط کا جواب لکھ چکا ہون، دوبارہ لکھتا ہون کہ اگر ممکن ہو تو ضرور ملنے آیئے،

شبلی، ۶ جنوری ۱۹۰۶ء

(۱۸)

آپ کا والا نامہ موسومہ مولوی عبدالحیٔ صاحب دیکھا، مین علالت کیوجہ سے تین

مہینہ سے کچھ نہ لکھ سکا، اخیر مضمون بھوپال مین لکھا تھا، اب ندوہ کی سالانہ جلسہ کی طیاریان

ہین، جو ۱۴، اپریل کو بنارس مین ہوگا، تمام وقت اس کے اہتمام مین صرف ہوتا ہی،

بے شبہہ ۳۲ صفحے بہت کم ہین، لیکن لوگون کو صفحات سے زیادہ روپیہ عزیز ہی، اس

لئے مجبوری ہے۔ اس کم قیمتی پر پانسو خریدار بھی ابتک بہم نہین پہونچے،

اب کے ندوہ کے جلسہ مین کتب نادرہ اور فرامین شاہی کی نمائش بھی ہوگی، عمدہ سرمایہ جمع کر رہا ہون، یاقوت مستعصمی کا قران بھی ہات آگیا ہے، وغیرذالک، والسلام

شبلی، ندوہ، لکھنؤ۔ ۴ مارچ سنہ ۶ء

(۱۹)

مکرمی، تسلیم، ہان کچھ کام کرنے لگا ہون، لیکن ندوہ کے سالانہ جلسہ کے قریب آجانے سے تصنیفی کام مین دقت ہوتی ہے، تقریظ مثنوی بہت کچھ چھپ گئی ہے، البتہ موازنہ مدتون تک کیلئے رک گیا، مسودات سے مرتب کرنا ہے، اور سردست اسقدر فرصت نہین، ہبشنہ حیدرآباد مین ہے وہان سے ملنے کی امید نہین،

آزاد کو تو آپنے مخزن وغیرہ مین ضرور دیکھا ہوگا، قلم وہی ہے، معلومات، یہان رہنے سے ترقی کر گئے ہین، خیام کی لایف اب کہان ہوسکتی ہے، مین شعر العجم مین مصروف ہوگیا ہون، یہ کتاب فارسی لٹریچر (نظم) کی تاریخ ہے،

بندہ زادہ اس سال نائب تحصیلداری مین لے لیا گیا ہے، کالج کی کامیابی مبارکباد کے قابل ہے شہزادہ کے قدم مبارک ہین، والتسلیم

شبلی، ۱۶ مارچ سنہ ۶ء

دیوان تحفۃ ارسال ہے، کوئی کتاب تو آپکے پاس مصنف کی پیشکردہ ہو۔

(۲۰)

جناب من، مین کل یہان آیا جسقدر جلد آپ تشریف لاسکین مجھپر عنایت ہے، شبلی، ۱۱- اپریل سنہ ۶ء

(۲۱)

قلت فرصت کی وجہ سے کارڈ پر جواب لکھتا ہون،

والا نامہ پہنچا، آپ کے حسن ظن کا شکریہ ادا کرتا ہون، رقم موعودہ ابتک نہین پہنچی

جلسہ کامیابی سے ختم ہوا، تقریباً دس ہزار روپیہ کا سرمایہ مستقل کی مدمین، چندہ ہوا،

شبلی، ۱۱ اپریل ۱۹۰۶ء

(۲۲)

وان کریمر ایک مستند شخص ہے، لیکن اسکی عربی دانی کا حال مجھکو بھی معلوم نہین

اس کتاب کے ترجمہ کے متعلق، مترجم نے مجھکو خط لکھا تھا، آپ اس کے مقتبس مقامات کا اگر

ترجمہ کرتے تو مین الندوہ مین نوٹ کے ساتھ شایع کردیتا،

آپ کے ندوہ کی وجہ سے الندوہ مین دیر ہوگئی، مزید برآن یہ کہ میان حامد کا

بچہ سخت علیل ہوگیا، اور مین غایت پریشانی مین غازی پور گیا، اور آج آکر پھر واپس

جاتا ہون، صاحب عالم کی زبان اور خیالات کا کیا کہنا، مین نے بچہ سمجھکر توجہ نہ کی لیکن

قوم کے مذاق کا یہ حال ہے کہ بعض گریجویٹ مجھ سے اس کے جواب کے خواستگار ہین

ان کے نزدیک وہ تحریر لاجواب تھی، مین کہتا ہون کہ اسی لئے ندوہ کی ضرورت ہے

کہ موجودہ نسلین تعلیم پاکر نکلین گی،

خط لکھنؤ کے پتہ سے بھیجئے

شبلی، ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء

(۲۳)

یہ چند سطرین، آپ کی دلچسپ طولانی خط کا جواب تو نہین ہوسکتین لیکن عرض حال کے لئے کافی ہین، الندوہ مین اب کی بہت دیر ہوئی، مین جلسہ سے پہلے بضرورت بنارس گیا اور اہتمام مین مصروف رہا، فارغ ہو کر فوراً پرچہ طیار کر کے بھیجدیا لیکن مدراسی صاحب رعد کے اوتار ہین، آب تک پرچہ چھپنا بھی شروع نہین ہوا، مین پوتے کو بیمار چھوڑ کر چلا آیا اور سخت تاکید کر رہا ہون، شاید اس مہینہ مین پرچہ نکل جائے، دوسرے پرچہ کا بھی پورا ذخیرہ مطبع مین جا چکا سخت افسوس ہے کہ ندوہ کی بدولت الندوہ اور الندوہ کی بدولت ندوہ کو نقصان پہنچتا ہے، کوئی ہات بٹانے والا نہین، مین اب صرف ہمت ہی ہمت رہگیا ہون، آپ دیکھین گے تو ذرا دیر کے بعد پہچانین گے، روز بروز گھلتا جاتا ہون، اور بے وجہ بے سبب خیر می گذرد، درہمہ حال شکر باید کرد، کہ مبادا ازین بتر گردد،

شبلی، لکھنؤ ۲۵ مئی ۱۹۰۲ء

(۲۴)

تسلیم، والا نامہ مع اقتباسات پہنچا، مین آج بمبئی مین ہون، ڈاک یہین واپس آکر ملی وان کریمر کے ان خیالات نے کسیقدر افسردہ کیا، یہ تو وہی پرانے تیر ہین جو پادریون کے ترکش مین ہمیشہ طیار رہتے ہین، الندوہ مین اس کا شائع کرنا بھی خلاف مصلحت تھا لیکن شائع کرونگا، ایک پادری نے ایک مستقل کتاب اس موضوع پر لکھی ہے کہ قرآن کن کن کتابون اور افسانون سے ماخوذ ہے، متعدد زبانون مین اس کا ترجمہ شائع کرایا ہے، اردو

اور فارسی مین اس کا نام ینابیع الاسلام رکھا ہی،

شبلی، از بمبئی، فلارنس ہوس، اپالو بندر، ۴۔ اگست ۱۹۰۶ء

(۲۵)

تسلیم، خط پہنچا، آپکے مضمون کی اشاعت کو بلحاظ مصالح منیجر صاحب الندوہ نے روک دیا خیر اور کسی پرچہ مین نکل جائیگا، ضروری تصحیح کردونگا،

یہان کا موسم آج کل اسقدر فرحت انگیز ہے کہ وہان سے اندازہ بھی نہین ہوسکتا، نائی کو عرش پر بھی بیگا رہ، یہان بھی لکچرون کی کرہے، کل ایک لکچر تھا آئندہ بہت بڑے مجمع مین لکچر دیناہے لطف یہ ہی کہ سامعین سب بنئے اور تاجر ہین، جو ہماری اردو تک نہین سمجھتے ان مین ہماری پیری کیا چل سکتی ہے، کتاب کو لکھ رہا ہی، والسلام

شبلی، ۱۱۔ اگست ۱۹۰۶ء بمبئی، فلارنس ہوس، اپالو بندر

(۲۶)

آپ کو مفصل خط لکھنا چاہتا تھا، لیکن چار دن سے بخار مین مبتلا ہون، یہان کی موسمی حالت آج کل کشمیر سے ملتی ہے، گلابی سردی ہی، شاہ وحید عالم صاحب نے آنیکا قصد کیا ہی، دیکھئے پورا بھی کرتے ہین یا نہین، موازنہ بطبع مین جاچکا، یہان سے مین نے مرتب کرکے بھیجا،

۱۹ برس کے بعد غزل لکھنے کا اتفاق ہوا، یہان کی دلچسپیان غضب کی محرک ہین اور ہی ضبط نہین کرسکتا، اپالو یہان ایک عجیب سیرگاہ ہی اور چوپاٹی اس کا جواب ہی خواجہ حافظ کے مصرعہ کو یون بدل دیا ہی، کنار آب چوپاٹی و گلگشت اپالو را، اس غزل کا ایک شعر یہ ہے

بہرسو، از ہجوم دلبرانِ شوخ بے پروا　　گذشتن از سرِ رہ، مشکل افتادست بہرورا

تین چار غزلین لکھین جو کبھی آپ کی نظر سے گذرینگی،

شبلی، کلیر روڈ، بنگلہ دھن کا سٹھا ۱۱ ستمبر ۱۹۰۷ء

(۳۷)

تسلیم، آپکے الہ آباد آجانے نے مجھکو الہ آباد کے سفر پر فوراً آمادہ کردیا، لیکن مسہل لینا پڑا، اور ابتک ضعف ہی، بہرحال اب الہ آباد کی تعداد سفر مین ضرور اضافہ ہوجائیگا، براون کی کتاب کو مین نے بمبئی مین ڈھونڈھا، اسوقت تک نہین آئی تھی، اچھی چیز ہو تو مجھے مطلع کیجیے گا، دیکھنا ہی کہ شعر العجم اس کا ممنون ہوسکتا ہے،

اُسی غزل کا ایک شعر یہ ہی

فغان از گرمی ہنگامۂ خوبان زردشتی　　بہم آمیختہ از زلف و عارض ظلمت و نورا

پارسی، نور و ظلمت دو خدا مانتے ہین،

پرچہ کی خرابی طبع کا مجھہ پر سخت بُرا اثر ہوا، اب انتظام بدل دیا گیا، اب کی "مسلمانون کی بے تعصبی"، کا دوسرا حصّہ نکلے گا، اور غالباً آپ پسند کرین، بالکل اچھوتا مضمون ہوگا،

سوانح مولانا پر شروانی کا ریویو آیا ہی، اسی پرچہ مین نکلیگا،

موازنۂ انیس نہایت عمدہ چھپ رہا ہی، مسودات کی ترتیب نے شعر العجم مین ہرج ڈال دیا ہی

چار مہینہ سے کچھ نہین لکھا گیا،

ہمارے ہان یعنی ندوہ مین عبد السلام نہایت قابل لڑکا ہے جو غالباً آئندہ کام کا ہونے والی

کہ صلون کا مستحق ہوگا،

شبلی، ۱۵، اکتوبر ۱۹۰۶ء

(۲۸)

اب کے مخزن میں میری ایک غزل شایع ہوئی ہے، دیکھئے گا، البتہ جابجا غلط چھپی ہے، کا فردن کا ذکر اس میں بھی ہے،

شبلی، لکھنؤ، ۲۶، اکتوبر سنہ

(۲۹)

مجی، شرکت کانفرنس کے لئے ڈھاکہ جا رہا ہون، راہ مین آپ کا خط ملا، دوسری قسط کیسی؟ البشیر مین ابھی تو آپ کا کوئی مضمون نہین نکلا، براؤن کا دوسرا حصہ مین آپ سے منگوا دونگا، اس سے اقتباسات کا ترجمہ آپ کرکے دیتے تو الندوہ مین شایع ہوتے، اب کی الندوہ مین عالمگیر کا مضمون ملاحظہ کیجئگا،

عبدالسلام[1] نہایت ہونہار ہی، وہ پورا مصنف ہوسکتا ہی اور ہوگا، انگریزی نہین جانتا لیکن پڑھ رہا ہی، ندوہ اس قسم کے جواہر کا چمکانے والا ہے، لیکن علی گڈھ کی بے مہری ندوہ کو ابھرنے نہین دیتی، سخت افسوس ہے، موازنہ آگرہ مین اہتمام سے چھپ رہا ہے، تقطیع اور خط تمدن عرب کا ہی، براؤن نے لب اللباب کا دیباچہ فارسی مین لکھا ہے، مسلمانون سے اچھی فارسی لکھتا ہی، کیا کانفرنس کا قصد نہین، آگرہ تو ضرور چلئے، میری ایک فارسی غزل

---

[1] مولوی عبدالسلام صاحب ندوی، دیکھو ۲۷،

دکن ریویو مین چھپی ہے، مخزن کی غزل تو ضرور نظر سے گذری ہوگی، والسلام

شبلی، بانکی پور، ۱۳ دسمبر ۶ء

اب مین کلکتہ پہنچ گیا، پتہ یہ ہے، امرتلا لین نمبر ۵

(۲۴۰)

تسلیم والانامہ کلکتہ مین ملا، دفتر مین بھیج دیا ہے، وہان سے تعمیل ہوگی، غیر مجلد اب کوئی باقی نہین، والسلام

شبلی، امرتلا لین نمبر ۵، ۱۷ دسمبر ۶ء

(۲۴۱)

تسلیم، البشیر پہنچا، اپنی مداحی کا شکریہ ادا کرنا موزون نہین، اس لئے کچھ نہین کہتا، شاہ وحید عالم کلکتہ آرہے ہین، آپ کیون قصد نہ کرین،
خان خانان کی نہایت مبسوط لائف اسی زمانہ کی تصنیف، سوسائٹی مین ہی، آج کل اس کے مطالعہ سے لطف اٹھا رہا ہون،

شبلی، امرتلا لین، کلکتہ نمبر ۵ ۱۹ دسمبر ۶ء

(۲۴۲)

مکرمی، تسلیم، اس سفر مین آپ کے نہونے کا سخت افسوس ہے، شاہ صاحب تو عشق مجازی سے بھی کوسون دور ہین، وہ کیا ساتھ دینگے، وہان توہات کے سوا آنکھ کا بھی سلام نہین، خان خانان کا تذکرہ دیکھ کر واقعی مفت خوری کا بار بار تقاضا ہوتا ہی کہ بے

ہات پانون ہلائے مفت مال ہات آتا ہی، لیکن شعر العجم کی نگاہین تیز پڑنے لگتی ہین، افسوس ہے کہ سفرون کی گردش، ہفتون کے کام ساون پر ڈال دیتی ہی،

یہان ڈاکٹر راس نے اسلامی لٹریچر اور صنائع کے بڑے نوادر جمع کئے ہین، ان مین اورنگ زیب کے ہات کا قرآن مجید بھی ہے، زیب النسا، اور دارا شکوہ کی تحریرین بھی ہین، کاش آپ آسکتے، موازنہ مین اشعار کا اقتباس اتنا آگیا کہ تقطیع بڑی نہ ہوئی تو کتاب ضخیم ہوکر بھدی ہوجاتی، بوٹا سا قد، ہندوستان کا مذاق ہی، ایران مین تو کشیدہ قامتی مرغوب ہے

سخن بہ ذکر قیامت دراز کن واعظ ۔ مگر ز طول بہ بالائی آن نگار کشد

عزرعنائی آفریدہ قد بلند تو، برادر عزیز میان اسحاق کل پہنچینگے، اور احباب آتے جاتے ہین، آج میرا لکچر ہے "مسلمان اور فن تاریخ" عنوان، والتسلیم

شبلی، امرتلا لین نمبرہ کلکتہ

(۳۳)

ٹھیکر کو لکھدیجیے کہ براؤن کی کتاب جلد دوم، میرے پاس وپلو بھیجدے، الہ آباد بتھر کی گلی سے کے پتہ سے،

شبلی، ۲- اپریل سنہ ء

(۳۴)

مکرمی، مین ذرا کی ذرا باہر گیا تھا، آپ آئے اور نکل گئے، مین دو ہی تین دن کا مہمان ہون، وہ بھی آپ کا ہئین، الہ آباد کا کل ایک غزل قلم سے نکلی، میر اکبر حسین صاحب کو بھیجی، وہ

بہت رکھیے، ان کا خط بھیجتا ہون، لیکن اسپر یقین نہ کر لیجیے گا ورنہ پھر غزل بھیکی نظر آئیگی،
ہان موازنہ کے اجزا، جدید غزلین اور خود مین، سب کچھ ہی لیکن آپ کو کیا،

شبلی، ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

(۳۵)

بلا مبالغہ اور بلا تصنع کہتا ہون کہ برادرآن کی کتاب دیکھکر سخت افسوس ہوا، نہایت عامیانہ اور سوقیانہ ہی، برادر اسحاق سے پڑھوا کر بھی سنا، خود بھی الٹ پلٹ کر دیکھا، فردوسی کی نسبت صرف دو تین صفحے لکھے ہین جسمین اسکے اقتباسات بھی شامل ہین، مذاق اتنا صحیح ہے کہ آپ فردوسی کا درجہ سبعہ معلقہ کے برابر بھی نہین مانتے، اور فرماتے ہین کہ کسی حثیت سے یہ کتاب اور شعراے فارسی کے کلام کے برابر نہین ہین، مع سود اور ہرجہ کے آپ سے اس کے دام واپس لونگا،

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

شبلی، ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

(۳۶)

آزاد[1] کی کتاب آج دیلو آئی، جانتا تھا کہ وہ تحقیق کے میدان کا مرد نہین، تاہم وہ ادھر ادھر کی گپین بھی ہانک دیتا تو وہی معلوم ہوتا، لیکن خدا کا شکر ہے کہ گیارہ لکچر تک، اس نے میری سرحد مین قدم بھی نہین رکھا، بارھوین مین یہ میدان مین اترا ہی لیکن زور پہلے صرف ہو چکا تھا، اس لئے یون ہی سرسری چکر لگا کر نکل گیا، میرے لئے بہت وسعت ہی بحالت مجموعی، کتاب برادن کی کھتونی سے کہین بہتر ہے،

شبلی، اعظم گڈھ، ۳ مئی سنہ ۶

---

[1] شمس العلما محمد حسین آزاد،

(۳۷)

مین آزاد کی طرف سے بالکل مطمئن ہوگیا تھا، لیکن آپنے پھر ڈرا دیا، مجھکو پہلے سے معلوم ہوتا تو مین اس مضمون پر ہاتھ نہ ڈالتا، خیر اب تو دل افگندیم الخ

شاہ صاحب کی قبل از وقت جدائی نے واقعی سخت صدمہ پہنچایا، شعر و شاعری پر اب میرا قابو نہین بلکہ مین اسکے قابو مین ہون، ورنہ قطعہ تاریخ لکھنا محبت اور اخلاص کا فرض تھا،

سلطان ابوسعید ابوالخیر پر یورپ والون نے بہت کچھ لکھا ہے، صرف صفحون کی تعداد دیکھکر لکھتا ہون یہان کوئی ایسا نہین کہ سرسری طور سے بھی سنادے، والسلام

شبلی، اعظم گڈھ، ۸ مئی سنہ ۶

(۳۸)

جناب من، آپ کی باربار دوستانہ و مخلصانہ مزاج پرسی سے دل مین عجیب اثر پاتا ہون زخم اگرچہ بھر گیا ہے لیکن رگون مین اسقدر تشنج اور کھچاوٹ رہتی ہے کہ راتون کو نیند نہین آتی زیادہ کیا عرض کیا جائے،

شبلی، از اعظم گڈھ، ۱۲ جون سنہ ۶

(۳۹)

مکرمی، تسلیم، ندوہ مین رہ کر مین تصنیف سے قریباً معذور ہوگیا تھا، اس لئے مین نے تین مہینہ کی رخصت لی کہ اطمینان سے شعر العجم کو پورا کرون،

بلا سے گو مژۂ یار تشنۂ خون ہے — رکھون کچھ اپنی بھی مژگان خون فشان کیلئے

براؤن کی تاریخ ادب فارسی کی پہلی جلد میرے پاس موجود ہے لیکن وہ چنداں میرے کام کی نہیں

دوسری جلد آپ کے پاس ہے وہ فوراً بھیج دیجئے، والسلام

شبلی از اعظم گڑھ

(۴۰)

میں تو سمجھا تھا کہ بڑے دربار سے فارغ ہو کر اب چھوٹے دربار کی باری آئیگی لیکن شاید ابھی تک اُسی کا خمار ہے، خیر سخندان فارس بھیج دیجئے، اور ترجمہ لین پول عالمگیر ہو تو وہ بھی،

شبلی، الہ آباد ۱۴ر نومبر سنہ ۶ء

(۴۱)

کلہ جاتا ہوں، مل لیجئے، آج میر اکبر حسین صاحب کے ہاں سے دعوت کا رقعہ آیا تھا، میں نے جواب میں لکھ بھیجا،

آج دعوت میں نہ آنیکا مجھے بھی ہے ملال — لیکن اسباب کچھ ایسے ہیں کہ مجبور ہوں میں
آپ کے لطف وکرم کا مجھے انکار نہیں — حلقہ در گوش ہوں ممنون ہوں مشکور ہوں میں
لیکن اب میں وہ نہیں ہوں کہ پڑا پھرتا تھا — اب تو اللہ کے اقبال[1] سے تیمور ہوں میں
دل کے بہلانیکی باتیں ہیں یہ شبلی ورنہ — جیتے جی مردہ ہوں مرحوم ہوں مغفور ہوں میں

۲۳ - نومبر سنہ ۶ء

[1] مکتوب ۲۰۳ میں اقبال کے بجائے افضال ہے اور وہی صحیح ہے، دکن ریویو میں یہ نظم اسی زمانہ میں چھپی تھی،

---

(۴۲)

آپ بریر بھول کر نہ لے گئے رشید کے ہاں رکھوا دیا ہے لے جائیگا میں دو بجے روانہ ہونگا

شبلی ۴ نومبر ۱۹۰۶ء، الہ آباد

(۴۳)

" شبلی[۱] "

(۴۴)

سلام شوق، آج ڈپٹی صاحب ملے، معلوم ہوا کہ اب آپ تحصیلداری کے زینہ پر قدم رکھ چکے یعنی رپورٹ ہو چکی، نہایت خوشی ہوئی اور بے اختیار مبارکباد کو جی چاہا، ابھی پیشگی کی مدین محفوظ رکھئے، پاؤن بنا، لیکن عرقیات میں اب تلک بجی ہے،

بمبئی میں بڑی دلچسپیاں رہین، جو موزون ہو کر قلم سے نکلین، ۱۶ صفحے ہو گئے تو چھپنے کو دیدیئے اس میں کچھ پچھلے سال کا بھی حصہ ہے بعض غزلین زیادہ شوخ ہو گئین جو شاید ایک پنجاہ سالہ مصنف کے چہرہ پر نہ کھلین، لیکن حافظ تو کہتے ہیں ؏ ہر گہ کہ یاد روی تو کردم جوان شدم، اور ایک پرانا تجربہ کار کہتا ہے ؏ عشق در ہنگام پیری، چون بہ سرما آتش است کیا یہ فلسفہ صحیح ہے؟ ابھی نہین ۱۵ برس کے بعد جواب دیجئے گا،

شبلی، لکھنؤ، ۲ مارچ ۱۹۰۸ء

---

[۱] مولانا الہ آباد تشریف لائے تو ڈاک کے ذریعہ سے مجھے ایک کارڈ ملا جس پر صرف ممدوح کا نام تھا، میں فوراً ملنے کے لئے حاضر ہوا، کارڈ گویا "ورق الزیارۃ" تھا،، مہدی حسن،،

(۴۵)

پہلے ہی منگنی مبارکباد بھیج چکا ہون،
آئے جم جم آئے نت نت آئے،

شبلی، ۵ مارچ ۱۹۰۶ء، لکھنؤ

(۴۶)

مین سخت مجبوری کی وجہ سے پٹیالہ جا رہا ہون، اگر آپ ۲ تک آ گئے تو ملاقات ہوگی، ورنہ خیریت،

شبلی، ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء لکھنؤ

(۴۷)

مکرمی، تسلیم، نوازشنامہ حیدرآباد مین ملا، سرکار نظام علوم شرقیہ کی یونیورسٹی قائم کرنا چاہتی ہے، اس کے نصاب وغیرہ کے لئے مجھکو بلایا ہی، چند روز یہان قیام رہیگا، یونیورسٹی کی نظامت مجھکو دیتے ہین، مشاہرہ بھی معقول ہے، لیکن اب کسی کے آگے کیا سر جھکاؤن، الندوہ اب ہمیشہ اسی مطبع مین چھپیگا، ندویت آپ کی سمجھ مین نہین آتی لیکن انصاف کیجئے جن لوگون کی آپ قدردانی کرتے ہین وہ کس کان کے جوہر ہین، کالج کے، یا ندوہ کے، اسُتذہ اگر ایسی لوگون کی ضرورت نہین تو اور بات ہی "بمبئی کی زندہ دلی"، مین سمجھتا تھا کہ آپ نے اسپر نوٹس لیا ہوگا آج یقین ہوا کہ چور رہ گیا تھا، جس فتح کی آپ نے بشارت دی ہی، نئی نہین، ولایت، ان فاتحون کا جولانگاہ رہ چکا ہی، یورپ با این تہذیب سال بھر مین ایک دن پاگل ہوجاتا ہی، بمبئی کے دن اسی دن کے سلسلہ مین شامل ہین،

افسوس ہے یہان کے قیام تک، الندوہ اور شعر العجم سے غیر حاضر رہونگا،

یہان ایک کتاب، فنون جنگ پر ہات آئی لیکن نہایت قدیم تصنیف ہی اور قدیم الخط ہے، پڑھی بہت کم جاتی ہی، اور اس قابل نہین کہ عربی سے اردو مین آسکے، والتسلیم

شبلی، حیدرآباد بذریعہ معتمد صاحب عدالت وکوتوالی،

۳ جولائی سنہ ۰۸ع

(۴۸)

مکرمی، یہان مجھکو بہت دیر ہوتی جاتی ہے، اور مین گھبراتا جاتا ہون، ایک دن کا کام یہان مہینون مین ہوتا ہی، یونیورسٹی کے لئے سب سامان مہیا ہین لیکن آدمی نہین اور آدمی ہو تو سازشون کی وجہ سے کچھ نہین سکتا، مین ملازمت توکسی طرح نہ کرون گا، البتہ اگر سامان اچھے ہوے تو برس دو برس رہ کر کام کو چلا دونگا کہ آئندہ چلتا رہے، آپکے قاضی صاحب یہان کے کام کے نہین، عربی مین وہ بالغ الاستعداد نہین، عربی کا ایم، اے ہونا بہ جوے نمی ارزد، اگر انھون نے بی، اے مین سائنس لیا ہو تو ان کی کافی قدردانی ہوسکتی ہے،

عمادی امرتسر چل دئے مین یہان ہون، خدا کے لئے فوراً کوئی مضمون الندوہ کے لئے عنایت فرمائے، براون کی کتاب کا اقتباس یا ترجمہ آپ آسانی سے بھیج سکتے ہین

ٹرکی پارلمنٹ تو خارج از وہم چیز ہے، کچھ دن گذرین تو اس خواب کی تعبیر معلوم ہو،

یہان ایک کتاب آلات حرب وغیرہ پر عجیب غریب دیکھی، تیسری صدی ہجری کی تصنیف ہی، دستہ گل کی کم مائگی پر افسوس آتا ہی، بمبئی پہنچون تو کچھ پھول اور ہات آئین، افسران تعلیم بار بار ندوہ کا معائنہ کر رہے ہین اور مکاتبات کا سلسلہ قائم ہے دیکھئے

کہان تک ہمت کرتے، فرید وجدی کا ساتھ لگا، فوٹو بھی ہات آیا، الندوہ مین آپ بھی دیکھئے گا

لیکن لفظی تصویر،

شبلی حیدرآباد، ۹-اگست سنہ ۶

(۴۹)

مکرمی، عنایت نامہ پہنچا، دیکھئے کاغذی نوٹ کب آتا ہی،

آلات الحرب کا مختصر تذکرہ، آلات حرب کے چند نقشون کے ساتھ الندوہ مین نکلیگا،

فرید وجدی کا دو حرفہ تذکرہ ہی اور کچھ نہین، افسوس ہے کہ الندوہ مین فوٹو نہین نکل سکتا صورت

تو نہین لیکن وضع وہی ہی جو ہمارے کرمفرما (مسٹر مہدی) کی ہی، نارمل اسکول مین قاضی صاحب

ضرور لئے جاتے لیکن وہ ٹریننگ کے تعلیم یافتہ نہین، پاپونیر مین یہ قید غلطی سے رہ گئی

معتمد تعلیمات سے تفصیلی گفتگو آچکی ہے،

اب کا الندوہ بالکل ٹھوس ہے، اگلے پرچہ مین کفارہ ہوگا،

ٹرکی کی جدید زندگی نے اس کے ہوا خواہون کو مخمور کر دیا ہی کیا بتاؤن عربی اخبارات

مین آج کل کیا نشہ ہوتا ہی، سو سو دفعہ پڑھتا ہون اور سیر نہین ہوتا، آپ کو مبارک ہو کہ آزادی

کے جو جلوس نکلے، ان مین بیس ہزار کی جمعیت کا ایک کمانڈر، ایک جلس لطیف تھی،

اس فوج کا کیا عالم ہوگا! جو قدرتی اور نیچرل فاتح القلوب ہین ان کی سپہ سالاری کیا قیامت

ڈالیگی، یاد رکھیگا ایران اور ٹرکی کی پارلیمنٹ، یورپ کا اثر نہین، گو آزاد ہے، امرھم شوریٰ کا

سبق مسلمانون کو اب یاد آیا، اور چونکہ گھر کی چیز تھی کسی کے نکلسیر تک نہ پھوٹی، خدا کی قسم،

یہ جوش، یہ صداقت، یہ مسرت، یہ اعتدال، دنیا کی تاریخ دکھائیگی تو اسلام ہی کے آئینہ مین

دکھائیگی، خیال فرمائے، آٹھ لاکھ آدمیون کا دربار قسطنطنیہ مین کوہ شکن ہوجن لے رہا تھا اور ایک تنکے کا بال بیکا نہ ہوا، معاویہ کے گناہون کا کفارہ عبدالحمید نے ادا کیا،

ندوہ کو گورنمنٹ نے نہایت خوش منظر اور وسیع زمین دی، اب بنیاد قائم ہوگئی عمارت بنی اور سب کچھ ہوگیا، شکریہ اور دیگر ضروری کارروائیون کی شرکت کیلئے فوراً حیدرآباد سے آنا پڑا، اور اب پھر جانا ہی، پرسون یہان شکریہ کا عام جلسہ ہے کمشنر وغیرہ شریک ہونگے،

شعرالعجم کا دوسرا اور تیسرا حصہ بھی قریب الختم ہے، ۲۲۷ صفحون کی کاپیان بھی مطبع سے آچکین اور لکھتا، لیکن ایک جلس لطیف کا خط سامنے ہی اور جواب لکھنا ہے،

اس فرعونیت کو دیکھئے کہ ان شاہنشاہون کو بھی ابتداً انہین لکھا پھر آپکو شکایت کا کیا موقع،

شبلی۔ لکھنؤ، ۲۸ اگست ۸ء

(۵۰)

مجی! مجھکو بڑی شکایت تھی کہ آپ الہ آباد مین ہین اور یہان نہین آتے آج معلوم ہوا کہ گورکھپور رقیب نکلا، لکھنؤ سے اطلاع آئی کہ ہزآنر نے سنگ بنیاد رکھنا منظور کر لیا، فوراً آنا پڑا کہ زمانہ کم اور کام بہت ہین، آپ کو بھی تکلیف کرنی ہوگی، پاکٹ بک مین ۲۹ نومبر کہین چڑھا لیجئے گا، ٹرکی کے ہاتھ سے برائے نام چند صوبے نکل گئے، بلغریا مدت سے آمادہ تھا عبدالحمید کی دھاک کے سامنے ہمت نہین پڑتی تھی، خیر یہ نظر بد کا اسپند ہے، اندرونی حالت کی درستی کے بعد یہ ریزے پھر ہاتھ آجائینگے، ینگ ٹرک، اس نکتہ کو خوب سمجھتے ہین، دو کچھ دنون آپ اور جوان رہتے، سبحان اللہ تو گویا اب جوان ہون، اور اگر اب جوان ہون تو قسم لیجئے جو مرتے دم

تک بوڑھا ہون، ع آن قدر عشق بورزم کہ جوان گردم باز،

حال مین خیر مقدم لکھا، ۹ اکتوبر کو لوگ بمبئی آگئے، لیکن خیر مقدم مین جہان جہان اصلی رنگ ابھر اتھا، ان پر سیاہی پھیردی، دو شعر آپ بھی سن لیجئے،

شیشہ ہاے دل عشاق بچینید زراہ ۔۔۔ کہ گزندش رسد ار در نہ پا می آید

مژہ بید آب بہ خاکِ سر راہش کین کار ۔۔۔ شیوۂ ہست کہ از دیدۂ ما می آید

شبلی، ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۸ء

(۵۱)

استغفر اللہ! وہ تو کسی بیچارے لڑکی تصویر ہے، آپکے حسن ظن کی داد دیتا ہون، اس مذاق کا آدمی، شعر العجم لکھ چکا،

شبلی، ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء

(۵۲)

افتتاحی جلسہ ۲۸ کی شام کو ہوگا شعر العجم کے دیباچہ مین پہلے ہی لکھدیا ہی لیکن تنقید بہت کچھ ان حصّون مین بھی ہی بلکہ زیادہ ہے، بمبئی کا مہمان آج کل حسن اتفاق سے یہین ہے یہ لفظ یعنی اسکا پہلا جز، کبھی اس سے عمدہ تر موقع پر استعمال نہین ہوا ہوگا، لیکن بدقسمتی دیکھئے کہ ندوہ کے بدمزہ کامون نے دماغ کو اسقدر ابتر کردیا ہے کہ ایسے موقع سے بھی فائدہ نہین اٹھا سکتا، نہ وقت نہ دماغ حسرت کا بھی اس سے بڑھکر منظر دنیا نے نہ دیکھا ہوگا، ان صحبتون مین

سلہ مولانا نے کسی شخص کے حسن وجمال کی تعریف کی تھی، اتفاقاً کسی ایک لفظی تصویر مکتوب الیہ کو ہاتھ لگی اور وہ ان کے پاس بھیجی اسپر مولانا جھلا کر لکھتے ہین،

اسکی قابلیتون کے حیرت انگیز پہلو نظر سے گذر رہے ہین، اردو، فارسی، انگریزی، فرنچ، زباندانی
مصوری، نقشہ کشی، پالیٹکس، قوت تحریر، آنچہ عالم ہمہ می داشت تو تنہا داری، افسوس غیرت
اور محبت کی کشاکش تھی ورنہ آپ بھی وہ دیکھتے جو مین کہتا ہون،

شبلی، ۲۴ نومبر سنہ ۶

(۵۴)

مجھی ندوہ کے بدمزہ اشتغال نے دل اور آنکھون کو اپنا کام کب کرنے دیا کہ کچھ دیکھتا دکھاتا
اب تک وہ خمار نہین اترا، سو سو طرح چاہتا ہون کہ اس دام سے دو دن کیلئے بھی چھوٹ سکون
لیکن اور زیادہ الجھ جاتا ہون، ٹرکی کی ارتقائی حالت کی نسبت، سلطانِ جمال کی راے بالکل
عام دنیا کے مخالف ہی، یہان بھی یکتائی کی شان ہے، اُن کا خیال بلکہ تجربہ اور مشاہدہ ہے
کہ ٹرکی، ایک یورپین طاقت کا بازیچہ ہے، اور یہ پتلیان صرف بیرونی تارون پر حرکت کرتی ہین،
جدید قرض نے اپنا جان ستانی کا کام انجام دیا ہی اور دیتا جاتا ہے،

لیکن باوجود اس عبودیت کے، اس مسلہ مین امین ابتک صاحب ایمان نہین، یہ ضرور
نہین کہ "سیاست" اور "حسن" کا ایک ہی فرمانروا ہو،

شعر العجم اب میرے نہین بلکہ امراض موسمی کے ہات مین ہی، مطبع والے بیکار پڑے ہین
گو دو ہی چار دن کا کام رہ گیا ہی، ممکن ہے کہ آپ سے جلد مل سکون، ادھر سے بھی ایک راستہ ہی
بوے گل جدید غزلون کا مجموعہ جلد تر آپ کے ہات مین ہوگا۔

شبلی، الہ آباد، ۱۲- دسمبر سنہ ۶

(۵۴)

ابھی غلط نامہ اور فہرست مضامین باقی ہے، ذرا اور ٹھہرے، آج کل کاموں کا اس قدر ہجوم ہے کہ اس کی طیاری میں بھی ہفتوں کی دیر ہو جائیگی، بوئے گل جلد بھیجتا ہوں،

شبلی نعمانی، ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

(۵۵)

مکرمی! میں اعظم گڈھ میں ہوں، اس لئے میرے پتہ سے کسی کو خط نہ لکھئے تلمذ حسین کی امانت کا بار مجھکو اوٹھانا پڑا،

بوئے گل کی نسبت تمام اہل نظر کی رائے ہی کہ دستۂ گل اور اس میں جذب وسلوک کا فرق ہے، واقعی دونوں کے شان نزول اسی قدر مختلف ہیں جس قدر دونوں کے جوش اور سرمستی میں فرق ہے، ایک شعر میں خود یہ راز کھل پڑا ہے،

یا جگر کاوی آن نشتر مژگان کم شد یا کہ خود زخم مرالذّت آزار نماند

لیکن مولانا حالی، سب سے مختلف الرائے ہیں، وہ بوئے گل کو حال بتاتے ہیں اور دستۂ گل کو قال ع یہ ہیں تفاوت الخ

اپ کی متعصب مولویوں سے بالی لڑائی پڑی جلسہ انتظامیہ میں نائب سکرٹری ندوہ نے جو اپنے آپ کو سکرٹری کہتے اور لکھتے ہیں تجویز پیش کی کہ شبلی الگ کر دیا جاے یعنی اس کا عہدہ ہی توڑ ڈالا جاسے، یاران قدیم علی گڈھ نے طعنہ دیا کہ اور مولویوں میں گھسو، میں نے کہا میں نے یہ سمجھ کر سیدان میں قدم رکھا تھا بہرحال یہ لوگ نہ ہوتے تو ندوہ کی حاجت

ہی کیا تھی، یہ لوگ تو میرے دعوے کیلئے بیان تحریری ہین، قاضی صاحب آ تو گئے، دیکھئے ہم
ہم لوگون مین رہ کر ہم سے بنتے ہین، یا اپنا سا بناتے ہین، دو چار روز بعد لکھنؤ واپس جاؤنگا،
مدت کے بعد گھر کی صورت دیکھی ہے،

شبلی، ۸۔ مئی ۱۹۰۹ء

(۵۶)

مکرمی، آپ میرے جس دوست کے پولٹکل خیالات کے قدردان ہین اور جس کا حوالہ آپ نے ٹرکی کی موجودہ انقلاب مین دیا تھا، اس کے ایک خط کے (جو ابھی میرے نام آیا) یہ الفاظ ہین "کانفرس اور مسلم لیگ سخت ڈھکوسلے ہین بزدل اور جاہل لوگون کے، انگریز جس قدر مسلمانونکو بناتے ہین، اسی قدر یہ بنتے جاتے ہین"، اصل تحریر محفوظ ہے کبھی موقع ہوگا تو دیکھئے گا،

عبدالحمید جس نے ۳۵ برس تک یورپ کی پالٹکس کے اوراق کا تاش کھیلا ہے، اسکی اور ینگ ٹرک کی نسبت میرے دوست کی راے صحیح ہے، تو شائد کم وقعت فرقۂ جدیدہ ہندکی نسبت بھی اس کی راے قابل وقعت ہوگی، مین تو بخدا اُن فقرون پر ایمان رکھتا ہون، گو کافر کے منھ سے نکلے ہین، .... مین ایک گرل اسکول مع بورڈنگ قائم ہوا ہے، جس کا سکرٹری اور ٹیچر وہی سابق الذکر شخص ہے، اس معرکہ گاہ کی تعلیم یافتہ دنیا مین کیا کام کریگی، آپ ہی اس کا اندازہ کر سکتے،

شبلی

کلکتہ، ۳ جون ۱۹۰۹ء

۵۷

قدر فزائے من! خط نہین لکھتا، بلکہ جاگیر کا ٹکس ادا کر رہا ہون،
بڑے ضبط کا کام ہے کہ اچھے کاغذ کے ہوتے باقی لوگون کو معمولی کاغذ پر خط لکھون اور اس لئے لکھون کہ یہ اور کسی کی امانت ہی تاہم اب تک اس معنوی پیمان پر قائم ہون اور صرف ایک ایسے موقع پر ٹوٹتا ہے جسکی آپ بھی صرف اجازت نہین بلکہ حکم دینے کیلئے آمادہ ہون گے،
دکن کی تجلی پھر لکھنؤ پر گرنے والی ہے شعر العجم کے حصہ دوم کے بھی ۱۴۰ صفحے چھپ چکے سو صفحے اور ہون گے خیام کا جبر مقابلہ یورپ نے آج سے ۵۰ برس پہلے چھاپا تھا، ہمکو آج ملا ا ا ور مولویون کو شاید قیامت مین، خیام اس فن مین رؤس مسائل کا موجد ہے، افرنچ مین ترجمہ اور تقریظ بھی ہی، ایک ضروری کام آگیا ورنہ کاغذ کی روسیاہی کچھ اور بڑھتی، والتسلیم

شبلی، ۱۲۔ اگست سنہ ۹۶، لکھنؤ

(۵۸)

قدر افزائے من! مین تو جواب سے مایوس ہو چلا تھا، اگرچہ یہ خوشی بھی تھی کہ نیابت نے تحصیلداری کی جگہ لے لی، اس لئے کام سے فرصت نہین، تیموری تمدن کو آپ صاف ٹال گئے، گویا کوئی چیز نہین لیکن ہندؤن کے دل سے پوچھئے، .... اتنی دیانت تو ہو، دوسرے[1] حصہ کے صرف ۵۰ صفحے رہ گئے ہین لیکن یہ صرف، کیا معلوم کتنا وقت لین، صلائے[عہ] عام مین اسکے سوا کوئی بات نہین کہ ایک ہی بات کو سو سو دفعہ لکھ سکتا ہی، سرمایہ کچھ نہین، خالی باتون سے کیا ہوتا ہے،

لہ شعر العجم کے دوسرے حصہ کی طرف، رسالہ صلائے عام دہلی پر نقد،

آپ کے احرام جدید کی داد دون یا رشک کرون، ہان بمبئی جاتا ہون شرط یہ ہو کہ خود گاڈی تک آکر بوا جاہین، کچھ ایسی بڑی بات نہین، کوئی کیون رشک کرے، قاضی صاحب ہمارے کام کے آدمی نکلے، نیچا سنتے ہوتے تو خوش صحبت بھی تھے، جوان ہوتا تو ان سے باتین کر لیتا، بڑھاپے مین اذان دینا ذرا مشکل ہے، ایک ماہوار رسالہ نکالنا چاہتے ہین وہ بھی پولیٹکل، علی گڈھ کی خدائی کا بھی ڈر نہین، بارہ دن سے شدید زکام مین مبتلا ہون، خیام کا جیر مقابلہ ہات آیا لیکن یورپ کی بدولت، مختصر سا نوٹ الندوہ مین ملیگا۔ اور لکھتا لیکن ہات مین لغزش ہے سطرین کج ہوئی جاتی ہین،

شبلی ۱۲ ستمبر ۱۹۰۹ء

(۵۹)

قدر افزاے من! مدت کے بعد آپ کے دربار مین حاضر ہوتا ہون بمبئی سے اب کے بالکل خالی ہات آیا، ایک غزل کا سرمایہ بھی نہ ہو سکا، اس شکایت مین ایک غزل لکھی وہ بھی وہان سے نکل کر، مقطع یہ ہی، ہر چند غلط نیست کہ شبلی دل و دین باخت، این حرف ولے مصلحت آمیز نبوده است

ندوہ کی طرف سے ذرا اطمینان ہوا، اور اب چاہون تو ایک آدھ مہینہ باہر رہ سکتا ہون الہ آباد بلائے تو آجا دن لیکن شرط یہ ہے کہ بمبئی کا نعم البدل نہ سہی، برابر سرابر تو ہو کیا امید ہو سکتی ہے، شعر العجم کے دونون حصے طبع ہو چکے لیکن صاحب مطبع دیوالہ نکال کر کتابین دبا لینا چاہتا ہے کل خاص آدمی علی گڈھ بھیجا ہے کہ جو کچھ ہات آے اسپر قبضہ کر لے،

۱؎ دوسری شادی ۲؎ قاضی تلمذ حسین صاحب ایم، اے دار العلوم ندوہ مین آگئے وہ ذرا اونچا سنتے ہین،

صلائے عام کے ساتھ آپ کی حد سے زیادہ خوش اعتقادی دیکھ کر بے اعتقادی پیدا ہو چلی، کہ آپ شرک نکلے، ہندوستان بھر مین آپ کی نقادی کا جواب نہ تھا لیکن کیا اب بھی!

نعمانی، ۱۴ دسمبر ۱۹۰۹ء

(۶۰)

پایہ افزا، اسے سن۔ دلی جا رہا ہون اور کاسون کا ہجوم ہے، اس لئے خط نہین بلکہ رسید لکھتا ہون، عیسائی اگر حضرت عیسیٰ کو پیغمبر مانتے تو کیا شکایت تھی گفتگو تو خدائی مین ہے، صلائے عام کو آپنے یہی درجہ دیا، اس لئے لوگون کو تعجب ہوا، ہم لوگون کا بھی دل اور زبان دو نہین لیکن دل ہی زبان ہے، حصہ دوم بھی جلد پہنچیگا، شروانی نے بھی ریویو کا قلم ہات مین لیا ہی لیکن یہ ظاہر ہے کہ مہدی کی شوخیان کہان، آپ کا عطیہ ختم نہین ہوا لیکن یہانتک پہنچکر اس کا خیال آیا، اب کے یون ہی سہی، آئندہ کسر نکل جائیگی یعنی دلی سے آکر،

شبلی، ۲۶ جنوری ۱۹۱۰ء ندوہ

(۶۱)

مکرمی، مین دورہ مین ہون، آج ۴ بجے لکچر ہے، کل دلی جاؤنگا، اور تا جلسہ وہین رہونگا، مطبع مجتبائی کے پتہ سے مجھکو خط ملسکتا ہے،

الناظر کا مضمون [1]۔۔۔ کا ہے جو کالج کے بی، اے اور میرے شاگرد ہین، اُن کی مدت سے

[1] رسالہ الناظر لکھنؤ مین ایک طالب علم کے نام سے الکلام پر بلکہ مسلمانون کے علم کلام پر بلکہ خود مذہب پر ریویو نکلا تھا، مولانا کا جدھر خیال گیا وہ صحیح نہ تھا،

مجھ پر عنایت ہے، تاہم شاگردی کا اتنا پاس ہے کہ جب کچھ لکھتے ہیں تو نام بدل دیتے ہیں، پہلے نقاد تھے، اب طالب العلم بنگئے ہیں، کیا آپ دلی نہ آئینگے، قصر ایوان سے کبھی سیری نہیں ہوتی کہ کبھی کبھی جھونپڑون کی طرف بھی نگاہ اوٹھا لیجئے، شعر العجم کا تیسرا حصہ بھی اخیر ماہ تک نکل جائیگا یہ شاید دونون حصون سے زیادہ دلچسپ رہے، گو مجھکو دلچسپی کی پروا نہین ہوتی، ایک عزیز نے جو میرا سخت معتقد ہے لکھا کہ تمام کتاب پڑھ ڈالی جو ایک حرف بھی سمجھا ہو،

شبلی، ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء، مراد آباد

(۶۲)

ہین دو تین دن ہوے کلکتہ سے واپس آیا، گلابی رنگ چوتھے حصہ کے لئے موزون ہوگا آج کل ہومر پڑھ رہا ہون، اتنا تو نہین جس قدر یورپ نے داد دی ہے، مترجم نے اکثر جگہ اشعار عرب سے موازنہ کیا ہے، چوتھا حصہ لکھ رہا ہون، آپنے انگریزی مین شاعری کیسی کتاب یا مضمون کا پتہ نہین دیا،

شبلی، ۱۵ جون سنہ ۱۹۱۱ء، الہ آباد

(۶۳)

سلام علیکم،

شبلی، از الہ آباد، ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

(۶۴)

مکرمی، میری نسبت آپ کا دعوے عموم خود مجھکو بھی تسلیم ہے، لیکن بمبئی کی سی فیاضی کہان تحریر کی بے پردگی سے مجھکو حسن ظن نہین پیدا ہو سکتا، امتحان کیلئے مین خود اکبر پور آنیکے لئے طیار ہون

شعر العجم صرف ۰۰ا صفون تک چھپی ہے، تین سو باقی ہین، مطبعون کی بدعہدی سے کچھ نہین کہسکتا کہ کب تک طیار ہوجائیگی، مطبوعہ اجزار کہئے تو بھیجدون، ابھی تک صرف شاعری کی حقیقت سے بحث ہے، چھپنے کی دقت کی وجہ سے مقالات مین بہت اختصار کردیا گیا، ورنہ برسون گذرجاے اسکو دیکھیے کہ اشتہار ہوچکا لیکن کتاب اب تک طیار نہین، جرجی زیدان کی تنقید اردو مین کچھ نہین اصل مخاطب عرب تھا، اس لئے عربی زبان مین تمام زور صرف ہوا، سو صفحہ کی کتاب ہوگئی اور لٹریچر بھی ایسا ہی کہ مصر والے بھی ہندوستان کو کچھ چیز سمجھینگے، وہان کے اخبارات مین ریویو نکلے گا تو آپ کو مطلع کردون گا، دلّی کی طیاریان ہین، ارادہ نہ تھا، ایک خاص وجہ سے جانا پڑا، بمبئی مین اب کی جو غزلین لکھین بھیکی رہین، جوش کا سامان نہ تھا، ترکون نے دکھا دیا کہ

بھاری ہون لاغری مین بھی تنہا ہزار پہ ۔۔۔ نالون سے عندلیب کو مین نے دبا لیا

(ہزار بلبل کو بھی کہتے ہین)، عربی اخبارات آج کل پڑھنے کے قابل ہوتے ہین،

شبلی، ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء لکھنؤ

(۶۵)

آپ کو تحصیلداری کی مبارکباد رو در رو دینا چاہتا ہون،

شبلی، الہ آباد، ۱۱ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء

(۶۶)

پایہ افزاے من، خط کا جواب لکھ کر فوراً مشرق کے مطالعہ مین مصروف[۱] ہوگیا نہ صرف

[۱] کسی بے درد نے شعر العجم پر تنقید بلکہ تنقیص لکھی تھی مکتوب الیہ نے مشرق گورکھپور مین اس کا جواب لکھا تھا،

شعر العجم کے شائع شدہ حصوں کی محنت وصول ہوئی بلکہ چوتھے حصہ کی قیمت بھی پیشگی مل گئی، کاش شعر العجم کے مصنف کو ایسے دو فقرے لکھنے بھی نصیب ہو سکتے دائرہ ادبیہ کا لکھنے والا شبلی کا معتقد ہو، یقین کرنے کی بات نہین،

نعمانی، ۱۴ دسمبر ۱۹۱۱ء

(۶۷)

آن راز کہ در سینہ نہان است نہ وعظ است　　بر دار توان گفت و بہ منبر نتوان گفت

چشم براہ شبلی، ۱۴ دسمبر ۱۹۱۱ء

(۶۸)

البشیر نے عمر بھر مین یہ پہلی دفعہ ہے کہ اپنے نام کو اسم با مسمی ثابت کیا یعنی آپکے تمغہ پانے کی بشارت دی، آپ کو ہندوستان نے نہین پہچانا تو کیا ہوا جرمن کی نکتہ سنجی کا کون منکر ہو سکتا ہے، اسپر مجھکو میرے احباب مبارکباد دے رہے ہین، آپ بھی شریک ہون،

شبلی، ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء

(۶۹)

مکرمی، تسلیم تعمیل فرمایش کے وجوب کے لئے حسن کی نافذ الامری سے کسکو انکار ہو سکتا ہے لیکن اب ایمان بالغیب کا زمانہ نہین، جو ترکیب آپنے قائم کی ہے وہ فارسی کے اسلوب مین نہین کھپ سکتی، اسلئے ذرا تغیر کرنا پڑا، شعر العجم کو پنجاب یونیورسٹی نے ۱۹۱۱ء کی بہترین تصانیف قرار

ل مکتوب الیہ کے ایک مضمون کی طرف اشارہ ہے،

دیگر انعام موعودہ ۱۵۰۰ میرے پاس بھیجدیا، لیکن نہین خواہان کوئی دان جنبش گران کا،
غزل کدہ بمبئی مین آگیا ہون لیکن افسوس ہے کہ ابھی آب وہوا مین وہ زور نہین آیا، غزلین ہوئی
ہین لیکن بھیکی، کسی پرچہ مین ایک آدھ غزل شاید نکلے چوتھا حصہ مطبع مین گیا، گو ابھی ناتمام ہے
شاہنامہ کا فرنچ ترجمہ سات جلدون مین ملا، پانسو قیمت ہی،

شبلی، اگلیر روڈ، پالن جی ہوٹل، بمبئی ۱۰ جون ۱۹۱۱ء

درکارِ عشق دیدہ وری شرط بودہ است تازہ
ہرکس نظر کشود، وتماشا بہ ما رسید

(۷۰)

آپ تو پردۂ نسوان کے مخالف تھے، اور اسپر عمل بھی فرمایا لیکن تلافی یہ کی کہ مردون کو پردہ
مین بٹھادیا، اس صورت سے مجھکو بھی اختلاف نہین، بات ایک ہی ہے، مقالات ایک ہفتہ مین اور
عالمگیر کل مرسل ہوگا،

شبلی، ۲۴ نومبر ۱۹۱۱ء، کانپور،

(۷۱)

مکرمی، تسلیم شعر العجم کمبخت سمیٹی نہین سمٹتی، چوتھا حصہ بھی اسکو تمام نہ کرسکا، ۴۰۰ صفحون
پر یہ جلد تمام کردی، اب ذرا دستانون، سیرت نبوی کی طیاریان ہین لیکن ۵ ہزار کا تخمینہ ہے،
پانچ کروڑ کے لیئے یہ رقم گران تو نہین، ہین وقت اولاد کا ڈپوٹیشن لیکر کلکتہ جا رہا تھا، ہوم ممبر جلد ہے
ایسا شاید تاریخ بدل جائے، جلسہ سالانہ ندوہ اپریل مین ہے اسکے خاص طیاریان ہین ڈاکٹر اقبال
اور اور قابل لوگون کو بلایا ہے، ایک ایم اے ہندو مسلمانون کے انسائکلوپیڈیا پر مضمون پڑھیگا
اور دلچسپی کے سامان ہین، عالم بالا یعنی آپکے معبود ادب کی قدردانی تو دد عالمگیر کے ریویو" مین آپنے

دیکھی ہوگی خلاف مبلغصہ، اردو کی قسمت کا فیصلہ فروری مین ہوگا، پنڈت سندرلال وغیرہ سے مقابلہ ہے مسٹر برن بھی اُدھر ہی ہین، میری یادداشت پر جلسہ ملتوی ہوگیا تھا اب لکھکر بھیجدی، اردو کو ہندی کرنا چاہتے ہین لعینی آدمی کو بندر علی زعم ڈاروِن، کیا اکبرپور کی زیارت کو آؤن،

شبلی، ۱۶ جنوری ۱۹۱۲ء

(۷۲)

شعر العجم فروری مین نکل جائیگی لیکن دروغ دراست برگردن صوفی (قادر علیخان آگرہ) مقالات کے ایک آدھ جز باقی ہین، مین آج کل جلسہ سالانہ ندوہ مین اسقدر مشغول ہون کہ کسی کام کی مہلت نہین، جرجی زیدان کا رد عربی زبان مین، المنار کے پاس بھیجدیا تھا، جو وہان کے مشہور عالم اور رفارمر ہین، بہت شکریہ ادا کیا ہی اور لکھا ہے کہ مین نے یہان کے علما سے پہلے تحریک کی تھی لیکن لوگون کو ہمت نہ ہوئی، اب وہ المنار مین چھپیگا، الہ آباد آجایئے تو آؤن، چھوٹی بھاوج کو سلام یا دعا جوان کو پسند ہو،

نعمانی ۸ فروری ۱۹۱۲ء

(۷۳)

جناب من، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، سیرت نبوی جو زیر تصنیف ہی، مین چاہتا ہون کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرتؐ کے متعلق لکھا ہے اس سے پوری واقفیت حاصل کیجاسے تاکہ ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجت الزامی کے طور پر پیش کئے جائین اور جہان انھون نے غلطیان اور بددیانتیان کی ہین نہایت زور و قوت کے ساتھ ان کی پردہ دری کی جاسے،

اس بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کی گئی ہین جو آنحضرتؐ کے متعلق تصنیف

ہوچکی ہین لیکن ان سب کا اردو مین ترجمہ کرنا ناممکن ہے اس لئے یہ راے قرار پائی ہی کہ جن صاحبون کو اس سے ذوق ہو ان کے پاس ایک ایک کتاب بھیجدی جاے، وہ مطالعہ فرماکر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائین، اور پھر کتاب واپس بھیجدین تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جائے اس بنا پر آپ سے درخواست ہی کہ کیا آپ بھی اس کام مین حصہ لینا پسند فرمائینگے،

شبلی نعمانی

(۷۴)

"جناب"، اور "پیارے"، کی خوش ترکیبی کی داد قبول فرمائیے، شعر العجم وغیرہ اب بالاے طاق، سیرت نبوی کے لئے بمبئی آیا ہون کہ یکسوئی سے کام ہو، سید سلیمان اور پورا اسٹاف یہین آئیگا، ایک لائق گریجویٹ بھی ہین، جی تو بہت چاہا کہ آپ رخصت لیکر بمبئی آجائے، تمام مصارف دفتر کے ذمہ، انگریزی تصنیفات متعلق سیرت نبوی دیکھئے اور ان کے ترجمہ یا اقتباسات دیجئے پھر خیال ہوا کہ یہ درخواست قبول نہ ہوگی،

شبلی، از چمن زار بمبئی، پالن جی ہوٹل،

(۷۵)

مین سفر مین تھا، حیدرآباد سے بہت دیر مین تعمیل ہوتی ہے، کتابین اب ڈیوٹی (کالج علی گڈھ) مین آگئی ہین، وہان سے منگوا لیجئے،   شبلی، بنارس، ۱۱ نومبر ۱۹۱۲ء

(۷۶)

مکرمی! تسلیم، ناحق آپ نے اچھا کاغذ بھیجا، ضعف بصر کی وجہ سے اب لکھا نہین جاتا،

مجھکو رنج تھا کہ اب آپ قابل خطاب بھی نہین سمجھتے، بمبئی اور الہ آباد دونون صدائین بیکار گئین

سیرت مین نہایت تنقید اور جان فشانی سے کام لے رہا ہون، اس لئے ہفتون مین دو تین صفحے کا سامان ہات آتا ہی، سال اول ہجرت لکھ چکا ہون لیکن ابھی نقش اول ہی نظر ثانی مین کچھ سے کچھ ہوجائیگا، بعض نہایت سخت مرحلے طے ہوگئے،

شعر العجم اب کہان، ایک آنکھ مین پانی اتر آیا، دوسری بھی ضعیف ہوگئی، سیرت پر خاتمہ ہوجائے تو یہ حسن خاتمہ ہے، قرآن مین ہے کہ یہودی ذلیل و خوار بنا دیے گئے، لیکن کیا ۵ دسمبر ۱۲ء کی بعد بھی جس دن کہ ...... ایک یہودی کو بات آئی، مشہور کیا گیا ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا، اس لئے تو نہین کہ ۶ مین ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان ہوگیا خیر ۶ سبحہ راز نار کر دست وکند،

بڑے دن مین ضرور آئے، کمرہ کے برابر کمرہ لے لیا ہی اس قدر خوش فضا کہ بمبئی مین بھی جواب نہین، وہ بالکل خالی رہیگا، شاید آزاد آئین تب بھی ہرج نہین "دیوانے دو"

حرم سے گو ابتک نامحرم ہون لیکن ایمان بالغیب کا سلام کہدیجئے، بلقان پر نظم لکھی تھی دیکھی ہوگی اب زیادہ کاغذ (اور وہ بھی اچھا) کیا خراب کرون،

شبلی ۱۳۱ دسمبر ۱۹۱۲ء

(۷۷)

الہ آباد آگیا ہون، رہنڈیہ آنے کا خیال ہے لیکن ابھی خیالی ہے، روانگی کے کیا اوقات ہین اور کس اسٹیشن سے، خود آکر لے چلیے تو کیا کہنا، چھوٹی بھاوج کو سلام،

شبلی ۱۶ / جنوری ۱۳ء

(۷۸)

قدر افزاے من! بیانہ کاغذ و لفافہ کی نوازش تو خیر ایک نفاست پسندانہ جدت ہے لیکن ٹکٹ کا اضافہ تو صریحاً مخاطب کی کفایت شعاری کا احساس ہے،

واقعی سخت تعجب ہوا کہ آپ وعدہ کر کے میزبانی سے کترا گئے، خیر کوئی مصلحت ہوگی،

سیرت و سال سنہ ہجری تک پہنچگئی، لیکن یہ محض خاکہ ہے نقش تک نہیں، اب کہیں الگ جا کر پورا کرتا ہوں، یہاں تو ہر وقت، ناگوار صدائیں کانوں میں آتی رہتی ہیں، دیکھئے آپ کی میزبانی بھی نصیب ہوتی ہے یا نہیں، کشاف[15] کی ہزلیات جو کچھ ہوں اسی طرف رکھئے، حسنِ ظن کو اتنا کیوں بڑھاتے ہیں، اور بڑھانا ہی تھا تو سطایبات کا لقب زیادہ موزوں تھا، میری نسبت جو کچھ مشرق میں[16] نکلا نظر سے گذرا لیکن وہی شکایت تو آپ سے بھی ہے، دونوں میری تصویر غلط کھینچتے ہیں، ایک فرشتہ بناتا ہے، ایک دیو، لیکن ابھی تک تو میں انسان ہوں، ترقی و تنزل کی وہ دونوں منزلیں ابھی آگے ہیں، الہلال میں میری خاص نظمیں اب چھپینگی جن میں اخلاق عرب کے واقعات ہیں ان کو دیکھئے گا محض تاریخی واقعات ہیں انشا طرازی نہیں،

شبلی، لکھنؤ، ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء

(۷۹)

مکرمی تسلیم، قدرت نے آپ کی نفاست پسندی پر یہ ظلم کیا کہ آپ کا عنایت کردہ کاغذ اور لفافہ دونوں گم ہوگئے، اِنّا اللہ

سیرت ابھی مطبع میں جانے کے قابل کہاں ہے، نظرثانی ہو رہی ہے، اگر بیاری سے محفوظ رہا

تو شاید اپریل تک ہوجائے، آپ کی تحصیلداری کے ساتھ اضافہ منصب مین یہ مصلحت ہے کہ رشک نہ آئے، خدا کا شکر ہے کہ میری اندرونی بد نفسیون کو استعمال کا موقع نہین ملتا، نقاد کا مضمون ماجد[۵۱] میان نے دکھلایا تھا، آپ کے حسن ظن سے تو مدتون سے گرانبار ہون، لیکن آپ اسکو نہ چھپا سکے، کہ آپنے مجھکو اپنے دربار کے قابل نہ سمجھا اور ماجد پڑھالا[۵۲] اور لطف یہ کہ ان کے دربار مین آپسے زیادہ خوار ہون،

یہ بھی ظلم ہے کہ نذیر احمد افتخار عالم[۵۳] کے حوالہ کئے جائین، یہ بڑی بے دردی ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ عناصر اربعہ آپس مین ہی ایک دوسرے کے سوانح نگار بنتے تو سوانح نگاری کا حق ادا ہوتا،

اب تو خدا کے لئے بمبئی چلیے، تحصیلداری مین ایک مہینہ کی رخصت کچھ بڑی زیرباری نہین ہے وہان کے سب مصارف میرے ذمہ، اس مین صرف ایک صرف مستثنیٰ ہے،

سید سلیمان کو مین نے پونا کالج مین پروفیسر مقرر کرادیا کہ مالی تقویت کے ساتھ حوصلہ مندی بھی پیدا ہوگی، خواجہ کمال الدین لندن کو مسخر کر رہے ہین، آپ لوگون کو تو بہت تعجب ہوگا، لیکن ابھی تو صرف ادھیڑ رہے ہین، آئندہ پہلی حملہ اور بڑھینگے تب دیکھیئے گا، سراتو آتا ہے لیکن آپ یا حاجی صاحب ہر دفعہ دامن بچا جاتے ہین،

ہم جیسے نفوس قدسیہ بھی پردہ! اور وہ بھی ساٹھ برس کے بعد،

شبلی، لکھنؤ، ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

---

۵۱ مسٹر عبدالماجد بی، اے، ۵۲ نقاد آگرہ مین مکتوب الیہ نے عناصر اربعہ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جس مین حالی، آزاد، نذیر احمد اور شبلی کے لٹریچر پر ایک ایک شخص کو لکھنے کے لئے منتخب کیا تھا، ۵۳ منشی سید افتخار عالم صاحب مارہروی،

(۵۲) اڈیٹر صاحب رسالہ زمانہ کانپور کے نام

۱۔ فارسی نثر و نظم میں بے شمار کتابیں ہیں کس کس کا نام لوں مختلف مضامین کی جو کتابیں بہترین تصانیف ہیں ان میں سے بعض کتابوں کے نام لکھتا ہوں، شاہنامہ، یہ ایشیا کا الیڈ ہے عربی میں اصل الیڈ کا ترجمہ چھپا ہے اور اسکی بلاغت اور نکات کو حواشی میں نہایت تفصیل سے لکھا ہے یہ میرے پیش نظر ہے، اگر اس سے کچھ رائے قائم ہو سکتی ہے تو میں ہر حیثیت سے شاہنامہ کو اس سے بڑھکر پاتا ہوں، شاہنامہ کی خوبیاں میں نے شعر العجم حصہ سوم کے لئے اٹھا رکھی تھیں، اب تفصیل سے لکھ رہا ہوں، غزل میں حافظ کا جواب نہیں نثر میں گلستان اور فلسفیانہ شاعری میں مولانا روم اور سحابی کو میں سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں،

۲۔ اردو میں حیات سعدی، آب حیات، بعض تصانیف سرسید، توبۃ النصوح، دیوان غالب دیوان میر کو میں دل سے پسند کرتا ہوں،

۳۔ تصانیف کا شوق ابتدءً مجھکو ان تاریخی تصنیفات کے دیکھنے سے ہوا تھا جو یورپ میں چھپی ہیں اور ایک موقع پر مجھکو بہت سی یکجا ملی تھیں جنکو میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا،

۴۔ میری سب سے پہلی تصنیف عربی زبان میں ایک چھوٹا سا رسالہ اسکات المعتدی نام ہے لیکن وہ چونکہ عربی زبان میں تھا اور ایک جزری مسئلہ پر تھا اس لئے وہ چنداں شائع نہیں ہوا اسکے بعد سب سے پہلی تصنیف مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم ہے وہ بہت پھیلی اور بار بار چھپی،

میں اپنی تصنیفات میں الفاروق کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہوں،

شبلی (زمانہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء)

فارسی خطوط

(۱)

بگرامی خدمت جناب والد ماجد،

مرا دو ماه می گذرد که ترک وطن کرده ام، و به بیگانگان بسر برده ام، بست و پنج روپیہ عنایت شده بود، سه روپیه بکرایه یکه از اعظم گڈھ تا جونپور رفت، هفت روپیه صرف ریل تا به سهارنپور رشد، و پنج روپیه از آنجا تا به لاهور، ده روپیه باقی می ماند، اول که در اینجا رسیدم دو یک روپیه بحوائج ضروریه که در وقت قیام جائے پیش می آمد صرف شد، و چون در اینجا جائے قیام نه بود، مکانے بکرایه یک روپیه گرفتم، دو ماه را دو روپیه کرایه مے شود، انچه باقی می ماند بصرف طعام آمد، اگر انصاف روید چندان کفایت بسر برده ام که بیش ازو متصور نیست، چون مزاج عالی اندکے برهمی داشت از تکلیف ارسال صرف باز ماندم، اکنون کار مشکل افتاده است، دیگر چه گویم تاخیر آزار تمام باعث خواهد بود،

حد ادب

شبلی نعمانی

سنه ۱۲۸۹ ہجری

سلہ مولانا کا سب سے پرانا خط جو مجھکو مل سکا ہے یہی ہے، یہ طالب علمی کا خط ہے جب، وہ ادب پڑھنے کو مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری عربی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کے پاس گئے ہیں، اس وقت تک اعظم گڈھ سے جونپور تک ریل بھی نہ تھی،

۲

اعلیٰ حضرت!

آداب، بخیریت ہستم و خیریت خواہ مزاج اقدس، نامہ والا رسید و کامروائے جان و دل گردید، در قریب روزگارے عریضہ مع گلستان مطبوعۂ لندن ارسال خدمت کردہ ام، اگر نہ رسیدہ است از نارسائی بخت است، مرا درین میان جرمے نیست، در چند روزے مدرسہ[1] اینجا تعطیل خواہد یافت، تعطیل تا دو ماہ خواہد ماند،

حضرت استاذ[2] بوطن خویش یعنی سہارنپور تشریف خواہند برد، اینقدر ناغہ نتوانکرد مرا ہم عزم سہارنپور است، دیگر ہر آنچہ مرضی باشد، طرفہ تماشائے است عزیزی مہدی می نویسد کہ "جناب مولانا مولوی محمد فاروق صاحب در تعلیم بندہ تساہلی بکار می برند" و جناب ممدوح مرا نوشتہ اند کہ "عزیز مذکور را در تحصیل علم التفاتے نیست" خدائے داند ازین میان حق بجانب کیست، بجناب والدہ عرض آداب، و به برادر صاحب، و حضرت منشی صاحب تسلیم، و بعزیزی محمد اسحاق سلام و دعا،

محمد شبلی عفی عنہ

(لاہور)

۳

جناب عم مکرم عم فیضہ، تسلیم و نیاز

روز دوشنبہ کہ از جنوری چہار دہم بود بعلیگڈھ رسیدم، و از زحمت سفر آرمیدم، چون درین مدت از عزیزان ہیچ کس با من نہ بود کہ با وے سخن پیوستمے، و درد دلے گفتمی، غریب و وحشتی

---

[2] مولانا فیض الحسن سہارنپوری [1] اورینٹل کالج لاہور۔

روئے داد وگوناگون اندیشہا بدامن خاطر درآویخت، ہمہ آن سخنہا کہ عزیزان در وطن بمن میراندند بیاد آمد و دیدہ دل را بخونابہ فشانی خواند۔ در دیدہ میگردد کہ انجمنے از یاران ساز پذیرفتہ است و ہر یکے از ہر دری سخن پیوستہ، تا سخن بدینجا رساندند کہ بدین مایہ برخورداری کہ در علیگڈھ داری چونست کہ تن بہ رضا در دادہ، و دست از طلب باز داشتہ سر لفرمان حاسدان نہادہ، من گاہے خموشم، و وقتی در دفع این طاعن می کوشم، کہ یاران انصاف بالاے طاعت است، چون زمام اختیار نہ بدست من باشد، دیگر بر من خردہ نتوان گرفت من ہم دانم کہ این کار دون درخور من نباشد، واگر پایۂ از ارزش خویش فراتر آمدہ باشم می توانم گفت کہ آخر نحتی بسامان و قدرے ازین فراوان ترے بایست مگر چہ کنم کہ والد قبلہ را جز بوکالت روئے ورا ہے نیست و باین آزادہ دلی اگر بوکالت نساختہ باشم، در نظر انصاف مرا درین میانہ گناہے نخواہد بود، در ظل والد قبلہ ہستیم ہمچنین خواہد بود، آہ ازان ہنگام کہ دولت روے گرداند و کار بدست من افتد، و در آن آشوب دلی بر بہائے ندارم و خواست و ناخواست روے بوکالت آرم[۵]، و خویش را اندازہ نہ نہم و مردمان را بہرزہ دلاف فریب دہم، و این خواری بخویش در پذیرم، و ہم بدین ذلت و خستگی جسد و شکم باز نگرم، ہم درین اندیشہ میگداختم کہ میان محمد ابراہیم از در درآمدند، دل بایشان پیوند گرفت اکنون لختے از کشاکش غم وارہان ستم،

از حالات عزیزان و کیفیت مدرسۂ بندول و اعظم گڈھ بہ تفصیل مطلع خواہد فرمود،

این عریضہ را بعزیزی محمد سمیع یا عبد الحمید خواہند سپرد و ضائع نخواہند فرمود،[۵]

شبلی نعمانی، ۱۶ جنوری ۱۸۹۴ء

[۵] مولانا کو اپنے فارسی خطوط کے محفوظ رکھنے کا شوق تھا، اللہ اللہ رے انقلاب حالات!

بنام مسٹر مہدی حسن صاحب مرحوم

(۴)

باز گلبانگ پریشان میزنم — آتشے در عندلیبان میزنم
مجلۂ گل بہر من کردند وسن — سر بدیوار گلستان میزنم

المہدی باللہ [۱]

حیاک اللہ۔ دی با کالون صاحب برخوردم، از نام و نسب پرسید ہمہ باز گفتم بہ تعظیم تمام پیش آمد و معذرت خواست کہ اسال صحف ارد و نگریستن نہ خواہم، دل زدہ بخانہ رسیدم، و از دیوان غیب تفاول خواستم، این شعر بر آمد،

انچہ سعیست من اندر طلبت بنمودم — این قدر ہست کہ تغییر قضا نتوان کرد

ناامیدی را خیر مقدم گفتم و در پس زانوے حیران نشستم، ہمانا در دل خواہی گفت کہ پا انیہمہ آزادی ہمہ بستن دل بستن، و کاسۂ آرزو بر سر یاس شکستن یعنی چہ، اگرچہ توان کرد کہ سر بسنگ آمد، و تسخانہ دل از تراکم افکار تنگ آمد، دو سہ سالے است کہ پاے طلب در دامن کشیدم و بچیزے نرسیدم، عزیزان گویند کہ بغیر از تعلم انگریزی نخواہی بسر برد، این خود چہ حرف ست سبحے را بین کہ ہیچ از انگریزی نخواندہ اند و باز بمناصب جلیلہ میرسند، آخر در تحصیلداری دغیرہ

[۱] مہدی مرحوم اپنے منجھلے بھائی کے نام، یہ بھی نہایت قدیم خط ہے جب مولانا وکالت کا امتحان دے رہے تھے، کالون صاحب ایک انگریز قانون کا ممتحن تھا،

او خود مشغوف دانیست، فی الجملہ ستیزۂ چرخ و آویزشِ بخت برآنم آورد کہ لختے از عمر بہ بادیہ پیمائی و ہرزہ درائی گذارم، اینک عزم سفر کردہ ام، می بینم تا چرخ را درین پردہ چہ نیرنگ ہست، والسلام،

ش نعمانی

(۵)

عزیز من مسٹر مہدی حسن، انبتک اللہ نباتاً حسناً

تاحال بہ بردولتکدۂ ڈپٹی محمد کریم اقامت داشتم، دی مکانے[۱] بہ کرایہ گرفتہ ام مگر چنانکہ می بایست نیست، ازین رو از فکر او نیا رسیدہ ام و دست طلب در آستین نکشیدہ، از یکم فروری[۲] بہ کالج ہمی روم، ایف۔ اے و بی۔ اے فارسی و انٹرنس و سکنڈ عربی بمن تعلق دارد، سید صاحب ہر چند از کلکتہ درینجا رسیدہ اند مگر چون از زحمت سفر گونہ ناسازی مزاج دارند، ہنوز بایشان برنخوردہ ام، عزیزی محمد اسحاق را در صف الیتین جاے دادہ اند، خبط الذایرہ فرستادن دارد، والسلام

شبلی النعمانی، علیگڈھ، ۲ فروری ۱۸۸۳ء

(۶)

عزیزی مہدی،

السلام علیکم و علی من لدیکم، والدۂ ماجدہ را از من پس از ہزار ہزار شوق قدمبوسی آداب بسایند، و عرض دارید کہ شبلی بخیریت تمام است، جز غم دوری حضور دیگر ہیچ غمش نیست، دل خود جمع فرمایند کہ این دوری ہا ناگزیر است، و بہ ہمشیرہ معظمہ و عموبہ مکرمہ و جدہ ممجدہ و عمہ صاحبہ و دیگر بزرگان آداب و تسلیم

[۱] علی گڈھ کالج کے تعلق کے بعد سب سے پہلا سامان قیام، [۲] کالج کے درس کا پہلا دن،

اکنون گوش دارید

جواب استفسارہا یکہ اول کردہ بودم ہمہ را بتفصیل بنویسد و اگر کسے بجونپور رود ظرف مسی که در راہ حج می داشتم و اکنون غالباً بر مکان خواہد بود با و بسپرند و گویند که در مدرسہ مولوی ہدایت اللہ خانصاحب بہ طالب العلم حافظ تجمل حسین صاحب بدہد و گوید که این را شبلی از مولوی بشارت کریم صاحب استعارۃً طلب کردہ بود، اکنون حوالۂ جناب ست کہ بذریعہ آنجناب بمولوی بشارت صاحب خواہد رسید و این مضمون مفصل را در خط تحریر خواہند کرد و باو خواہند داد و نامہ بزودی فرستند و از کیفیت عزیزی اسحاق ہم مطلع کنند، والسلام

بنام مولوی حکیم محمد عمر صاحب

(۷)

یار گرامی مدظلہ السامی،

تسلیم - نامہ رسید، دل را رہین دیدہ گردانید، درین فرصت باد ب کار دارم، خود چیزے از ادب میخوانم و دیوان حماسہ بدیگرے می آموزم، در نامہ پیشین از عزم سفر نوشتہ بودم تعیین مقام اکنون نتوان کرد، لکھنؤ رفتن آنصاحب را رائے صائب است از پیش رفتن می بایست، اکنون ہم چیزے نہ رفتہ است، چندۂ این شہر تا بدو ہزار و ششصد رسید، امید قوی است کہ از سہ ہزار بیشتر گرد آید،

مولوی فقیر اللہ صاحب ندانم از چہ رو با من خاطر گران دارند از دو ماہ بنامہ نہ نواختہ اند، سپاس ایزد کہ روسیان تبہ کار در روز پیکار کہ با عثمان پاشا کردہ بودند

هشت هزار طعمهٔ جحیم شدند و بست وچهار هزار زخمهاے گران برتن برداشته بربستر خاک طپیدند نسیم فتح و ظفر برپرچم علم سلطانی وزید و برادر شاه روس گرینڈ ڈیوک نکلسن از بیم ضربت دلیران ترک از میان رمید،

مولوی محمد سلیم سمردی در آغوش عروس گرم کنار دبوس هستند، مولوی منیر از تصادم مقدمات سراسیمه گشتند، یا مولوی نور محمد از من سلام شوق باید گفت چند روز لیست که درانجا طرح مشاعره نهاده بودند غزلے که گفته آمد انیست،

ناتوان عشق نے آخر کیا ایسا ہمکو
غم اٹھانیکا بھی باقی نہین یارا ہمکو

درد فرقت سے ترے ضعف ہی ایسا ہمکو
خواب مین بھی ترے دشوار ہی آنا ہمکو

جوش وحشت مین ہو کیا ہمکو بھلا فکر لباس
بس کفایت ہے جنون دامن صحرا ہمکو

رہبری کی دھن یار کے جانب خط نے
خضر نے چشمۂ حیوان یہ دکھایا ہمکو

دل گرا اُسکی زنخدان مین فریب خط سے
چاہ خس پوش تھا ہی واے نہ سوجھا ہمکو

واہ کا ہیدگی جسم بھی کیسا کام آئی
بزم مین بیٹھے پہ رقیبون نے نہ دیکھا ہمکو

قالب جسم مین جان آگئی گویا شبلی
معجزہ فکر نے اپنی یہ دکھایا ہمکو

غزلے دیگر ہم گفته آمد مگر این نامه مختصر جاسے آن ندارد یک شعر از وابستہ این نمط گفته آمد،

یون چشم ترمین قامت جانان ہی جلوہ گر
جسطرح سے کہ سرو لب آب جو رہے

شبلی

(۸)

رفیق من،

تسلیم، مگر از من دامن التفات برچیده اند کہ از پاسخ نامہ روئے درہم کشیدہ اند، قسم براستی کہ نامہا فرستادہ ام، اگر نہ رسیدہ باشد مراد رسیان خطائے نیست، از تطاول دہر چہ حفظ قانون مشغول ہستم تسلیم سمروی ہم درین کار اند، در اینجا با جمیل طالب العلم برخوردم مولوی ہدایت علی صاحب را ستا لشکری سیکروند، غنیمت دانستم کہ آن رفیق بجائے نیکو کسب فن سیکنند، اگرچہ برگفتہ این سادہ دلان اعتمادے ندارم کہ چشمے نکشادہ اند، لکھنؤ آمدن خواستہ بودند باز ارچہ باز ماندند، آرے مولوی عبدالحئی صاحب ولی دانا دچشمے بینا عطا کردہ اند، مولوی فقیر اللہ صاحب ہمچنین از من برنجند، یارب دوستان راچہ شد کہ یکبارہ ہم از خستگان مپرسند، مگر شبلی رابخت بد یار است کہ دوستے ہمچو مولوی محمد عمر صاحب از دو برآراستہ، تاہم این دعا برزبان دارم پیوستہ بعافیت بمانی گو شبلی تو بنودہ باشد،

گستاخی معاف، از ہمچو من دوستے کہ بصد سال میسر نتوان آمد، گسستن چہ مقتضائے خرد است

دیگران از من سلام خوانند کہ گاہے بایشان دلے خوش کردہ بودم،

محمد شبلی بندولی،

(۹)

برادر اعظم صاحب، السلام علیکم

نیاز نامہ بخدمت سامی فرستادہ ام، مگر ہنوز پاسخش پرتو ورود نہ افگند، دل در اضطراب است کہ نہ رسیدن نامہ از چہ رو است، امیدم ہست کہ جواب این نامہ بزودی تمام تر ارسال خواہند داشت کہ دل ستمزدہ را مایہ تسکین خواہد بود، و زنگ تفکر از آئینہ خاطر خواہد زدود،

زیادہ نیاز، ۷- اکتوبر ۱۸۸۲ء

بنام مولوی حمیدالدین صاحب

(۱۰)

دردست دیگرے است سپید و سیاه ما   با روز و شب به عربده بودن چه احتیاج

مایهٔ تازماا

نامه‌ات رسید و آبے بر آتشم زد - آرے جز شما مرا دیگر کیست که از و چشم غمخواری توان داشت، خدایت حیات جاودان دهد که از غمزدہ پرسیدی، و بحالش وارسیدی،

جان من! دلے که هیچگاه بوئے راحت نشمیده باشد، و گاہے روئے دولت ندیده باشد، خود انصاف ده که چگونه تاب بیمهری روزگار خواهد آورد، چسان با این همه ہجر زیبا بسر تواند کرد، عزیزان .... آرے جگر خون کردن دارد، اگرچه من ازین افسانها باخبر نه بوده ام مگر این قدر دانم که .... بگفتن نسزد، و نوشتن نیرزد، چون سخنے ناسزا بود نخواستم که چیزے از و در گوش کنم مگر این خود بجوئے نیرزد،

ع۔ عیسی این را متحمل شد و مریم برداشت

مگر در این آشوب همه را شریک دانستن غلط است

...... را چنانکه من می دانم گناہے نیست، از حضرات مافی الضمیر دل آزرده بوده ام اگرچه با ایشان سر نیاز هم ندارم، اینقدر دانم که .... را با من سرگرانی که هست ازین روست که من باطاعت ایشان تن درنمی دهم و این تا ابد از من نمی آید، در حیرتم که چون درین میان تعطیلے نیست، شما چگونه بمن خواهید پیوست، درین نزدیکی بیتے چند بر روش بحر طویل

از زبان خامہ برون جست آئینہ راز است پارۂ ازان می نویسم۔ والسلام

شبلی نعمانی

علی گڈھ۔ ۱۷ جنوری ۱۸۹۴ء

(۱۱)

عزیزی، سلام شوق،

دو سہ روز یست کہ درین خرابہ رخت اقامت نہادہ ام۔ اگر کسے از من باز پرسد کہ چسان میگذاری، وچگونہ شب بروزمی آری، جز اینکہ گفتنے چون آئینہ حیران مانم، ودمے خون دل از دیدہ برفشانم، دیگرچہ توانم گفت احتیاج نیست کہ مرا از دست بُرد وحشت امان دہد، تو میتی کہ سخنہاے دلپذیرت درتن مردہ ام جان دہد، اگر میان محمد ابراہیم ہم بچارۂ کارم نرسیدندے، من بے ساز وبرگ چشم براہ مرگ بودہ ام،

عزیز من، ہمگی دران باید کوشید کہ از زبان انگریزی آنمایہ در تریب فرصتے اندوختہ باشی کہ وردبے زحمت تکلف حرف زدن توانی، تاہم شمارا بر ہمگنان مزیتے باشد، وہم مدرسہ را از شما زیب وزینتے، چند آنکہ کارآگہان این قضیہ را فیصل کردہ اند،

عزیزی محمد عثمان را سفرنامہ ناصر خسرو باید آموخت، شما باو برخورید واز او قیمت سفرنامہ کہ کم وبیش عصہ خواہد بود، خواستہ بمن باز فرستید، تا کتاب مذکور باو فرستادہ باشم نامۂ از من کہ بہ مہدی حسن بود ودر نامۂ میان عبد الحمید ذکرش بمیان آمدہ است ہمین کہ بر جانب دیگرش باز می نویسم،

ہر چند دانم کہ فرو مایگان سخنہاے .... را برخود گرفتہ باشند، وبنہ مہار آراستہ

تاہم بمن باز توان گفت کہ ایشان چہ ہرزہ اندیشدہ اند وچہ لانہا بافتہ حیف، والسلام

شبلی

بنام مولوی محمد عمر صاحب[1]

(۱۲)

حیاک اللہ، نامہ ات رسید، خدایم نیامرزد اگر در ردا سے کارت پہلو تہی کردہ باشم راست است کہ درین نزدیکی بمن رسیدن سود سے نہ بخشد، غازی پور جائے خوش است اگر عزم آنجا کنی بکام خود خواہی رسید، واز من چہ پرسیدہ کہ محمد سمیع مصاہرت الٰہی شاہ را بذیرید یا نہ، ہمانا سمیع را طالع بلند است کہ از ازل بہ مکرمت فقراء ارجمند است، ازین خوشتر چہ خواہد بود کہ اگر حلیلہ اول از پاسے درآمد دیگرے نعم البدل بدست افتاد،

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

شبلی نعمانی

۱۰- مارچ ۱۸۹۸ء

۱۳

یار دلنواز،

روز گار سے بسر آمد و نامہ نہ در آمد، ہمانا پیوند یار سے بشکست، خود شوریدہ سر بودم، روسے برتافتن دوستان آشفتہ ترم کرد، بنویسند تا چہ میخواند دیگو نہ میگذارند درین روزہا، کان کشادہ ام دتن بہ آموختن کسان در دادہ، مولوی سلیم تنداوی و سمروی

---

[1] دینا پار ضلع اعظم گڈھ کے باشندہ اور مولانا کے پرانے شاگرد ملا تدریس مقصد ہے،

ہر دو ہمین جا بسر مے برند ندانم مولوی محمد فقیر اللہ را چہ در سر پیچیدہ است کہ خان ومان بر باد دادہ اند، وبیہودہ در پئے ہنرہاے ناسود مند افتادہ، از دوری بجان آمدہ ام، مے بینم تا کے از دیدار آن یگانہ روزگار دلشاد می نشینم، چندان کہ توانند دل بران گمارند کہ در آنجائے کتابہاے نایافت [51] فراہم آرند، دیدہ برراہ ظہیر فاریابی دوختہ بودم آخر رسید، دانستم کہ ہرچہ ہست از بخت ناساز ماست، دیگر چہ نویسم،

شبلی عفی عنہ، از بستی [52]، ۱۷ مارچ ۱۸۸۱ء

(۱۴)

حیاک اللہ

نامہ ات رسید و دل را بسوئے دیدہ کشید، بارے توفیقت رہبری کرد کہ حنا از پاے خامہ کشادی، وطرح مکاتبت درمیان نہادی، پارہ از رد تذکرہ [53] بر زبان قلم آمدہ بود کہ ہم درین میان مارا بکار امانت گماشتند و از ہجوم کار و تراکم افکار کری سبح کردن نتوانستم، وچو ازین کشمکش فارغ نشستم دیگر روئے داد یعنی کارم بہ گودام متعلقات او افتاد وہر چند آن چنان کارے سزاے این ہیچکارہ نبود مگر مرا از امتثال امر حضرت قبلہ گاہی چارہ نبود، اکنونکہ ازین ہرزہ گردیہا ستوہ آمدہ خود را درین جا رسانیدہ ام، انشاء اللہ در اندک زمانے از عہدۂ رد تذکرہ بدر مے آیم، مردمان گویند کہ ایضاحات دو رسالۂ دیگر ہم از حافظ صاحب است، تا حال بر علم واستعداد حافظ صاحب اعتماد داشتم، اکنون آن ہم برخواست، انشاء اللہ در قریب وقتے بہ غازی پور مے رسم ودرین اغلاط د

---

[51] نادر کتابوں کا شوق نہایت قدیم تھا اسی زمانہ کا یہ ایک خط تھا، [52] علی گڈھ جانے سے پہلے بستی میں چند ماہ وکالت کی تھی، [53] کالج جانے سے پہلے غیر مقلدین سے مناظرہ کا بہت شوق تھا، حافظ سلامت اللہ صاحب جیراجپوری اعظم گڈھ میں غیر مقلدوں کے سرگروہ تھے تقلید وحنفیت کے رد میں چھوٹے چھوٹے رسالے لکھتے تھے، مولانا ان کا جواب دیتے تھے،

بالفعل ای مصنف تذکرہ وایاضات ہمہ باز خواہم گفت کہ دریں سفر جناب حافظ حبیب اللہ خان صاحب
و عزیزی مولوی محمد سمیع ہمراہِ من خواہند بود، معلومم نیست کہ قصیدہ بمولوی عبدالاحد شمشاد سپردی
یا چون نام من او را ہم از یاد بردی، والسلام

شبلی نعمانی، ۱۷ر اکتوبر ۱۸۸۲ء

(۱۵)

در سال نود و نہ ۱۲۹۹ھ بجز از ہجرت پیغامبر علیہ السلام روزے بعیادت برادر قاضی محمد سلیم
رفتہ بودم، از ہر دری سخن مے رفت، پس از ساعتے گفتند کہ امروز در خواب دیدہ ام کہ شمادر شان
من بیتے چند موزون کردہ اید، مرا در گمان بود کہ این سخن ہرزۂ بیش باشد، روز دیگر تاریخ وفات
ایشان بخواست، بدرد دل مے ریختند و ہر چند کہ از ترتیب نظم او خویش را بازمی داشتیم کہ این خود فال
بد است مگر مصرع تاریخ ہم ناخواستہ در دل فرود آمد، و دران ساعت چیزے از گفتہ برادر ممدوح بخاطر
نبود، روز دیگر خواب شان بیادم آمد و از واقعہ حیرتے عجب بر دل مستولی شد، پس از اسبوعے کہ
ایشان سر بخاک نہادند و جان بجہان آفرین سپردند، بر صدق رویائے شان بس عجب کردم و دانستم
کہ عالمِ قدس را ازین جنس رازہا است کہ مرغ اندیشہ را تا حدِ او مجال پرواز نیست و ہذا ہو البیت
المقدم ذکرہ، چون خواستم ز سپہر خرد سال مرگ او   از روے درد گفت کہ قاضی سلیم مرد

شبلی نعمانی، ۱۰ر اکتوبر ۱۸۸۲ء

(۱۶)

نور نظر محمد عمر سلمہ،

حیاک اللہ، نامہ ات رسید و نارسیدنت را عذرے مقبول آوردہ، ہمہ حیرت دوام کہ این

ہمہ شغف از من دور ماندی وتا این زمان خویشتن را در اینجا نرساندی، خدایت شفا دہد، من در خود در آنجا آمدن خواہم نہ در پردہ کشائی این راز آستین محنت بالا خواہم زد کہ ہائلہ بزرگ است وحادثہ سترگ، تو ہم سیدانی کہ اگر سر این چشمہ بند نشد، این قطرہ دریاے شود واین جادہ لصحرامے کشد سیمیع در بہر با بہ من پیوستہ بود، وے گفت کہ اگر زمین بجوشد فیہا از من نہ باشد من از جملہ دعاوی دست در آستین مے کشم، گفتم کہ این ہمہ بجوے نیرزد، چون در این جا میرسم مردہ از رد سے کار بر بیخزد وتا حال بدین لابہا تو ان فریفت، والسلام

شبلی نعمانی ۲۹ - اکتوبر ۱۸۸۲ء

عزیزی محمد عمر سلمہ (۱۷)

حیاک اللہ، از تار سیدنت چہ مایہ خون جگر خوردہ ام، خود سیدانی کہ آشفتہ مزاجیم تاب این چنین تافرہیہا نیارد، اکنونکہ دندان بدل فشردہ ام، اگر درنگ ورزیدی وزود تر بہ من نہ رسیدی دیگر با من برخوردن نتوانی کہ زمانہ قریب ازین جا رخت سفر مے بندم ودر اعظم گڈھ رسیدہ بعزیزان وطن مے پیوندم، ندانم تا در امر معلوم حق بجانب کیست، ہمانا تو دانستہ باشی، دگر چنین است مرا ہم مطلع باید کرد، دیگر چہ نویسم،

شبلی نعمانی، ۲۹ - اکتوبر ۱۸۸۲ء

(۱۸)

ای نور دیدہ شبلی سلامت باش وصد سال بزی،

بیش از ہفتہ گذشتہ است کہ نامہ ات چون دم علیہ لبسر کارم رسید، اے جان کسے این خود غلط است کہ دم حیات بجونپور نفسے راست کردہ بودم دگر نہ چہ امکان میداشت کہ با تو برخوردمے

آرے اگر ازین رو دلت گرفته است که چرا در آنجا بارِ اقامت نه نهادم معذورم دار، قسم براستی که بارائے دوریم نبود مگر پس از رسیدن بدولت وصالت فراق غمے دیگر میداشت،

خومی کنی بہ ہجر تو در روز زندگی　　　دل کندن از رخ تو بہ یکبار مشکل است

از نامہات بحال مدرسہ دلم بدرد آمد که سپردن لطف الرحمٰن وغیرہ را بکار تعلیم و تعلم گماشته است، آوخ از دست فلک کہ ہمان جائے افادت مفتی محمد یوسف صاحب، اکنون این شعر بر زبان حال دارد،

از ہجوم جغد در ویرانۂ ما جا نماند　　　آن قدر آباد شد آخر کہ ما بنجو استیم

بنویس تا عبد العزیز و محمد از الہ آباد باز آمدند یا نہ، والسّلام

شبلی نعمانی، ۵ نومبر ۱۸۸۲ء

(۱۹)

ہان وہان ای فرزانہ مولوی محمد عمر،

اگر با اینہمہ کہ سپہر کج باز مصائب و حوادث متواترہ بر سر شمار یخت نامہ ننوشتم و بہ تشفی خاطر اندوہگین شما حرفی نزدم زینہار گمان نبری کہ دل از مہر بر کندم، من و خدائے من کہ از فرط اندوہ مرا یارای آن نبود کہ خامہ در دست گیرم و نامۂ کہ ابی بر آتش حرمانت زند بنویسمی، آوخ کہ جناب حافظ صاحب کمر ہمت شکست و عنان صبر از دست رفت، چہ خوب بودی اگر خود تشریف ارزانی داشتندے و عزیزان غمزدہ را بچارہ نواختندی، آخر خواہ ناخواہ دندان بر دل فشارید و بہ شکیب در سازید کہ الصبر مفتاح الفرج　　حمید چیچک بر آوردہ بود، اکنون صحت یافت، امروز کہ روز طوی پیان محمد عظیم است بہ الوی روم دعا چلانہ دو سہ حرفی بر دی کاغذ نوشتہ ام،

از حالات امتحان خبرے نیست عبدالمجید و عبدالحکیم و عبدالرحیم و چند کسانے دیگر ممنوع شدند، والتسلیم،

شبلی نعمانی

بنام مولوی محمد سمیع صاحب

(۲۰)

حیاک اللہ، زندہ باشی و جان من باشی،

غریب تر حالیست منکہ از آشفتہ سری و شوریدہ مزاجی تن بآمیزش کس نمیدادم اکنون از فرخی طالع و ہمایونی بخت کارم بکار خس افتادہ است، اگر من و خداے من کہ این ہمہ محنت پژوہی و نفس گدازی از آن دوست تر دارم کہ ترا باقی چند درہم بافند و در رنج راست ما را پیش کسان جلوۂ ظہور و فروغِ قبول دہند، نفسے چند کہ از پیشگاہ ایزد دانا ودیعت آوردہ ایم، سزاے آنست کہ سررشتہ اش باین چنین کارہا بند باشد، دیگران ندانم تا در سر چہ دارند من خود درین خیال از کشمکش و آویزش فکرِ فارغ نشستہ ام کہ با اینہمہ خواریہا ہمان شبلی ام کہ بودہ ام و اگر گاہے بحکم بازی کرد، ہمان خواہم بود کہ ہستم، ماہے دو در کار امانت[1] روز از شب نشناختم و در راہ طلب از غایت جد و جہد تاب و توان در باختم، و ہر چند کہ درین راہ پر خطر دو اسپہ تاختم و در آنجا این کار بہر کس و ناکس ساختم، مگر با اینہمہ بجائے نہ رسیدم و خواست و ناخواست پاے ارادت در دامن قناعت کشیدم، فرمانِ تقرر ہم من ندادند تا بہ سند کارگزاری چہ رسد، استغفر اللہ از کجا تا

۱؎ دو ماہ تک امینی کی تھی، چونکہ طبیعت اس قسم کے کاموں سے مناسبت نہ تھی، پریشان حال تھے،

کجا کشید، خیره سری از جادهٔ شکیبائیم بر کران برد، سخن کوتاه مے کنم،

شبلی نعمانی، اعظم گڈھ، ۲۵۔ اگست ۱۸۸۲ء

(۲۱)

برادر عزیز رئیس ابن الرئیس مولوی محمد سمیع نقلنویس،

السلام علیک، برخوردار عبدالغفار داعیٔ اجل را لبیک گفت و عزیزان خود را داغ حسرت بر دل گذاشت، مرا ہم درین غصہ جگر خون شد و دل بہم برآمد، مگر چون از قضاے ایزدی چاره نیست دل در بند الم نباید داشت، فردا تعطیل است، اگر برسم تعزیت درین جا آمدن خواہی ہم بیوم الخمیس بیائی، و جناب عم مکرم شیخ عجیب اللہ صاحب را تپ گرفتہ است، و در تمام اعضا درد مے باشد عزیزی علی احمد را ازین خبر آگاه خواہی کرد، والسلام

شبلی، ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۸۲ء

(۲۲)

چنان ز جور عزیزان مرا جگر خستست — کہ بہر چارهٔ غم پیش دشمنان رفتم
چہ سود نرد دغا باختن بہمچو منے — کہ خود ز دست جفاے فلک بجان رفتم

عزیز دلبند من،

حیاک اللہ، نامہ کہ پیش ازین بال روانی کشاده است سر تا پا حدیث غم بود، و ندانی کہ آن ہمہ خونریزی نفس و گرمی ہنگامۂ فریاد، از دست بیداد سپہر کج نہاد بود است، بد قسمتی نگر کہ ہر نفس از دست عدو بفغان آید و من از لطائف ولی یار بدین خوبجان آمده ام، خود انصاف ده، کہ چو عزیزان

را شیوه جز طریق دغا پیمودن نه باشد درین دیر خراب، از زنده بودن و ساعتے بر بستر راحت خوش غنودن ہیچگونه امکان دارد، حادثه تازه دل و دیده ام خون کرده است و ہیچکس نیست که [illegible]ل بدو گفته آید، آوخ که از ساده دلی بنا کسے سر در داده، داشتم که مرا به لا به فریفت و دغا ورزید، با من عہد وفا بست و خود از من برید، حیف که بیہوده این غم سر ودم، و آنچه با تو گفتنی بود فراموش کردم، سخن این است که در این جا رسی و من نه باشم به پند دل آئی و تغافل نه نمائی که دوستی را نشاید و ترا نباید،

الخاطی الشبلی النعمانی الجانی

(۴۴)

منم آن قطره که صد سینه و دل کردم داغ تا ز نوکِ مژه غلطیده بدامان رفتم

ایہا السمیع،

نامه ات رسید، اگر بر من و بر حالم اشکی از دیده ریختی غمین مباش که مرا ہم درین ماتم دل خون شد و ناخن غم جگر کاوی کرد و خار خار اندیشه نشتر ستم جان فرد برد مگر چه توان کرد که سپهر مردم ناشناس است و مردمان خود ناشناس، اگر خود را ستوده باشم ہرزه خیالی و بالاخوانی خواہد بود مگر ازین قدر نتوان گذشت که کس نشناخت که من کیستم و چه فن دارم، خود انصاف ده که جائیکه گل از خار و نور از نار نشناسند و لفره‌ٔ پیچیز زہی بے سر و پائے را با سبکروحان دانش سگال بلند پایه برابر نہند، چگونه توان زیست تا بجز دیبیتی از غالب یاد گرفته و دیده نازک کرده که من سخنگوے آتش زبانم ہستم و دو دن پاره حدیثے بر زبان رانده و گره برابرو زده که من محدثِ تحقیق نشان ہستم، آه ازین نشئه به جہل سخن نارسیدگان که ہیچ اند و ہمه ہیچند و حیف ازین پاره در گران خوابِ غفلت خفتگان که دودن اند

دیگر دون پایگان در آویزند، بارے عنان خامہ ازین رہ می پیچم کہ فسانہ درازاست و شب کوتاہ
اکنون از حالات خویش پرداز و برنوشتہ ام کاربند،

نامہاے حضرت مولانا فیض الحسن پے در پے میرسند، جمہرۃ العرب از جناب مولوی محمد فاروق
صاحب طلب دار و بمن بنویس،

محمد عثمان را بگوے کہ سبق از کسے گرفتہ باشد کہ دو سہ اسبوعے بمن رسیدن نتوان، کتاب شکر
از حکیم حفیظ اللہ صاحب گرفتہ در کتبخانہ اش نہ، دیگر چہ نویسم، بخدمت قبلہ و کعبہ جناب حافظ حبیب اللہ
خانصاحب و منشی خدابخش صاحب و حافظ حسنعلی صاحب و حضرت فخر ما مولوی محمد سلیم صاحب
و دیگر بزرگان آداب و تسلیم، و لعزیزی محمد اسحاق سلمہ سلام و دعا،

دیگر آن کہ دوکان تھیکر کمپنی در کلکتہ، کہ عزیزی مہدی کتبہاے انگریزی و سلم الادب از تردا و
طلب داشت نشانش از مہدی اگر در آنجا باشد ورنہ از ماسٹر صاحب یا مسٹر منوہر داس صاحب یا
انگریزی دریافت کردہ فوراً بخدمت عموی مجیب اللہ صاحب در کلکتہ نوشتہ بفرستید کہ عم موصوف
را نشان کمپنی مذکور معلوم نیست،

محمد شبلی نعمانی

این نامہ اگر بہ اغیار نرسد بہ خواہد بود کہ بر من خردہ خواہند گرفت و بر بالا خوانیم خندہ خواہند زد،

محمد سمیع،

(۲۴)

نامہ ات رسید، ترقی بیش نیست، اگر انجاح کار بر تعطیل موقوف است، مولی خود بیش آمدہ
است، تو نہ سزا سے آئی کہ کارے از دستت کشاید، من نہ در خور آنم کہ پیش سید محمد کالاچی راستم

راقم رو قیمت فزاید، خدابخش ہمان کس است کہ تسوید رسالہ ام کردہ بود و اکنون بکار تعلیم بسر ہمی برد، از عم مکرم شیخ مجیب اللہ عجب دارم، ایشان صرف طبع اسکات المعتدی[لہ] بذمہ خود گرفتہ بودند، اکنون زر باقی حافظ حسرت صاحب ہم ادانمے شود، و نسخ اسکات از عقب ہمے رود، تو چگونہ بمن توانی رسید کہ درآنجا بند ہستی، ہمانا از جامہ گذاردن حلیلہ خویش پریشان خاطر گشتہ، غمین مباش کہ این بازی چرخ است ع یکے ہمیرود و دیگرے ہمے آید،

وبخدمت احباب واعزہ تسلیم پذیرا باد، والسلام

محمد شبلی نعمانی

(۲۵)

عزیز دلبند من مولوی محمد سمیع سلمہ، السلام علیکم،

چون سررشتہ صبر از دست دادن و با بخت و سپہر ستیزہ بنیاد نہادن سود ے ندارد و حاصلے نیارد، لب ازین گفتگوہا فروبستہ ام، و دندان بدل فشردہ در پس زانوئے شکیبائے نشستہ ام، تاحال بر مکان ڈپٹی صاحب اقامت داشتم، اکنون دو سہ روز یست کہ مکانے دلکش بکرایہ بنجر و پیہ گرفتہ ام، ہر چند از مدرسہ بعدے تمام دارد، مگر چہ توان کرد کہ از و قریب تر امکان نداشت، ورۂ نادرہ وعرفی در درس است، درانجا رزمیہ مرزا صائب بدست ے افتد، نگاہ از دو ورق بیش نیست، امروز در کالج تعطیل است و موجبش آنکہ جناب سر سالار جنگ بہادر کہ ریاست حیدرآباد بمین ترہیتش در نظم و نسق از ہمہ ریاستہا سبق بردہ بود، دی روز آدینہ جان بجہان آفرین سپرد،

لہ قرأت فاتحہ کے باب میں مولانا کا ایک عربی رسالہ مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کے جواب میں، ۵۲ محمڈن کالج،

حیف کہ کارہائے ساختہ درہم گشت و ریاست را روز بد پدید آمد، ہمراہیان بخیریت استند و بشما سلام میرسانند، والسلام

شبلی نعمانی علیگڈھ ۱۰ فروری ۱۸۸۳ء

(۲۷)

عزیز دلبند مولوی محمد سمیع حیاک اللہ، نامۂ شما رسید و دل رابسوئے دیدہ کشید چنانکہ نوشتہ عزیزان راچندان کہ زمان فراق درازی میکشد، دل بہ ناشکیبائی میگراید و مراچنانکہ دانستہ روزی کہ پیش مے آید محنت و غم میفزاید اگرچہ توان کرد کہ کارہا درپیش است و زمام اختیار نہ بدست خویش، اینجا کہ آرمیدہ ام دراین مذلت برخویش پسندیدہ[۱]، ندانم تا چرخ را درین پردہ چہ نیرنگہا است، بالجملہ چون این افسانہ دراز است لب ازین ہرزہ باید فروبست و باصل مدعا توان پیوست، نجدیان کہ دراسے شورش آغاز نہادہ اند ہمہ خیر تم کہ والا برادر مولوی فقیر اللہ صاحب چہ البسر کار الشان نمے رسند، من انشاء اللہ در پایان ماہ مئی ۱۸۸۳ء درآنجا رسیدن توانم، رزمیہ صائب و قصائد قدرطالب آملی و قلی سلیم در قریب وقتے بشما مے رسد، عبدالغفور و عثمان و اسحاق بخیر استند و بہ تعلیم انگریزی و فارسی و عربی مشغول، واجب التعمیل، بیاض فارسی من کہ چون بیت المقدس برون شد است و درون سواد عذار خوبان ہم خوبتر است، بسعی و جستجو پیدا کردہ بمن لفرست، و زنہار کہ این کار را ہرزہ انگاری، و در امتثال این امر درنگ رواداری، دیگر سلام شوق بگرامی خدمت احباب باید گفت، چون این نامہ ہم در کالج بہ تعجیل نوشتہ ام، سخن بہ تفصیل نہ راندہ ام، والسلام

شبلی نعمانی مدرستہ العلوم، ۱۲ فروری ۱۸۸۳ء

---

[۱] مولانا علیگڈھ کالج کی فارسی مدرسی کی خدمت سے خوش نہ تھے،

(۴۷)

شبلی خستہ ز غربت بوطن مے آید   یا گر مرغ چمن سوئے چمن مے آید

۲۴ مئی ۱۸۸۳ء از اینجانب رخت سفرے بندم و اگر خواستہ خدا ایست تا ۲۷ بعزیزان وطن می
می پیوندم در لکھنؤ نفسے چند آرمیدن خواہم، از عزیزان جز اسحاق و نصیر ہمپائے من اند،
نیرنگ خیال بنظر درآمد و عجب نیست کہ از بہر شما ہدیہ آرم، کتابے بدان ارزش نیست، مولوی محمد حسین آزاد
در آبحیات چیزے افزودہ اند و دیگر بطبع دردادہ، درین نسخہ تو پارہ از حالات مرزا دبیر و انیس و میر حسن
و مومن خان توان یافت، در اینجا طرح مشاعرہ انداختہ اند، بہ تقاضائے احباب غزلے گفتہ آمد کہ
با خویشتن خواہم آورد، درین نزدیکے از ہجوم کار بدوستان نامہ نوشتن نتوانستہ ام، اینک خود میرسم
کہ عذر تقصیر خواہم،   شبلی نعمانی ۲۰ مئی ۱۸۸۳ء

محمد سمیع،   (۴۸)

باین ناتوانی کہ خامہ بدست گرفتن نیارم، از عہدۂ نگارش کہ گران تا گران است، چگونہ بدر
توانم آمد، نامہ ہا میفرستم و پاسخے نمیرسد، تپش از نیمہ ماہ است و تب دست از آویزش باز نہ نہادہ
در تلاش الیف، اسے فراوان کوششہا میرود، ۶ تا دریافتہ خواستہ کردگار چیست،

با عبدالغفور بگوئید کہ در مڈل عربی را نپذیرا نداشتہ اند، فارسی باید آموخت، نمونہ کہ مے رسد
از جنس او دو طاقہ سنگی گرفتہ بزودی اتمام فرستادن دارد، قیمت پس از رسیدن عبدالغفور خواہد رسید
و اگر صرف ڈاک زیادہ نباشد بطریق ویلیوپیبل ہم اختیار توان کرد، چندہ ششماہی عین قریب میفرستم
از نامہ عبدالغفور پیدا شد کہ در مڈل اسکول سہ چہار متعلمان نو داخل شدہ اند، از نام و نسب ایشان

بمن باز باید نوشت، والسلام

شبلی، ۱۶۔ستمبر ۱۸۹۴ء

(۲۹)

عزیزی،

حامد به سادگیهاے خود که دروغ راست مانا بود، مرا فریفت، چندانکه گاہے خوئے و روش اورا به نگاه ژرف نگریستن نه خواستم، درین نزدیکی یکباره پرده ازمیان برخواست و پیدا شد که این تیره بخت بدترینِ نوجوانان این ناکس کار از اندازه گذارنده بود هیچ نه گفتم و دندان به دل افشردم، طبیب جونپور اگر در چاره گری این رنجوری دستگاهی خاص داشته باشند، خوب است ورنه مرا آگهی دهید که چاره دیگر اندیشم،

اگرچه مرا پیوند مهر با حامد یکباره گسسته شد و نمے خواهم که دیگر او را نزد خویشتن خوانم، امّا این قدر هست که چون دو خانه را همین یک چراغ است از سر چاره گری نتوان گذشت، اندازه باید کرد که آن تیره درون آیا از کردهٔ خویش پشیمانی دارد یا شوخ تر و خیره تر گشته است، من هم رنجور هستم و اکنون به اطبائے لکھنؤ روئے آورده ام، والسلام

شبلی نعمانی مکان خواجه عزیزالدین صاحب لکھنؤ، ۱۸ اگست ۱۸۹۵ء

(۳۰)

عزیزی،

از واژگونی بختم حامد به بیماری سخت گرفتار شد، چون جز از شما کسے مرا مایهٔ اعتبار و محرم اسرار نیست، نزد شما مے فرستم، به هر طورے که توانید به علاجش کوشید، در مصارف دوا و پیشکش اطبا هر قدر که مبلغ که بکار آید از من خواسته باشید که بفورے فرستم، افسوس! افسوس!

شبلی، ندوة العلما، کانپور

بنام اکبر صاحب

(۳۱)

اکبر اے راحت جان و دل من،

از شبلی آشفتہ سلام و دعا، دل خوش دارید کہ زود بمامول خود می رسید، از ولی محمد و محمد عمر کہ دلبند من اند خجلت مے برم کہ گویند چون بہ سفر رفت از عہد وفا برگشت و پیمان بازی لشکست، خدای راست می داند کہ مرا سراخلاص ہمانست کہ بود مگر با تقدیر چون ستیزم و با قضا چگونہ آویزم، راز مہدی عزیز نیست ادہم از دو راقتادگی قرین حصول کار نیست، اینجا نہ صورت قیام خوست و نہ سامان طعام مرغوب، من بہر طور کہ میگزدرے گذارم، اگر اکبر رسیدیم شریک من خواہد شد، اللّٰہم سہل لی امری، اے راحتِ دل اکبر از بہر نویسا کہ نوشتۂ در نثر باشد یا در نظم و نظم فارسی یا اردو، اگر اینجا آمدن خواہید نحو میر ہر قدر کہ خواندہ باشید یا خواہید خواند بیاد ش کوشید، ہمچنین فصول اکبری، جونپور یا غازیپور رفتن کہ در دل دارید از سادہ دلی است، استاد شفیق یافتن در پنجالت کہ از نحو بلکہ از صرف ہم فارغ نہ نشستہ اید خیلے محال است، ہر جا یوسف شبلی نتوان یافت، خدایا روزی نصیب کن کہ من و اکبر غمخوار ہم باشیم، آمین، والدعا،

بمنشی صاحب و برادر صاحب و حافظ حسن علی صاحب و حکیم صاحب و دیگر صاحبان تسلیم دختر نصیر و سمیع را سلام و دعا،

بنام جناب فرحت احمد صاحب

(۳۲)

مبارک۔ سپاس ایزد کہ برادر شما عزیزی مہدی حسن در الیف۔ اے کامیاب نشست

اے خوش آنکہ بہ علیگڑھ رسم و تواز پیش رسیدہ باشی وچون از آمدنم آگہی اندوزشوی دوان سوے من آئی واز جوش طرب حرف مبارک باد، برلب گرہ گردد، لبے بہ تبسم واکنی وبآواز گوئی کہ برادر مہدی حسن فال ظفر بنام خود یافت وپس ازان دوسہ گامے تیز تر آئی و بمن در آویزی وگوئی کہ ہلہ! ہان! شیرینی کجاست ومن گویم کہ در لب تو، بارے انجمنے از یاران فراہم آید و ہر یک گفتگو باز کند وگپے زند، یارب ہمچنین باد، بارو گر مبارکباد

این نامہ رانزد خود نگاہ باید داشت ، کمترین ہواخواہان شما

شبلی نعمانی

۲۳ جون ۱۸۹۰ء

بنام ہز ہائنس آغاخان بالقابہ

(۳۳)

بہ پیشگاہ بندگان عالی مرتبت ، ابقاکم اللہ تعالے ،

چنانکہ ارشاد رفتہ بود، ما ہمہ ارکان ندوہ، امیدوار ہستم کہ خدام والا فردا پس فرداوقتے معین فرمانید کہ طلاب ندوہ قابلیت واستعداد خود را در پیشگاہ سامی عرضہ توانند داد، ارکان ندوہ و بزرگان شہر ہم شرف اندوز خدمت توانند شد،

شبلی نعمانی ،

عربی[1] خطوط

(۱)

سلام علیکم

ھذا دیوان الصبابۃ[2] یصل الیکم، واما الیّ فلا یمکننی حضور نادیکم لا لانی اشتغلت بامور غیر طائلۃ او قعدت ھمتی، وصرفت عنان العنایۃ الی الدنیا الدنیۃ وبرئت من تحصیل کمال العلم والادب ذمّتی، فانی بحمد اللہ خلقت وکسب الفضل سیط من دمی، فھو لا یفارقنی ان شاء اللہ[3] فی حالتی وجودی وعدمی، بل لانی لملازمتی ھذہ العھدۃ الرذیلۃ[4] ادوم التفکر فی حالتی، فیزید ھمی وتزداد ملالتی، ربیۃ کم الانصاف، ما ھذا الا الجور والاعتساف، فصبر جمیل وھو حسبی ونعم الوکیل،

(۱۲ اشبل نعمانی)

---

[1] مولانا کے عربی خطوط زیادہ تر علماے مصر کے نام ہوتے تھے وہ مل نہیں سکتے اسلیے انھیں خطوط پر اکتفا کرنی پڑی۔

[2] مولانا کا سب سے قدیم عربی خط، علی گڈھ جانے سے پہلے۔ [3] یہ پیشگوئی پوری اُتری،

[4] شاید امانت یا وکالت،

بنام نواب سید علی حسن خاں صاحب

(لہ ۱)

نمی دانم حدیث نامہ چون است

ہمین دانم کہ عنوانش بہ خون است

تزعزعت ارکانُ الملّة!

اعلنی انتقل السید احمد خان بہادر الی جوار رحمة ربہٖ وذلک یوم الاحد ۲۷ مارچ وتَفَرَّق شملنا۔

انی لا اقدر علی ان اشتغل بشیئٍ اِلّا بعد بُرهةٍ من الزمان،

والسلام

شبلی نعمانی۔ علی گڈھ ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۹۸ء

بنام مولوی سید عبدالحی صاحب

(۳)

لا یہمنی الاعزل النائب ووضع الوزر عن الندوة، ولمّا فزنا بہذہ البغیة فلاجدال ولاخصام مع احدٍ اما اخراج الطلبة الجانین علی انفسہم فمما لابد منہ ولکن فصل ہذہ القضیة لایکون الا بعد العود الی لکھنو۔

شبلی۔ ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

لہ سر سید احمد خان کے وفات کی اطلاع،

فہرست مکاتیب جلد دوم

دار المصنفین کی جدید کتابین

مکاتیب شبلی

یعنی مولانا شبلی مرحوم کے خطوط کا مجموعہ، جو مولانا سے مرحوم کے علمی، ادبی، مذہبی، قومی اور اصلاحی خیالات روزمرہ کا ذخیرہ ہے، قیمت جلد اول عہ، جلد دوم ۱۲؍ ہر دو ۳؍ ہے،

ارض القرآن

مولانا سید سلیمان ندوی کی جدید تصنیف، سرزمین عرب کا جغرافیہ، اور قرآن مجید مین عرب کے جن اقوام اور قبائل کا ذکر ہے، اُنکی محقق تاریخ، اور یونانی تاریخ، جدید اثری تحقیقات، توراۃ کے بیانات اور قرآن مجید کے اشارات کی باہمی تطبیق ۳۲۲ صفحہ قیمت ۶ مجلد عہ

انقلاب الامم

مشہور فرنچ مصنف موسیولی بان کی کتاب کا ترجمہ جسمین یہ دکھایا گیا ہے کہ کہ قومین دنیا مین کیونکر پیدا ہوتی ہین، اور کیونکر مٹتی ہین، قومون کے عروج و زوال کے کیا اسباب ہین، یورپ کا تمدن کیونکر تباہ ہوگا، جمہوریت اور اشتراکیت پر دنیا کہانتک عملاً کاربند ہوسکتی ہی، از مولانا عبد السلام صاحب ندوی، صفحات ۱۹۲ قیمت عہ

تمام کتابین اعلےٰ کاغذ پر عمدہ چھاپی گئی ہین

مسعود علی ندوی منیجر دار المصنفین

اعظم گڈھ